فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذوالجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام بامر عامۂ سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمّٰی بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ دوم

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابو تراب
محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی
صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری
بطبع رحمانی مطبوع گردید

تعداد جلد ایکہزار
حصۂ اول ۲ حصۂ دوم ۲

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مولفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب

۱۔ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول۔ در بیان سلاطین بہمنیہ۔ عہ حالی

۲۔ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ۔ صمہ حالی

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ۔ صمہ حالی

زیر طبع

۳۔ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن۔ قریب نصف طبع شدہ

۴۔ محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزراء دکن۔

۵۔ محبوب نو وکہن تذکرہ آثار دکن۔

۶۔ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن۔ حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷۔ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن۔ حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مولف

فہرست حصہ دوم محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حرف العین

حرف غین معجمہ

حرف واو

حرف الصاد

صارم - صمصام الملک میر عبدالحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص - میر عبدالحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے - آپ سادات خواف سے ہین - آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت ۱۱۴۲ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین ہوئی - نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم مدارس مین فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ مین مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی مین گذارے - غرض آپ بائیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - ۱۱۶۲ھ ہجری مین خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی - آپ برار مین رونق افزا ہوئے - خدمات مفوضہ کا سر انجام عمدہ طرح سے کرنے لگے - پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد مین شش ہزاری منصب و نوبت اور شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوی - ۱۱۷۱ھ ہجری مین حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے - صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدر آباد روانہ ہوا - اور آپکو بھی ہمراہ لیا - حیدر آباد مین آپکو قلعہ گولکنڈہ مین مقید کیا - اور آپکے بھائی میر عبدالسلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد مین بھیجا - پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدر آباد آئے - اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی و ملکی کل مہمات کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ سنہ ۷۲ الہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے گویا ازسرنو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی و موروثی خطاب کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔ اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک چمن ہوا۔ اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سیراب و تازہ ہوا۔ ریاست کے کل امور جزئی و کلی کا مدار آپکی رائے صائب پر تہا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے چلتا تہا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تہی۔ تجارت و زراعت کی بہی عمدہ حالت تہی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تہے۔ کسی کی مجال نہ تہی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوش وضع تہے۔ ذی مروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تہے۔ ذہانت و فطانت مین عقل کل۔ شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تہے۔ صولت و بہادری مین شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تہے۔ سخندان و سخن گو زندہ دل تہے۔ صاحب تمکین و وقار۔ رحم دل و بردبار تہے۔ بلکہ خصائل ملائکہ شمائل تہے۔ علوم ادبیہ عربیہ و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکہتے تہے۔ حکیم و ادیب تہے۔ خوش تقریر و خوش تحریر تہے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکہنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورۂ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت معانی سے کمال صفہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تہی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و شوری کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین مصروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصل مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے نمکحرامی
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دلمین اسبات کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک رہے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی و سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناش ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لائق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کمزور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ و برباد
ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم ہین ایک اہل قلم دوسرا اہل علم
یہی ریاست کے دو قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے
انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاکہ مین انہین کا فوٹو کھنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو
ہاتھہ مین لئے کھڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئیے۔ ملاحظہ کیجئے
ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ ناؤ و نوش مین پست ہو رہے ہین۔ ہمارے
منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکھون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے
سنتے ہین نہ آنکھون سے دیکھتے ہین ہائے غفلت تیرا روسیاہ ہو تونے بہت سے گھر
خراب کئے اور آیندہ بھی کریگی۔

آپکی مزاج مین دور اندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تھی۔ کرنے سے پہلے ہی اُس کام کا
خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تھے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے تھے
سوچ سمجھکر کرتے تھے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تھے۔ کبھی ہوکا نہین کھاتے
تھے۔ ہمکو بھی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہئیے۔ تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل
کرین۔ ہمکو آپکی دور اندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشار نشاہنواز خانی
مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکھا اور ظاہر کیا کہ مجھکو بالا بالا
معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرنیکے
میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار و پیدل مناسب نہین کیونکہ اسکے
اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکھکر
عرض کیجئے اور میرا خط ہے ملاحظہ مین گذرائیے۔

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تھے۔ اُسوقت وقار تخلص فرماتے تھے
جب صمصام الملک سے مخاطب ہوے اُسوقت صارم تخلص اختیار کیا۔ صارم صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے مآثر الامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکھا ہے
کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبد الحی خان
و میر عبد السلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الٰہی کے لئے آثار ہین کہ اُنکا ظہور
مسمی کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی و سلام ہے
دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکھا۔
آپ علما و فضلا کے قدردان۔ فقرا و غربا کے فیض رسان تھے۔ شعرا کی بھی بڑی قدر کرتے
تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ سرکاری کامون سے فراغت پاکر علما
و شعرا کے ساتھہ مجالسہ و مکالمہ فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی
و سخن فہمی مین بے نظیر تھے۔ اور شعر گوئی مین بھی بیمثل تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ اور
زبان ریختہ مین بھی کبھی کبھی کہتے تھے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا تھا لیکن ہان
چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ و صاف ہے۔ تکلف
و بناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش روزمرہ با محاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ
معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال و خط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن و جمال کی
خوشنمائی دکھلائی۔ آپ قوی حافظہ تھے۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا تیموریہ خاندان کے
تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تھے

اور ہر ایک صوبہ کے نظم و نسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھہ صوبون کے جزو و کل سے ماہر تھے۔ مجکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اُسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کا رقبہ و محاصل بہی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات و قلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکہے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امرا عہدہ دارون کے نام مذکور ہین ہمکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکہنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پہر آپ آخر انقلاب مانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج و معالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف تہین۔ پندرہ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تہے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک کولاس مین امانتا مدفون کئے پہر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغچہ جو یاقوت پورہ کے باہر ہے اُسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

افسوس کہ رفت امیر عالی گوہر		دیوان دکن صاحب فضل و ہنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا		صمصام الملک عقل کل کرد سفر ۱۱۹۶

من اشعارہ الفارسی

دیدن آسان نیست حسن آتشین خوی ترا		آفتاب آئینہ باشد جلوۂ روئے ترا
کیست از حالم کند آگاہ دلدار مرا	ولہ	در فراقت می پسند دل ہم آزار مرا
در جہان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا		ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

از مرزا [illegible]

حلقه زد مار صفت بسکه بگرد کمرت
بند شمشیر تو در بند ستم کرد مرا

روشن از روی تو شد در نظرم ملک وجود
دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا

وله

پیری چو رسید قامتت گشت دوتا
بر موی سفید وسمه هیچ است حنا

ای شیخ عبث فکر جوانی داری
مس را نتوان ساخت بتلمیع طلا

وله

تا خرامیدی بگلشن داده خط بندگی
سرو با آزادگیها قد دلجوی ترا

وله

ز غیر دوست بپرداز خلوت دل را
نه کعبه مسکن لات است منزل عزا

وله

مرا ز مردمک چشم شد عیان صارم
که کمترند در آفاق مردم بینا

وله

قیامت میکند برپا بتی کز خود خبر دارد
دوبالا ساخت حسن یار را آئینه دیدنها

وله

من تخم درد کاشته ام در زمین دل
جز دانه های اشک چه حاصل بود مرا

وله

در جست و جوی خال تو دل شد اسیر زلف
آری بدام صید پی دانه میرود

آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد
در محفلی که صرف ز پروانه میرود

وله

بداغ عشق بپرستند همچو لاله مرا
ز خون خویش لبالب بود پیاله مرا

بهر کجا که رسم گریه سر کنم ز غمت
چو نی ز روز ازل لازم است ناله مرا

وله

نماند تاب چه امشب دل خراب مرا
بماهتاب برآرند آفتاب مرا

وله

سرمگین چشم برده جان مرا
نیست ممکن صدا فغان مرا

وله

از [illegible]

شگون گل بود کز پیرهن برتن دریدنها
به بلبل هم مبارک است آه از دل کشیدنها

هنرور کی تواند دید زیر چرخ آرامی
در غلطان ندارد پا دشکل آرمیدنها

چه پرسی حالت من اضطرابی دارم از هجرت
که دل گاه نبض از بیم برد کوی طپیدنها

بجز بیحاصلی ندارد کردن افزائی
بهر شمشاد باشد نی بجوی از سرکشیدنها

کند ایام بردم دختر رز در بر مینا | وله | بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

کسے خوشنمائے حسن معنی صورت لفظی | تهی از مے گل بیرنگ باشد پیکر مینا

چسان آسان برم جان از دست نازکی ساقی | که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا

دلے دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی | سرے دارم بدوش خود بلا گرد سر مینا

یارب همه جرم گشته در پیش مرا | وله | در فکر شده است جان و دل ریش مرا

هر چند که افزود نه حد عصیانم | محروم مکن ز رحمت خویش مرا

هر کس که زند بر لب خود مهر ادب | وله | بدخواهش را بود بهم بسته دو لب

حق می داند بخاطرم یاد شماست | وله | در کشور سینه داد بیداد شماست

از جنبش دل نام شما مے خیزد | این دانهٔ سبحه‌هائے اوراد شماست

مارا بسوئے شمع رخت دیدن آرزوست | وله | پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

ای شوخ من بیا که درین فصل نوبهار | با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

من بقربان آورم که مرا | وله | داد آواز یار آمده است

خندهٔ زیر لب و برابرو چین | بچه انداز یار آمده است

دهر است که تا نام درو پیدا نیست | وله | تا صبح شفق و شام درو پیدا نیست

چندین شاهان دران حکومت کردند | امروز زکس نام درو پیدا نیست

اے میخواران که صیدی رام شماست | وله | شخص مینا بحلقهٔ جام شماست

لازم گیرید یاد شیفتگان | صهبائے طرب کنون که در کام شماست

از دیدهٔ من که بر تو حیران شده است | وله | در عرض ره تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است | در دیده نم از اشک نمایان شده است

ایدوست بیا کہ بہر پا اندازت   در کوی تو فرش نرگستان شدہ است
چون برق جہد ز پا و رویت رگ شوق   ای دوست بیا کہ وقت باران شدہ است

ولہ

ما بیاد یوسف گم گشتۂ خود ای عزیز   بیت حزان از دل ما دو نگین کردیم طرح
ور دل ما عکس چین جبہہ اش صورت گرفت   گر رہی انصاف صد ارژنگ چین کردیم طرح

ولہ

ہر کس ترا دید بکس رو نکند   وانکس کہ ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از ہر دو جہان   مست می عشق تو بمی خو نکند

ولہ

ای بادکشان می کہ می نوش کنید   حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
وارید بدل ز خود فراموشان را   ای کاش فراموش اگر فراموش کنید

ولہ

ز شوق چشم او نرگس نگہ بستن نمیداند   بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند

ولہ

ای کہ ہموارہ لعل تو می گون شد   شیشۂ می ز لبت آبلۂ خون باشد

ولہ

گہی تغافل و گہ ناز و گہ جفا دارد   برای کشتن عشاق شیوہ ہا دارد

ولہ

چگونہ جان برد آسان ز ظلم خود ظالم   کہ تیر آہ غریبان بر قفا دارد

ولہ

ور حسرت وجوی خال تو دل شد اسیر زلف   آری بدام صید پی دانہ می رود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد   در محفلی کہ صرف ز پروانہ می رود

ولہ

سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را   کہ جز جواب نگردد صدا ز کوہ بلند

ولہ

اگرچہ گل بچمن رنگ و بو دارد   ولیکن این ہمہ خوبی کجا کہ او دارد

ولہ

بسیر باغ چو آن می پرست برخیزد   گل از چمن کدہ ساغر بدست برخیزد
ز جستجو آن چہ سوال و جواب خواہد بود   شہید چشم تو در حشر مست برخیزد
کدورتی نکند جا درون صاف دلان   اگر بر آئینہ گردی نشست برخیزد

وله
ظالم نگهبان بدل چو منزل کرده اند — صد جور و جفا بر من بیدل کرده اند
چشمک زده ساختند چون وحشی رام — تیغ ابرو نموده بسمل کرده اند

وله
داشت شوق گل ز بیتو نهانی نرگس — کز عدم چهره بر آورده خزانی نرگس

وله
از تاب حسن ز بیتو نازد بجوشش گل — از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
ای نوبهار عزم گلستان نموده — گر شادی وصال تو شد جوش گل
صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل — تا کنده ایم نقش ترا در نگین دل

وله
سر بسی کردند رنگ کاغذ دیوان من — بسکه در وصف لب شیرین مقامی کرده ام
تا به غفلت بر دل من ناوک اندازی کند — بازگشتنهای مژگان ترا فهمیده ام

وله
مجنون صفت بدامن صحرا نمی روم — آن وحشی ام که گوشهٔ دل هست پیشه ام
در باغ لاله گفت بمن با زبان حال — من داغ اشک سرخ تو صارم همیشه ام

وله
ز شوق چشم خوشت رفته رفته مست شدم — بیا در روی تو آخر صنم پرست شدم

وله
نمیدانم چه ثابت کرده ظالم گناه من — بگردون می رسد هر لحظه از جور تو آه من
باندک دیدنش جان میدهم هیهات در قتلم — تغافل می کند بسیار شوخ کم نگاه من
نگه زر دیده سویش کردم و از شرم این جرات — نویسد سطرها از اشک چشم عذرخواه من

وله
گل بچه رنگ شکند رخ بکشا که همچنین — سنبل تر چنان دمد خط نما که همچنین
جستن برق رویش خواست نشان دهد من — صورت آن بخنده کرد وا که همچنین

وله
شب از چشم و خطش در بزم مستان بود نیرنگی — ز یک سو جام می ز سوی دگر نشار بنگی
بهر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم — مهر صلحی نداری گر با اندیشهٔ جنگی

وله
تو در ملک سلطنت خوش من و کوچه گدائی — که بشاهی سکندر زند هم برهنه پائی

سر کیمیا گرت ہست رہ عشق گیر صائم ۔۔۔ کہ بمہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن مین حیف کہل گئین یہ آنکہین ۔۔۔ پہر موند پلک مین وہ نہ دیکہا رویا
مین مدت کے بعد ایک دم جو سویا ۔۔۔ دیکہون تو مجہہ کنے ہے صنم گویا

ولہ

مجہے گر جان کنی کا حکم وہ شیرین دہان کرتا ۔۔۔ کہا اوسکا خدا کی سون آرے یار و بجان کرتا
فلک گرتا زمین پہٹتی چمن سے رنگ اڑ جاتا ۔۔۔ اگر مین اپنے دل کا حال اے ظالم بیان کرتا

ولہ

ازبسکہ ہم اب عشق کی سیکہی گہاتین ۔۔۔ سب بہول گئے شادی کے باتین
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر ۔۔۔ اسوجہ ستین شاید کہ پہرین دل رباتین

ولہ

سجن تجہ زلف مین بل بل رہا ہے ۔۔۔ ہمارے ہاتہہ مین کب دل رہا ہے
نہین کہلتا ہمارو باغ سون دل ۔۔۔ یہی عقدہ مجہے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مژہ کا گوشت قیمہ ہے ۔۔۔ ہمرایا غرق خون ہو داغ دل ہریہ قیمہ ہے
نہین کہتا ہون دست زور اپنی خون ناحق کی ۔۔۔ مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کون پہنچے
اسیرون کی قفس کے کس تئین پرواہ مرنیکی ہے ۔۔۔ ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی ۔ صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص ۔ صلاح الدین نام ۔ آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تہے ۔ وطن مالوفہ سے ہند مین آئے ۔ اور یہان سکونت پذیر ہو گئے ۔ آپ بہی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولاً گجرات مین چند مدت رہے ۔ پہر گجرات سے لاہور مین آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا ۔ آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تہے ۔ صابر و قانع تہے ۔

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہو گئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش من کہ خواہد گل بہ بازار آورد	با بیداول تاب غوغائے خریدار آورد
زراہ کعبہ ممنوعم وگرنہ میفرستادم	کف پائے بر حرمت چینئی خار مغیلانش
با تو اشکم کشد و بے تو جدائی چکنم	میکشم اینہمہ از دیدن و نادیدن تو

صادق۔ میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ شاعر خوش فکر وخوش بیان تہا۔ وطن الوفہ سے دکن مین آیا۔ شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا۔ مرتضی نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا۔ نظام شاہ نے از روی قدردانی منصب جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا۔ صادق مدت تک عیش وآرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ آخر اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت باجل طبعی فوت ہوا۔ **ھو ھذا**

شوخیکہ بسادگی از وگردم صبر	اکنون خطش از غبارہ وارد سرجبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تنہ ابر

صالی۔ اردستانی

صالی تخلص۔ مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا۔ وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو
کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری و شعرگوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان
تہا۔ اسکا دیوان نادرالوجود ہے **من کلامہ**

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد — کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر صفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات صفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین
وارد ہند ہوکے شاہی ملازمون مین شریک ہوگیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری
و دیوانی پر مامور ہوا۔ پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر۔ مدۃ العمر شادی
نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مراۃ العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا
جو میر صابر کا تبنی و تربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتھہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے
فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتھہ شاہی
مقربین مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ اور تالاب
بنا فرمایا۔ اور فہرو زنام قصبہ مین جو بابین مشہد مقدس اصفہان ہے ایک ندی تہی
جب اُسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات و مکانات کو خراب برباد
اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کر دیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل
جسکا عرض پچیس درعہ اور طول یک فرسنح ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور
حمام بہی بنایا۔ اُسکی تاریخ یہہ ہے ع گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہی کلامہ
اور میر صابر نے ۱۰۲۷ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ؎

بکاوش مژہ از گور تا نجف بردم　　اگر بہند ہلاکم کنی وگر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تہوڑا تغیر کر کے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ؎ بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد + میر صابر ۱۰۶۴؁ ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا۔ رباعی اکثر کہتا تہا۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص و ارتباط رکہتا تہا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا۔ میر نے اُسکی تعریف مین یہ رباعی کہی ؎

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می راطرب ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نو رش	یک پر تو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان بباغ و راغش کردیم	گوشے بنوائے کبک و زاغش کردیم
دیدیم کہ با ما سر نیازی دا شت	ما نیز نسا ختیم و داغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم و فنون کو کسب کیا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ خلائق کو درس و تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکہتا تہا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات
کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر
تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و نذرانہ گذارتے تھے آپکی وفات
کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعارہ الفارسی

زبسکہ حد نبود وصف دستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان دہان مرا
شبے بجانہ اگر ترا گذر افتد	بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا۔ میر ذوالفقار علیخان لکھنوی

صفا تخلص میر ذوالفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکھنو سے تھا۔ فن شاعری
مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تھا لکھنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا
و رؤسا کی مدح مین قصائد لکھے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا
بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پہر وہان سے
میر ابوالقاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند
روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوئی
تھی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکہانے لگے پہر تو آپ
شہرۂ آفاق ہوئے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندولعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے
چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تھے۔ صاحب مذاق
و قدردان تھے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کردی اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تا مرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے - مرد با کمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے - صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بھی لکھے ہین - مثلاً مثنوی چھومنتر وغیرہ مشہور ہین - ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے - آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے - آپکا انتقال ١٢٦ سنہ ہجری مین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

مراد لیست چه وحشی دلے که در گفتار ... سخن بدر کند و بنگر سوی دیوار

بزینه در بیت العتیق میماند ... سر سجود من و آستانهٔ دربار

فلک بدست گرفته ست حشمت نقره و زر ... بود بفکر چه تعمیر پیراسته کار

بهار آئینه قصر لاجوردی بین ... هجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیاره

اگر بطبع در آید معانی دلکش ... اساس هیئت شمار و طبیعت اشعار

بهر طرف نگرم رو به پیش محراب است ... مگر تعلق دل شد با بروی دلدار

بطالعم در دولت کشاده شد باید ... که مثل سایه شوم سجده ریز تا دیوار

کجاست گرمی بازار مردم شروان ... که دستگاه فروشم چو ساغر سنجار

جناب عشق بفکر عمارت دل مست ... چنانکه خامهٔ دستور در کشائش کار

چه سروری که بهنگام گنج بخشی او ... گذاره از عرق شرم ابر گوهربار

نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید ... زمانه ناز فرو شد با هوای تتار

بعهد او نخرد کارگاه افسون باف ... شعاع دیدهٔ خورشید را بقیمت تار

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین	بہار زہی گل و سنبل گرفت مار و شرار
نہ در عنایت او الناس راست دخلے	نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف راجہ چند و لعل	کہ ہست خاک دراو طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا	چہار مغان کہ بہار و سوئے گل گلزار

ولہٗ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادیانی ہانگیتی استوار	جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت زفضل کردگار	جلوہ از مہر و قمر با ہم مبارک سازگار

ایضاً ولہٗ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو	جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
ازبرائے تہنیت ہمت بگو	وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص - مرزا محمد صادق نام - آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کے صاحبزادے ہین - آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان ۱۰۰۸ھ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی - اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ سے فارغ التحصیل ہوکے ہند و سندھ و دکن کی سیر کی - اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے - جہانگیری شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تہے - آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تہے -

اور تاریخ دانی مین مورّخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصراً تذکرہ لکہا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی ھو ھذا

سوئے بیخانہ بتا ئید جنون خواہم رفت | باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حد این بادیہ جز اشک نیدست کسے | آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

مجہے آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی۔ یہہ بزرگ گیاروین صدی ہجری مین زندہ تہے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاویدانی کے طرف رحلت کی۔
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپکے والد ماجد بندر سورت مین عبدالرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتًا مقرر تہے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے۔
پس ۱۰۲۱ ہجری مین نوکری ترک کرکے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کرکے ۱۰۲۲ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ جب ۱۰۲۳ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بہیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تہے
سپاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تہی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہی کلامہ۔ اب مین آپکے

سفرنامہ کو مختصراً لکھتا ہون هو هذا

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکھتا ہے کہ اُسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد ماجد سے ملے دونون باہم نہایت محبت و الفت تہی۔ مولانا صوفی مشاہیر علماسے تہے صوفی مشرب تند خو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تہے۔ عہد اکبری سے ہندمین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہوگئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تہا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

بہر سال وفات اوگفتم　　　رفتہ ملا محمد صوفی
۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ	کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جا را
نمی ماند این بادہ اصلاً باب	تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ۱۰۲۶ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ہجری مین احمدنگر دکن مین آیا۔ پہر احمدنگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اُسوقت فغفور تخلص اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔ ~~

فلک بگریہ بکام رند دُردِ آشام میگردد عسس کو خواب رحمت کہ امشب جام میگردد

سرِ شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد این دستار پریشانست کہ از سر بندند

پہر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے سنہ ۱۰۳۲ھ مین فوت ہوئے۔ پہر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہزادے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ یار سنگین دل فلاخن وار رو دارد ز سنگ

پہر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تہا۔ وہان مولانا میر معز الدین یزدی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے ہمرکاب تہے سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ

وحی کہ جان دمد ببدن نغمہ نیست آبے کہ خاک بر سر آتش کند می ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ اُن دنونمین مین مولانا محمد حسین کشمیری کے خدمت مین مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا منقولات مین مہارت کاملہ رکہتے تہے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت افتائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر سنہ ۱۰۳۵ھ مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین مولانا محمد حسین قزوینی تخلص سپہری سے خط کی مشق کرتا تہا۔ سپہری شاہزادے کی ملازمت مین تہا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

پٹنہ میں آیا۔ وہاں دیر تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہاں سے بارادۂ بیت اللہ راہی ہو
گیا۔ **من اشعارہ**

ازبس بر آستان تو شبہا فتادہ ام — چون نقش پائے خویش زپا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ بالائے دلبرم — اے دوستان زعالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہیجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تھا۔ وہ مشاہیر شعرائے
زمانہ سے تھا اکبری عہد میں وطن مالوفہ سے ہند میں آیا تھا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ
کی خدمت میں بھی بسر کیا۔ آخر پٹنہ میں سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ میں نے آپ کو
سنہ ۱۰۳۱ ہجری میں دیکھا تھا۔ شاعر ماہر و بد اعتقاد تھا۔ سنہ ۱۰۳۵ ہجری میں ملک
بنگالہ میں فوت ہوا۔ **من اشعارہ**

دوش ورا انداز زلف یار گرفتن — برمن آسان نمود مار گرفتن
جام بکف گیر وزہ آفتاب بیاموز — راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پھر میں حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملا وہ عازم ایران تھا۔ میرے والد کے
پاس ملنے کیلئے آیا تھا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تھا۔ اولاً وطن سے دکن میں
آیا تھا۔ پھر دکن سے پٹنہ میں پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو
روانہ ہوا۔ **من اشعارہ**

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر — گر بتابوت روم شوخی گہوارہ کنم

انہیں ایام میں میرزا قاسم امامی اصفہانی بھی پٹنہ میں وارد ہوا۔ لطیف الطبع تھا
فن موسیقی میں مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور شاعری میں استاد مانا جاتا تھا۔ امامی
تخلص کرتا تھا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستوں سے تھا۔ اسی زمانہ میں

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ سراجی

بس در خم و پیچ سرکشیدیم چو آب　　نالان نالان بسے دویدیم چو آب
چون از منزل نشان ندیدیم چو آب　　در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا
پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا
اولا وطن سے ہند مین وارد ہو کے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہو کے
پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اُسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو　　افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ

خلف او میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے من ۲ اشعارہ

زلفش ز دو سو گوئے زنخ را بمیان داشت　　از یکطرف آمد خط و گو را ز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔

اور میرزا ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خو شنجر خان خطاب پایا تہا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من　　ز انسان کہ روز ابر ز باران کتاب را

محمد فصل و سال و چهار ست   علی زان فصلها فصل بهار ست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا - مین نے اسکو بنگالہ
مین دیکہا تہا - فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

من اشعارہ

گل شگفت و گل عذاران روز شب در گشت باغ   روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا - پہر پٹنہ سے جونپور گیا - مین
اس سے دونون مقام مین ملا ہون - شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا
اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا - شاہزادے پرویز کی
خدمت مین چند روز رہا - کچہہ فروغ نہین پایا - جونپور سے بنارس مین آیا - اور
یہان سکونت پذیر ہوگیا - جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اُسوقت بادشاہ
کی خدمت مین آیا - عنایت سے سرفراز ہوا - جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا
اُسوقت بنارس مین مراجعت کی - بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک
سکونت پذیر رہا - جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا - مراحم سلطانی سے سرفراز
ہوا - آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا - صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال
سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہوکر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا - من اشعارہ

یار ہشیار آمد واز صحبت ما مست رفت   حیف چون عمریکہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے
دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے - ان کے فرزند محمد لطیف
لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے - خوش مزاج و لطیف الطبع تہا - دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و فرہ حاصل ہوتا تہا۔

جب ۱۰۳۴ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تہا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش ناز پرورد گلستان زخم خارے ہم نداشت

راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تہے۔ بمقتضائے ضرورت پٹنہ جانیکے لئے مامور ہوئے حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین اُنکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکہا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد بسرش شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پہر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پہر وہان سے برخاستہ خاطر ہو کے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرابادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب کو بگمان شیشہ گلاب کے سر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تہا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پہر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا
تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دوہزار روپیہ صلہ پایا۔ ؎

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پہر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف
ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف
فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکہا ہے۔ اگر دیکہنا مطلوب
ہو تو وہان دیکہئے۔ من اشعارہ

بہ دوست یکدو روز صبورم کہ از فراق — چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک در شما آوارگی می افکند — کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پہر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان
شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علماء سے تہے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد
کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد مرد صالح و متقی تہے۔ اور شیخ محمود نبیرہ
شیخ شاہ محمد کی خدمت مین رہتے تہے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بہی مشرف ہوا تہا۔ کبہی کبہی
شعر بہی موزون فرماتے تہے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست — مراد و چشم تو پیوستہ در خمار بود

نیز جونپور مین شیخ عبدالعزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف
ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تہے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشودہ ام دیدہ دوست　　　　تیغ تو سرم بدامن افگند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تہے۔ کبہی عطائی۔ کبہی معنوی تخلص کرتے تہے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تہے۔ اب سنتا ہون کہ دونون بہائی فوت ہوگئے۔ من اشعارہ

طلب گرفتہ بطرحی ازین جہان رفتم	بسان طفل کہ پستان گرفتہ خواب رود
ہر لحظہ خطش در نظرم خوبتر آمد	ہمچو خط استاد کہ بینی بتامل
سودا بسرم ہمچو پلنگ اندر کوہ	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ
دورانہ وطن خویش بجواری کردم	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ

اور شعرائے جونپور سے تہا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اُسکی عمر صد سال سے زیادہ تہی۔ اور وہان کے شعرا مین شادابی بہی تہا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تہا۔ من اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب نیا دل ما　　　　کہ شمع مردہ را بر سر نگردد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین ۱۰۳۵ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اولا جونپور سے اکبرآباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اُسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تہے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تہا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقع ۱۰۳۶ھ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ ورنغش شاہ ساز و از سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہوکے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب رہا۔ وہان مرزا محمد حسین سبری قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر منیری اُس زمانہ مین سخندان صائب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین وطن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و پٹنہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا۔ ۱۰۴۲ھ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آہ تمام	درون من شدہ چو دود کش سیاہ تمام
ز یک نگاہ بمن لاف التفات مزن	نکرد دعوی خود کس بیک گواہ تمام
بنائے صورتش با حتیاط نہاد	چنانچہ او کرد دردو ماہ تمام
ز تنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی سخندان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتداروں سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ آخر بنگالے مین آیا کہ وہ فوت ہوگیا۔ سہ

آلودہ بخونم چہ کنی تیغ نگاہت مارا غم سر نیست ولیکن غم تیغ ست

نیز برہانپور مین میر قاسم گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صاف دلی سے موصوف۔ من اشعارہ

ہرگز زبادہ چہرۂ ما لالہ گون مباد لبریز نالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جامِ عشرت ما جز بخون مباد — خالی نئی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا - اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا اُزبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا - میرزا لطیف الطبع تہا - من اشعارہ

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم — کاسائش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چندروز برہانپور مین مقیم رہا - خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کرلی - بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا - اور اکبرآباد روانہ ہوا - مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت و ہمرکاب ہونے سے باز رہا - اور جنیر کا ارادہ کیا - جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و فرودگاہ تہا - اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا - منازل طی کرتے ہوئے - شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دار الحکومت ہے پہنچا - شہر کو نہایت آباد و خوش فضا پایا - اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا - اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا - وہو ہذہ

چون بسوئے دکن نہادم رو — سخت محنت کشیدم از ہر سو
رخت بستم ز شہر برہانپور — چون شدم منزلے ازان دور
رنج غربت اثر نمود مرا — رنج بر رنج فزود مرا
خون دل راوران گذرگہ تنگ — راہبر اشک و آہ پیش آہنگ
تیرہ شد روز دلفروزی من — دل من تنگ تر ز روزی من
زخم از درد دل زریر شدہ — دلم از راہ باد گیر شدہ
چاردم روز چون سپردم راہ — شہر کرکی پدید شد ناگاہ

شهر عنبر نسیم مشک سرشت — آب او برده آبروئے بهشت
خاک آن بقعه مشک اذفر بود — راستی آن بنائے عنبر بود
هم در و قصرے آسمان مانند — سایه برابرو پایه برابوند
ساکنانش ملک به نیکوئی — بزمین آمده آسمان گوئی
روز دیگر شدم ازان منزل — آب در دیده آتشے در دل
شهرے آمد به پیش من در راه — قلعه اش بر فلک زده خرگاه
قلعه سرفرازِ همچو فلک — ساکنانش شنیده ذکر ملک
قلعه داران فزون تر از انجم — فکر اختر شمر در ایشان گم
اطلسِ چرخ تنگ بر تن او — شمع خورشید زیر دامن او
تیغ او پاسبانِ خرمن ماه — دستِ گردون ز دامنش کوتاه
نام آن شهر و قلعه پرسیدم — زیکے و دیگر شنیدم
دیگرے گفت این صبا باشد — اینچنین شهر در کجا باشد
دیگرے گفت دولت آباد ست — شاه جم دولت در وشاد ست
شهریار دکن نظام الملک — مالک صف شکن نظام الملک

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ شہر کرکی بہردو کاف تازی ہے اور نگ آباد مراد ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا۔ اولا اس آبادی کو کرکی کہتے تھے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تھی۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک میں شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور سمیں عمارات عالیہ بنا کیا۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکھا - کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر جب نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کر کے بیجاپور مین چند روز عادلشاہی دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی - مع جمعیت عبید حبشیہ دکنیہ وہان سے برخاستہ خاطر ہو کے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا - ایکروز بطریق سیر و شکار اُس میدان پُر فضا جہان شہر کی آباد کیا تہا آیا - اور وہان خیمہ و خرگاہ قائم کیا چند روز شکار و سیر مین مصروف رہا - اس مقام کی سیری و شادابی دیکھہ کے بہت محظوظ ہوا - مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا - یاران جلسہ نے ملک موصوف کی راے سے اتفاق کیا - اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئیے - پس ملک نے جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تہا وہان شہر کی بنیاد رکہی - اور اسکا نام خرگاہی رکہا - کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا - پہر عوام الناس کے استعمال سے خرگہی کا کرکی و کہرکی ہوا - انتہی کلامہ

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پہر مین دولت آباد سے مع الخیر والعافیہ جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا - اُسوقت میر عبد السلام خان مشہدی مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب و سپاہ و فوج کا بخشی تہا میرے حال پر مہربانی کی اور مجکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا - شہر جنیر خوش نما و خوش وضع تہا لیکن ویران و خراب ہو رہا تہا - چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

شہر دیدم خراب چون دل ریش	یا دم آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر	دل مردم ز شہر ویران تر

بود کوہے بمرغزار جنیر — بر سرش قلعہ بنام سنیر
کمرش را ز لالہ پیرایہ — دامنش را زمانہ در سایہ
قلعہ اش راہ اختران میزد — تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم — تن جوزا ز تیغ او بدو نیم

مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان درگاہ جہان پناہ سے ملازمت و مجالست کا اتفاق ہوتا تہا۔ ازانجملہ قیصر بیگ شیرازی ہے۔ لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والا مین حاضر رہتا ہے۔ من اشعارہ

زیردستان را نوازش کس بجز دریا نکرد — قطرہ دریا می شود ہر کہ بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لیکن متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب تہا کہ خانجہان افغان و فتنہ و ہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا صن ۱۰۹۱ھ

ہیچ نگفتیم چرخ بیسر و پا را — بر کہ نوشتی برات روزی ما را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی تہا

خورد چربی و مالد دست بر سر — چو شمع آو بختہ بر موئے صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا محمود شاہ مسندنشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیلیے بہیجا۔ مین بہی ہمرکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خوردہ کاشی کو دیکہا۔ شعراء زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

بنگالہ مین گیا - اور حج کا عزم کیا سنہ ۱۰۳۸ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجام و بس — ہمتے از کعبہ تا بتخانہ یک گام ست و بس
برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ داشت — ہر کجا پروانہ گردم دانہ و دام ست و بس

سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا - اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا - اولاً گجرات مین پہنچ کے اکبرآباد کیطرف متوجہ ہوا - اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتھہ ہوا - اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا - مین اسلام خان کے ہمراہ بگلانہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا - وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ذی استعداد و خوش سیرت تہا - شاعری مین عمدہ سلیقہ رکہتا تہا - من کلامہ

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا — کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پہر مین سورت سے احمدآباد گجرات مین پہنچا - اور وہان سکونت اختیار کی - تقی بلبانی سے جو شیخ اوحدی بلبانی کا نواسہ تہا ملا - تذکرۃ الشعرا اسیکی تالیفات سے ہے بہت متعدد جلدون پر شامل ہے - من اشعارہ

تنم از غم چنان پاشیدہ ام — کہ آید ہمچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمدآباد مین قیام کرکے اکبرآباد متوجہ ہوا - شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا - اور چند روز اکبرآباد مین بسر اوقات کی - انہین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی - مولانا اکابر علما سے ہین - علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے - محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے - نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا -

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ ہر گوشہ سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔ اکبر آباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُنکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ من اشعارہ

آلہی رشتۂ شوقم بکف دہ ۔ ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
تنم را خاک فرسا کن ز پستی ۔ سرم را بندۂ زانو پرستی
امیدم را بکف دامان غم دہ ۔ تمنا را تمنائے عدم دہ
ندارم پائے ہمت جز بدامان ۔ مدہ دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبر آباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ اسلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ من اشعارہ

پادشاہیم بر سریر سخن + صفحۂ شعر ما قلمرو ماست
گاہ در چشم ہست و گہ بر روی و گہ بر آستین + از پریشان اختلاطیہائے اشک خود ترم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبر آباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اولاً قنوج کے رستہ سے بہرائچ مین آیا۔ چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۴۲۵ھ ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی - پھر مین جونپور مین آیا - اور وہان سے براہ راست
پٹنہ مین پہنچا - میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تھے
چندروز پٹنہ مین گذارے - ۱۰۳۸ھ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہو کے آیا - مین بھی انکی خدمت مین پہنچا -
قاسم خان امیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تھا - صاحبان علم و فضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تھا - اور خاص میرے ساتھ با وہ صحبت رکھتا تھا - من اشعارہ

زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم — نمونہ جرس بیدلم صدا نکنم
عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا — مرغ ہر شاخ نیم ای باغبان بالم مبند

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا - اور چندروز کے بعد راج محل مین
پہنچا - اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا - وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا - رنج سفر سے آرام پایا - اُسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا - سید مذکور علماء اکابر سے ہین - باوصاف
بزرگان اولیا موصوف تھے - آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تھے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا - اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علماء سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا - اور پھر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا - فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے - بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار
عنایت فرماتے ہین - آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق - و انوار الہدیٰ
فی العلم الالٰہی - و صراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا - شعر و شاعری سے بھی آپ کی

طبیعت مناسب تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ من اشعارہ

شب چشم تو بربستہ خود خواب کند — زلف تو بروز سیر مہتاب کند
رو را ہمہ کس بسوئے محراب کند — جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تہے۔ بیالیس برس کی عمر مین ۱۰۴۶ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا۔ آپنے ازروئے محبت میری نسبت کہا ہے ھو ھذہ

امروز چو دیدہ میرزا صادق را — شد سرمۂ نور دیدۂ عاشق را
یا رب زا نجا کہ ہست لطف تو مباد — جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ ورسالہ عدالت۔ وانموذج العلوم ودیوان شعر و غیرہا مین۔ پہر مین اُسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے۔ حاصل تخلص فرماتے تہے۔ مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے۔ خوش طبع و خوش مزاج وبلند حوصلہ تہے من اشعارہ

باید چو برق خندہ زنان زین جہان گذشت — نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
بسکہ دارم ناتوانی چون ز جا جنبیدہ ام — بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
سحر چو شمع سیہ روئے گشت دانستم — کہ ہرکہ پردہ دری کرد رو برسوا کند
مائیم کہ در بحر فنا ئیم ہمہ — در کشتی عمر نا خدائیم ہمہ
تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم — در گوش زمانہ چون صدائیم ما

چون کثرت خلق را نمود ار یکیست | در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواه و یکے طلب کہ در حلقۂ ذکر | تسبیح ہزار دانہ را تار یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین بار یاب ہوا۔ وہ بہی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور ہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب اساتذہ سے مجکو یاد مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم | سنگ رہ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راج محل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان ہی نمود دعوی ہمدستی گفت | دست زمانہ زین جہتش سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے اُسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد بغنودن کارے | گوئیا رستہ ز آب مژہ بیداری
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندے | کز تن بکاہدے و بجان در فزایدے

هستی ماست بر رخ آئینهٔ وجود
یک نقطه بیش نیست سپهر عجوبه کار
گفتی که جهان چیست نمود بے بود
مانندهٔ نقطه لااست هستی دو کون

چون تیرگی دم که دمے هم نیابدے
وین دایرهٔ زشهر غیبت دوران نماندے
حق است بے منکر حسنش توان بود
صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اُسی دیار مین مین نے محمد تقی دہدار کو دیکہا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکہتا تہا سخن سنج و سخن فہم تہا۔ واقف تخلص کرتا تہا۔ چند مدت عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی امینی پر مامور ہوا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب سیکو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہو کے درگاہ والا مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من اشعارہ

نیست فرقے در میان خم دیر و بت کدہ
در مجلس دوست زہر پیمانہ یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی است غرض

رشتہ پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
آہ سحر و نعرهٔ مستانہ یکی است
گر خانہ دوناست صاحب خانہ یکی است

نیز قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اُسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا۔ سراجی مردکم آزار لائق تہا۔ پس مخلص اکبرآباد گیا اور وہان فوت ہوا من اشعارہ

خال تو دلرباست نگہدار خویش باش
ذردی کسے بخوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نوارہ پر مامور تہا شاعر بزرگو و خوش سلیقہ تہا۔ من اشعارہ

زپاافتادهٔ عشقت امید از چشم تر دارد
کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بردارد

نیم از و راز تو چون بوئے تو برگرد تو میگردم　　　اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع و سخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے۔ ؎

پیش و بعد مسافت نبود پنداری　　　کاسمان وار گرفتہ است زمین را بہ بغل

اور اُسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا۔ من اشعارہٖ

وز ما بپوش چہرہ کہ ما بے ادب نئیم　　　کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہٖ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی　　　سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیالہ

ملا حلمی شیرازی خواہر زادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت کے بعد حیدرآباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر باجل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہٖ

تو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورده　　　ز نعمت سر خوانت بروزگار غلام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ　　　درخت بخویش بالد ہر استخوان در اندام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد فراہانی تہا غنی تخلص کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا منہ

دل دشمن جان بود بلاکش کردم　　　وز خنجر آہ خاک جاکش کردم

از خون جگر شستم و پاکش کردم　　　در شہد آرزو بنجا کش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع وظریف المزاج تہا۔ چند روز بنگالہ مین بسر کر کے اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود
دل یکے آتش پرست وسینہ آتش خانہ بود

اور محمد صالح ستارہ تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم وسخن دان تہا۔ من کلامہ

اگر ا سپیدہ چہرہ شد ایم نجابت
دل شکستہ ما مومیائی میخواست

زخسارہ ولب او درد مرا دوا کرد
گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع وخوش خلق تہا۔ شطرنج بازی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ میرزا ابوسعید نبیرہ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

اے خوئے کجت نماز جان را محراب
ابروئے تو مسجد جہان را محراب

گردید بگرد ما فلک خم یعنے
ہر سوست نماز عارفان را محراب

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

در آتش دیوانہ گل داغ جنون بس
از سر ہوس طرہ دستار نہادیم

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

چون رشتۂ غم تو بسوزن در آورم
دلق فراق پوشم وبر تن در آورم

جہانگیر نگر مین مشہور اسن نام ہندو تخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دست ما تا گرفت دامن دوست
دگر از آستین ما بگریخت

چون دو لا ہم ز چرخ پرفن سر در چاہ و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قید خانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بھیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی۔ مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

سلام من کہ رساند حکیم رکنا را	ز ورد من کہ خبر میدہد مسیحا را
منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	کہ با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق مین لکھتا ہے کہ مین قاسم خان کے عہد مین بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تہا۔ چند مدت میرزا خان کے سایہ عاطفت مین بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیر نگر مین واپس آیا۔ اُسوقت خواجہ کمال افغانی نے جور رُوسا بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا۔ اور مجکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ لشکر مین محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت مین تہا من اشعارہ

زبسکہ بر تن خصمت نشستہ ہم تیغ گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشند

مطرب با کہ بلب قلندہ می نوشان ہست نے جدا از لب و کوچہ خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ گرفتار کرکے جہانگیر نگر مین لائے۔ محبوس کیا گیا۔ میرزا غناہ بافرنے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی سے ۵ بزودی ہر کمالے را زوالے است
پہر مین بہی جہانگیر نگر مین لشکر کے ساتہہ واپس آیا - اسوقت ۱۰۵۱ چراغ بیگ شاملو
سمندر تخلص جہانگیر نگر مین آیا - ظریف الطبع تہا - فن موسیقی مین خوب مہارت
رکہتا تہا - اسکا باپ نام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا - بنگالہ مین فوت ہوا
چراغ بیگ یہان چند روز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا - پہر اسلام خان کے عہد مین
بنگالہ مین بلایا گیا - جاگیر سے سرفراز ہوا - آخر جاگیر مین فوت ہوا - میرے
دوستون سے تہا - من ۲ اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکہ طغیان میکند ‖ چشم تا برہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک تبسم گل در چمن بہنیا بی ‖ چہ خار خار کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا - آقا محمد زمان کی خدمت
مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے - مجکو موصوف
الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے - من ۲ اشعارہ

جنبہ چشم سیہ کر غمزہ صد رخنہ بدل کرد ‖ با خامہ مو کش نکند نقش نگین را
تا سرو تو افکند بسر سایہ زمین را ‖ جا تنگ شدہ از سبزہ و گل خاک نشین را
میدہم دل و ز لبت بوسی تمنا میکنم ‖ گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی عشقی تخلص کو جہانگیر نگر مین دیکہا - ملازمت
سے مشرف ہوا من ۱ اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را ‖ می کشم خندا نکہ لب وا رد لب پیمانہ را

اور نیز شہر مذکور مین سید عبد الحی تخلص خرابی کو دیکہا - حسین شاہ والی بنگالے

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا - اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین منہ

دل خوشتہ خوشتہ از تف غم شد از انکہ من	ہیچ تکلف ندارم از ابنائے روزگار
ہمہ عالم اگر خیاط گردد	گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے ۹۶۲ سنہ ہجری مین رحلت کی - اسکی جگہہ اعظم خان ساوجی جو میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر متقرر ہوا پس مین ساوجی کے عہد مین میر علاءالدولہ مرعشی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا - علاءالدولہ ہیچو برادران میر علاءالملک و امیر ابوالمعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا - شعر و شاعری کا فریفتہ تہا - من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد	زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکہا - وہ بہی شعرا مین فرد فرید تہا - خوش صحبت و آشنا پرور تہا - من کلامہ

مجنون بخاک رفتہ و موران ز نقش پا	بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر بی دردسری نیست چنین معلوم	بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم شوال ۹۶۳ سنہ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے - آپ بہی شاعر پرگو تہے - من اشعارہ

موج اشکم چون لعل بکشا د ہیچگون گفت بس	چون نخود بیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما د بخت بد درین وادی بامید کسے	خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

جان نہ ہندش بصدر بزم حریفان	تا نبری سر بہ تیغ تیز کدو را
بکشائے دلیرانہ کمینی بر چشم	گلہا ز خون دل ابینی بر چشم
اے دردکشان شراب در شیشہ کنید	از بہر دل خراب در شیشہ کنید
از بیم خمار می طپد در بر دل	گر نیست شراب آب در شیشہ کنید

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ ہم چار بہائی حقیقی تہے - ایک محمد تقی ایران مین تہا - مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتہہ ہندوستان مین آئے - محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تہا اور دوسرے بہائی بہی لیاقت و فضیلت سے معرا نہین تہے - من کلام محمد السعید

گوئی جام شاہ زبس گشت روز رزم	آراستہ ہست بہر چو وحش طیور خوان
زین پس ہمائے طعمۂ خود بر ہوا خورد	از بس فتادہ بر ہمہ یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتین نازل ہوئین - وبمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تہا کہ قید خانہ مین بہیجے جائین - لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجکو اور میرے بہائیونکو اپنی حفاظت مین رکہا - آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہو کے آیا - مین نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا - مقام منگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا - خان موصوف نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا - پس خان موصوف کے ساتہہ جہانگیر نگر مین آیا - جو کچہہ امید رکہتا تہا اسکا خلاف پایا - مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا - اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تہا - شعرا ز زمانہ تہا جہانگیر نگر مین دیکہا دہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت ری اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع وسلیم المزاج تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من اشعارہ

تا چند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را	ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
ما تم دستور اینجہان خراب	گریہ مست و خندہ یکیست
گر زمین ارجا رود آزادگان را باک نیست	ہمچو نخل موم ما را نشئہ در خاک نیست
شب وصالے اگر روز کرده دامنی	کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل و لالہ آب بیتو	بگلوئے شیشہ می نرود شراب بیتو
ہنر از خصم جدا شده از من عیب است	چون رگ لعل دانا رگ گردن عیب است
مرا معانی کوتاہ دلپسند بود نباشد	چو گوش گر مشنو تا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہا چند روز یہان رہا پہر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد و لے بسیار زود از من گذشت	دولت تیزی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتہہ تہا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تہا بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد	مستی دارد ہر آنچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا خوش طبع و شیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانان باخت	کے منزل اصل عشق را ماوی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ	موجش از بحر کے بساحل انداخت

پس انہین ایام مین کوچ وآشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی - ملک مین
فتنہ برپا ہوا - اس ہنگامہ فتنہ مین عبد السلام حاکم کوچ قید کیا گیا - اسلام خان نے
اپنے بھائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ وتادیب کے لئے
بھیجا - مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین بھی جاگیر کو ترک کرکے
با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا - لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا - میر زین الدین علیخان
نے میرے حال پر بہت شفقت ومہربانی کی - چار مہینہ تک میر کے ہمرکاب رہا
آرام سے بسر کرتا تھا - اسی لشکر مین عبد الرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکھا
لطف طبع وحسن خط سے موصوف تھا صیدی تخلص کرتا تھا - من اشعارہ

پیچش زلف تو در دام کشد عنقا را	مژہ تیر تو بر سینہ زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند	جگر شیر بود آہوے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہو گیا - اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل ودشوار ہوا - تب
مجکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بھیجا - تا کہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر
لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا - اور اسلام خان کی
ملازمت سے مشرف ہوا - خان موصوف سے ابتدا مین عنایت ولطف بے اندازہ
دیکھا لیکن آخر مین بوجہ برعکس ابتدا پایا - روز بروز بیتوجہی دیکھتا تھا - بامر مجبوری
چار ناچار گزارتا تھا - اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین
وارد ہوا - مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا - یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات
وامرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان ہرس مین حکمرانی

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان مین اکثر کار نمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ مین مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان مین ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہہ ہے ؎ دمی آب بخور بیاد حسین ✤ اور حسین خان فیروز کا بھائی میرزا یادگار حسین ہند مین آیا جہانگیر کی خدمت مین باریاب ہوا منصب مناسب سے سرفرازی پائی۔ پھر صاحب قران ثانی کے عہد مین یادگار حسین خان خطاب پایا کابل مین فوت ہوا۔ میرزا محمد حسین مذکور یادگار حسین خان کا نبیرہ ہے صاحب قران کی خدمت مین باریاب ہوے کے ۱۰۷۶ھ ہجری بموجب فرمان شاہی بنگالہ مین پہنچا ہے فی الحال اسی ملک مین سکونت پذیر ہے۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق مین کہا ؎

بر روے زمین سوار چون تو نبود	دہر ہنر آشکار چون تو نبود
بر درگہ شہریار چون تو نبود	اینہا سخن است یا چو تو نبود

میرزا نے میرے حق مین کہا۔

ای آنکہ دلت با من بیدل یار است	ہم دلشکن من است و ہم دلدار است
دست تو مدام با دلم در کار است	تو خسروی او طلاے دست افشار است

پھر مین نے ایک غزل موزون کر کے میرزا کی خدمت مین بھیجی۔ غزل یہہ ہے۔

سوے میخانہ بپاے جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حد این بادیہ جز اشک ندیدست کسے	آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ بپا بر زخم چرخ برون خواہم رفت

جواب مین لکھا۔

ہمچو ہوش از سر دیوانہ برون خواہم رفت	ہمرہ عشق ز سر حد جنون خواہم رفت

من۲ اشعارہ

موسی اینجا بعصا میگردد	دہر لغز ستگہ مردان خدا ست
رنگ خاکستری فاختہ بے سوزی نیست	ہیچ دل نیست کہ سرگرم دل افروزی نیست

پھر مین اسلام خان کے عہد مین خواجہ سعدالدین محمد مشہدی کی ملازمت مین پہنچا۔ آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف ہین۔ آپکے والد حاجی نجیا تا تجار زمانہ سے ہین فی الحال اسی ملک مین سکونت رکھتے ہین۔ من۲ اشعارہ

ہمچو آتش سوخت ما را گرمی بازار ما	جنس ما پامال گردید از ہجوم مشتری
بہر جا میرسیدم خانہ بنیاد میکردم	خوش آن نساان تقیدی کن چو طفلان گل از شت
آب حیوانے کہ می گویند آب تیشہ است	زندہ دارد کوہکن را سرگذشت زخم او

جب میری نسبت اسلام خان کی بی توجہی اندازہ سے زیادہ ہوئی۔ اسی بے توجہی کے عہد مین کسی بدمعاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعہ باتین بیان کین۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت حکم صادر ہوا کہ ٹھانہ سلیم آباد جائے ناچار حسب الحکم سلیم آباد مین آیا۔ تا ماہ شعبان سنہ ۱۰۴۸ ہجری ٹھانہ مین قیدی کی طرح پڑا رہا۔ پھر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اسلام خان معزول ہوا۔ مجھکو سلیم آباد سے بلالیا۔ مگر یہان سے جاتے وقت بھی میرے حال پر مہربانی نہین کی۔ بلکہ جو منصب رکھتا تھا اسکو بھی کم کرکے گیا۔ خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادرزادہ آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا میرے حال پر نظر رحم کرکے مجھکو ٹھانہ اوراک پر مقرر فرمایا انتہی سفرنامہ میرزا صادق صاحب ترجمہ مولف صبح صادق۔

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص میرزا محمد علی نام۔ اسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے خاندان سے تہا۔ آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا۔ ایک وقت حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی۔ اور اصفہان سے وہان اپنے عیال و متعلقین کو بلا لیا۔ پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی۔ یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم و تربیت کی تکمیل ہوئی۔ اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین۔ صائب کا والد فرزند ہونہار کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا۔ کثرت محبت سے اکثر لخت جگر کو پیش نظر رکہتا تہا۔ تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے تہے گیا۔ شیخ کامل نے ریزہائے کاغذ کو سریش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہائے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا۔ باقی چہوڑ دیا۔ شیخ نے فرمایا اگر یہ تمام کہاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا۔ اب ثلث جہان کو مسخر کریگا۔ اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا۔ انتہی کلامہ پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ مضامین تازہ تازہ موزون کرنے لگا۔ خاص اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃً مناسب و مخصوص تہی۔ بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت رکہتا تہا۔ آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اورغزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بہی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ خوبی رمثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچھہ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بہی بے نظیر تہا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اُسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تہے۔ جب چاہتا تہا فوراً غزل و قصیدہ موزون کر دیتا تہا۔ جب اُسکی شاعری کی شہرت ہوئی تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجیے مصرع یہہ تہا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت ٭

صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو بامعنی کر دیا۔

امشب اے ساقی زبس گرمست محفل میتوان ۔ شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تہا۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تہا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ اکثر اوقات اس کے گہر پر آتا تہا۔ حاسدین نے شاہ کو اُسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجہا کے بدگمان کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچہہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کر کے یہہ مطلع موزون کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش ۔ شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تھا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین
حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت
ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎

للہ الحمد کہ بعد از سفر حج صائب   عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالمگیر ہو رہی تھی۔ خاص شعرا کی
قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین دائر و سائر شعرا و علما کے
دلون مین ہند کا شوق موجزن ہو رہا تھا۔ پس صائب کے دل مین بھی خیال پیدا ہوا
کہ ہند کی سیر کرنا چاہیے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست   رقص سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ ہست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا سنہ ۳۴ ہجری و آخر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔
صائب تاجرزادہ تھا زاد و راحلہ کی کچھ کمی نہین تھی آسودہ حالی کے ساتھ کابل مین
پہنچا۔ وہان ظفر خان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیابتاً باپ کی جانب سے حکمران
تھا۔ علم دوست و فیاض و قدردان اہل علم تھا۔ صائب خان موصوف سے ملا ظفر خان
نے اُسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکھا۔ نقاد سخن تھا۔
صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ خود بھی شاعر تھا۔ احسن تخلص کرتا تھا
باہم خوب مشاعرے ہوتے تھے۔ صائب وقتاً فوقتاً خان موصوف کی مدح و ثنا مین
قصائد لکھتا تھا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تھا۔ اور ظفر خان اپنے کلام کو
مرزا کی صلاح سے درست کرتا تھا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت
و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

طرز یاران پیش اہل سخن بعد ازین مقبول نیست ‏ ‏ تازہ گوئیہائے وا زفیض طبع صائب ست

ظفرخان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا - کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفرخان کا نام بہی لیا جاتا ہے - ظفرخان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہند و عجم مین صائب کی بدولت ہوئی - اور اسیطرح مرزا صائب ظفرخان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز - و امرا و شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا - ظفرخان صائب کی مصاحبت و مجالست سے ہر وقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تہا - اکثر اوقات خان موصوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجئے - پس صائب نے حسب خواہش خان موصوف اس اہم کام کو قبول کیا - اور شعرائے متقدمین و معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کرکے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کردی - اس کتاب غرائب مین دواوین قدما کے منتخبہ اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب و انتخاب لاجواب تہا - چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوش خط مطلا جدول فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ حیدرآباد کی طغیانی واقعہ ١٣٢٥ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا - اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب و آلودہ خلاب ہوا - کسیقدر اوراق گل آلودہ دستیاب شدہ فقیر مولف کے پاس موجود ہین - بندہ نے غزل صائب منقولہ

صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا مقر و معترف تہا - اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا - خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا - خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا - ایک آدہ احباب کے اصرار سے لکہہ کے مقطع مین معذرت کی -

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان ‏ ‏ ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضًا دوسری غزل مین کہتا ہے -

روا ست صائب اگر نیست از رہ دعوی ‏ ‏ تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بہی ادب سے لیتا ہے۔

این آن غزل حضرت رکناست کہ فرمود	پائے ملخے پیش سلیمان چہ نماید
در اصفہان کہ بدرد سخن رسد صائب	کنون کہ بعض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بہی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری	عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را
صائب نداشتیم سر و برگ این غزل	این فیض از کلام ظہوری بما رسید
خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان کمال	تتبع غزل میرزا جلال کند

ظریف الطبع و خوش مزاج بہی تہا۔ کبہی کبہی لطیفہ و ظریفہ کہدیتا تہا۔ اور کلام مین ظرافت سے بہی کام لیتا تہا۔ چنانچہ میر غلام آزاد و مولف مراۃ الخیال نے لکہا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تہا۔ مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تہی۔ محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بہی حاضر تہا۔ صائب کی شعر خوانی کا دور چل رہا تہا۔ شوخ بے باک نے چلا کر کہا۔ شعرائے قدما جو کچہہ مضامین و معانی تہے کہکر چلے گئے۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو۔ شاعری فی زماننا اسقدر ہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے یہہ شعر موزون فرمایا۔ شعر

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند ہست مضمون نہ بستہ بند تنبان شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا۔ ظفر خان و اہل مجلس شعر کا مضمون

جو حسب حال تہا سمجہہ کے بہت خوش ہوئے۔ ظفر خان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ مرزا صائب ظفر خان کی شاگردی اور اپنے مدخنگری پر ناز کرتا تہا۔ چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہین۔

کلاہ گوشہ بخورشید و ماہ می شکنم
زنو بہار سخایش چو قطرہ ریز شوم
بلند بخت نہالا بہار تربیتا
حقوق تربیت را کہ در ترقی باد
تو پایۂ تخت سخن را بدست وادی
زروئے کرم تو چو شید خون معنی من
تو جان زرخل بجا مصرع مرا دادی
زدقت تو معنی چنان شدم باریک
چو زلف سنبل ابیات من پریشانم
تو غنچہ ساختی اوراق بادبردہ من
تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی

باین غرور کہ مدحت گر ظفر خانم
قسم خورد بسر کلک ابر نیسانم
کہ از نسیم ہوا داریت گلستانم
زبان کجاست کہ از حضرت سخن رانم
تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم
کشید خدبت تو این لعل از رگ کانم
تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم
کہ میتوان بدل مور کرد پنہانم
نداشت طرۂ شیرازہ روی دیوانم
وگرنہ خار نمی ماند از گلستانم
چو گل تو زر بسپر ریختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفر خان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کر کے اسکے دیوان کا تکملہ کیا - یا مرزا نے ظفر خان کے فرمائش سے اپنے دیوان کا انتخاب کر دیا - اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ ظفر خان مرزا کے کلام پر شاگردانہ ردو قدح کرتا تہا - اور معانی باریک کے سمجہنے مین بحث و تکرار - اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد و سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کرتی تہی - نہ خانموصوف

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تھا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تھا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجھتا تھا۔ اشعار بالا میں جو کچھ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح میں مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ مرزا سنی المذہب تھا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیون مین کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈھب سے رہا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تھا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار مین باریاب ہوا تا آخر زندگی اُن کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور اُن کے مدائح مین قصائد غرا موزون کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تھے۔ مذہب مین سخت متعصب تھے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکھتے تھے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبھی صفویہ کے دربار مین معزز و ملک الشعرا نہوتا۔ بلکہ زمین ایران مین اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت مین

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندے جو عالمگیر کے عہد مین لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تھا۔ عالم جوانی مین شعر و شاعری کے شوق مین میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ غریب جوش شوق و ولولہ ذوق مین ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان مین صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی اور مہمان عزیز کو

اپنے گھر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبھی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکھا جب شعر کا ارادہ کرتا تھا۔ فوراً فی البدیہہ کہدیتا تھا۔ ایکروز مرزا خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تھا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند　　　دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین برابرش نہند　　　چو زین ہیمہ بالائے آتش نہند

مین بھی اسکا جواب لکہنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکہکے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین برادہم نہند　　　بہ پشت صبا مسند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکھو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تہا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تہے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تہے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تہے کہ انکو دور دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت مصیبت معلوم نہین ہوتی تہی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اُٹھانا آسان نظر آتا تہا۔ شوق مین انکو کچھہ تکلیف نہین ہوتی تہی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تہے

لائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہوکے ہند مین مراجعت کی - اور وطن مالوفہ جونپور
مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا - مرزا صائب خوش اخلاقی و مہمان نوازی مین
بھی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے - صائب تماثیل و نظائر مین از روے کثرت تمام اقران
و اماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے - کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار
کیا جاتا ہے - ہر ایک مضمون کو مقتضائے حال کے موافق باندھتا ہے - محاورات
فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون دلچسپ کے
مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین - دیگر شعرا نے بھی تماثیل و نظایر مین جولانی کی ہے
مگر بہت ہی کم - صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بھی تمثیل سے
خالی نہین ہوتا ہے - کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے
لکھا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا - اور اس کے
کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی سے صائب
کی دیوان طلب کرتے تھے - اور بادشاہ تحفۃ و ہدیۃ شاہان ممالک کو بھیجتا تھا - تحایف
مین یہہ تحفہ غریب ہوتا تھا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکھا کہ صاحب بیاض لکھتا ہے کہ دنیا مین صائب کے
کلام نے تھوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکھا - اور مقبولیت تامہ
کی خلعت زیب تن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت
شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوئے کہ ممالک کے سلاطین شاہ ایران
سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تھے - شاہ ایران تحفۃ و ہدیۃ
ہر ایک طالب کی خدمت مین بھیجتا تھا - اور شائقین جہان کہین اسکے اشعار کو ہر بار

دُور دَر آبدار کو پاتے تہے بیاض مین نقل کر کے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکہتے تہے اور
اکثر اُسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کر کے موقع و محل پر میزان زبان سے تولتے تہے
گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تہے ۔ اُس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوی تہی
مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تہا ۔ اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کر کے
فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تہے ۔ علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط
نقل کر کے تجار کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے ۔ تجار قیمت واجب دیکے خریدتے تہے ۔ کتب فروشون
کی تجارت رونق پر تہی شائقین و راغبین سے من بہائے قیمت لیتے تہے خوب نفع اٹہاتے
تہے ۔ جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر
دیوان کے لکہنے مین مشغول ہوئے ۔ اور تاجرون کے ہاتہہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی
دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تہا ۔ کبہی ایسا اتفاق ہوتا
کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہو جاتا تہا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے
تمام بازار مین تلاش کیا ۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا ۔ آخر ایک تاجر بزرگ
کی دوکان پر پہنچا ۔ حسن اتفاق سے خود صائب بہی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تہا
ایک گوشۂ دوکان مین بیٹہے ہوئے کتب دیکہہ رہا تہا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صائب
کو نہین پہچانتے تہے ۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی ۔ تاجر نے متعدد دواوین
مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کین ۔ طالب نے کہا من
اینہا را نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار ۔ ؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست ۔ این دیوانہا
بہتر از صائب اند ۔ در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است ۔ گفت آقا جان ما و شما ۔ ہر کسی
دواوین بزرگان سلف خوش مرغوب بند ۔ وانچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قدر مساعی صائب

چیزے دیگرست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ ہست۔ الخ پس صائب طالب شاگرد کا کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کھڑا ہو گیا۔ طالب سے کہا آئیے ہم آپکو دیوان صائب دیتے ہین۔ طالب کو گھر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین آپکا نیاز مند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بدیہہ مین مستعد کامل تھا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا تو فوراً موزون کر دیتا تھا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصرع مہمل بطور امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ سہ دوسرا مصرع موزون کر دیجئے۔

مصرع راقم   از شیشہ بے مے مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا   حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع نے اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصرع مہمل پیش کیا۔ ع دویدن رفتن ایستادن نشستن خفتن مردن ✦ میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کو بامعنی کر دیا۔

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را   دویدن رفتن ایستادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب ۱۰۳۲ سنہ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفر خان کے دولتخانہ پر سکونت پذیر رہا۔ جب بحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکر خان کے سپرد ہوئی تو ظفر خان کابل سے دار الخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بھی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین باریاب اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت اپنے ساتھہ رکھتا تھا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۱۰۳۹ سنہ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفر خان بہی بادشاہی لشکر کے ساتہہ روانہ ہوا - اور مرزا خان موصوف کے ہمراہ دکن مین آیا
دار السرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے - مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی
دیکہہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

تو تیا ساز د غبار آگرہ و لاہور را	چشم من تا خاک مال گرد برہانپور خورد

اور مرزا نے برہانپور مین ساٹہہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا - اور
قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے -

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر	نیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند	نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا	ز اہل نظم کہ گفت ست در سنین و شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک کتے کو بیٹہا ہوا دیکہا - کتا گردن بلند کئے ہوئے
بیٹہا تہا - فوراً اس خیال و صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود ز گوشہ نشینی فزون رعونت نفس	سگ نشستہ ز استادہ سر فراز تر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا - اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ
بنا دیا - شعر یہہ ہے ؎

بہ بوئیت صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم	نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوئیت صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم	نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑہا دیا - گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا -

مرزا صائب کے والد کا لخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے
اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق
والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے۔ بخلاف اسکے
اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا
اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف ندو
یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہٗ فلا تقل
لہما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمۂ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو
اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔
اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت
پر مجبوراً ماموہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی
ضرورت ہے۔ پس اسی محبت کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا
سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے ۱۰۳۹ھ ہجری مین وارد ہند ہوا
اُسوقت ظفرخان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھہ برہانپور دکن مین تھا۔ مرزا بھی
خانموصوف کا ہمرکاب تھا۔ پیرفانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر
کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری ظفرخان کی خدمت مین رخصت کی
درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بھی لکھا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون
ظاہر کیا ھوھذا

ہشتاد سال بیش بوقت کہ از اصفہان بہند	افتادہ است توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیریست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بیشمار

آوردہ است جذبہ گستاخ شوق من ۔۔۔ از اصفہان بہ آگرہ و لاہور نش اشکبار

زان بیشتر کہ آگرہ بہ معمورۂ دکن ۔۔۔ آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار

این راہ دور از سر شوق طے کنند ۔۔۔ با قامت خمیدہ و با پیکر نزار

دارم امید رخصتے از آستان تو ۔۔۔ اے آستانت کعبہ امیدوار روزگار

مقصود او ز آمدنش بردن من است ۔۔۔ لب را بحرف رخصت من کن گہر نثار

با جبہہ کشادہ تر از آفتاب صبح ۔۔۔ دست دعا بدرقۂ راہ من برآر

پس حسن اتفاق سے اُسی عہد مین یعنے سنہ ۱۰۴۱ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بہی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا سنہ ۱۰۴۲ ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفرخان آگرہ سے صوبہ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بہی ظفرخان کے ساتہہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر مینو چہر کی سیر کرکے باپ کے ساتہہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکہے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکہہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را ۔۔۔ گرفت خیل پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور ملک الشعرا کا خطاب نہین دیا مرزا نے کچہہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا۔ اور یہان کے امرا کی بذل و بخشش قدردانی نہین بہولتا تہا

آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکہا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا۔ تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کرکے بہیجا سه

دور دستان را باحسان یاد کردن ہمت است	ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افکند

جعفر خان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بہیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانۂ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکہا کہ سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین مرزا صائب نے مقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادۂ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے سه

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو	عالم پر است از تو و خالی ست جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تہی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اسکے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا کے مزار پر چسپان کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ہو ہذا

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا	رفت ازین عالم بسوئے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش	بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجہہ سے تذکرۃً فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجہہ مین قدرے و اندکے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف و مزہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے۔ مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال ور دنیا و ما فیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

انسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہی کلامہ

مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل نبود باین رتبہ ہیچگہ صائب	نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعرا معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

ہمو رو قت سخن دست طرح دہ صائب	گرت ہواست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تہا۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تہا۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و محبت کی ترغیب دیتا تہا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل موزون کی ہے ھو ھذا ؎

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند	ز جوش فکر مے ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم	پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو گردند تیغ الماسند	زند چو طبع بکندی فسان یکدگرند
بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم	دگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تہا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا تہا کسیکو حقیر نہین سمجھتا تہا۔

شعرائے متقدمین متاخرین کے غزلون پر غزلین لکھتا تہا اور غزل کے مقطع مین شعرا کا ایک پورا مصرع تضمین کر کے نقل کر دیتا تہا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان گلہائے متفرقہ کا گلدستہ

ؔ از سرو آزاد بلگرامی ۱۲

گزارش کیا جاتا ہے۔ ھو ھذہ

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت	در دیده ام خلیده و در دل نشسته
این جواب آن غزل صائب که میگوید بلک	چشم بنشین باز کن تا هرچه خواهی بنگری
این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد	سایهٔ ابر بهاری کشت را سیراب کرد
این آن غزل که اوحدی خوش کلام گفت	اے روشن از رخ تو زمین و زمان همه
جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت	چو شیر از دو طرف می کشند زنجیرم
جواب آن غزل ست اینکه گفته است مطیع	کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم
این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است	از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد
بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب	که جائے طالب آمل در اصفهان پیداست
صائب این تازه غزل آن غزل شاپور ست	که گران قیی و آن کس که توکل دارد
این جواب مصرع اوجی که وقتے گفته است	پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی
این جواب آن غزل صائب که اوهم گفته است	گر منش دامن نگیرم خون من جمع دمرده نیست
جواب آن غزل حاذق ست این صائب	بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم
این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است	تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد
این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی	باد آیا میکده رنگ شوق ما سرپوش وحشت است
همین ز خاک فرج کامران نشد صائب	که فیض هم نظهوری ازین جناب رسید
این خوش غزل ز فیض سعید اے نقشبند	صائب ز بحر دل بتامل رسیده است
صائب نداشتم سرو برگ این غزل	این فیض از کلام ظهوری بما رسید
خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن	تتبعِ غزلِ میرزا جلال کند

سلیم ۔ میرزا محمد طہرانی المتوفی سنہ ۱۰۵۶ ہجری مین اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن مین آیا تھا ۔ اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا ۔ چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین مین مذکور ہو چکا ہے ۔ سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم ۔۔۔ تنہا نہ ہر من این ستم از دست صائب است

میر غلام آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکھا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحۃً بیان کیا اور سرقہ سے متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہین کہ میرزا صاحب قدرت و ذی بضاعت ہے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے ۔ سلیم و میرزا دونون باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہین جو مضامین دونون مین بایکدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہین ۔ ہم انکو سرقہ نہین کہہ سکتے ہان بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہین کہ باہم دونون کے کلام مین توارد ہے نہ سرقہ ۔ اب اس مقام مین دونون کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین ۔

سلیم		صائب
مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند		دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
کائینہ را خیال پریخانہ می کند		آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند
صدا چگونہ بر آید کہ این سیہ چشمان		نماند نالہ دل در و بیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را		بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را
سلیم		صائب
چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند		از چشم نیم مست تو با یک جہان شراب
یک سرمہ دان شراب مرا مست می کند		ما صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب
ہر کس کہ دید روے تو دیوانہ می شود	غنی	آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
ز اشفتگی طرّہ مقصود خبر داد	ولہ	خواہد فتاد دامن زنقش سفید من
ہر خال کہ از شانۂ شمشاد گرفتیم		این خال را ز شانۂ شمشاد دیدہ ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوہر ذاتی بس است	ولہ	شمع بر خاک شہیدان گر نباشد گو مباش
لالہ در کوہ بدخشان نباشد گو مباش		لالہ در کوہ بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	ولہ	حسن بالا دست را آرایشی چون عشق نیست
کہ طوق فاختہ بر پائے سرو خلخال ست		طوق قمری سرو را بہتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم ہند جگر خوار خورد خون مرا	ولہ	صائب از ہند جگر خوار برون می آید
چہ روز بود کہ راہم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاہ نجف خواہد شد

آزاد لکھتے ہین کہ مضامین کی بندش مین شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے ۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا ۔ انتہی کلامہ ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہین کرنا چاہئے ۔

من اشعار الفارسی

رنگین تر از حناست بہار و خزان ما	ولہ	بر دست خویش بوسہ زند باغبان ما
جلوۂ برق ست در میخانۂ ہشیاری ما	ولہ	از پئے تغییر ما این ست بیدار ی مرا
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	ولہ	کرد و بر خاک نالد پر فشانی بستۂ بالا مرا

دلم بپاکئی دامان غنچه میلرزد — وله — که بلبلان همه مستند و باغبان تنها

عشق سازد هوس پاک دل عالم را — وله — دزد چون شحنه شود امن کند عالم را

سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا — وله — هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا

بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را — وله — که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می پرستش را

صفائے سینه مرا در حرم کند قندیل — وله — چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشهٔ ما

نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن — وله — خون دل از پیالهٔ زر میدهد مرا

گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه — وله — کند بموسم حج کعبه جمع دامن را

دلم هر لحظه از داغے بداغ دیگر آمیزد — وله — چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را

در خور پروانه ام بزم جهان شمعے نداشت — وله — سوختم از گرمی پرواز بال خویش را

روشن شود چراغ دل ما ز یکدگر — وله — چون رشتهای شمع بهم زنده ایم ما

در فکر زن بهیچ که این رخنهٔ فاد — وله — در خون گرم غوطه دهد جائے مرد را

بسته ست چشم روشن از سیر بال ما را — وله — چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را

ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین — وله — خوشا کاریکه بر آتش نشاند کار فرما را

چشم بر صنع الهی باز کن لبها ببند — وله — بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را

مغز پنداری ست آن کفریکه ما خوش کرده ایم — وله — سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما

تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند — وله — به که باشد خانهای دوستان از هم جدا

حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما — وله — گردش چشمے بود بس حلقهٔ زنجیر ما

ما خراب از آب شمشیر تغافل گشته ایم — « — میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما

از غبار نالهٔ ما دردمندان آگه اند — « — میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضائے خاطر ما تیر پیکان بیشود	ولہ	نالہ میگردد در سینۂ دلگیر ما
این کہ صائب دست ما از دامن او کوتہ است	ولہ	نارسائیہاے اقبال است دامن گیر ما
مرا ز پیر خرابات نکتۂ یاد است	ولہ	کہ غیر عالم آب انچہ ہست برباد است
گنہ بارث رسیدست از پدر ما را		خطا ز صبح ازل رزق آدمی زاد است
شاہد خودبینی خوبان درین رعنا چمن	ولہ	بر سر زانوے گل آئینہ شبنم بس است
کام دل نتوان گرفتن از جہان بے روے سخن	ولہ	آتش آوردن برون از سنگ کار آہن است
جز خراش جگر و چہرۂ خونین صائب	ولہ	دیگر از نام چہ در دست عقیق یمن است
اے برق ہیروت پا را شمردہ بگذار	ولہ	ہر خار این بیابان رزق برہنہ پائی ست
از جوانی داغہا در سینۂ ما ماندہ است	ولہ	نقش پاے چند زین طاؤس ہر جا ماندہ است
اہل کمال را لب اظہار خاموشی است	ولہ	سنت پذیر ماہ تمام از ہلال نیست
شب کہ صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت	ولہ	ہر کہ برخاست ز جا سلسلہ بر پا برخاست
درین دو ہفتہ کہ مہمان این چمن شدہ	ولہ	بخندہ لب بکشا روزگار گل چین است
نقش پاے رفتگان ہموار سازد راہ را	ولہ	مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کردہ است
در طلب ما بیقراران امت پروانہ ایم	ولہ	سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان تر است
ما حجاب آلودگان را جرأت پروانہ نیست	ولہ	گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن است
تا نظر وا کردہ ام چون شمع در بزم وجود	ولہ	گریہ از ہر سر موے بر راہ افتادہ است
پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود	ولہ	این ہواے خام را پروانہ در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سہل نیست	ولہ	یوسف از این گناہ بزندان نشستہ است
نہ از روے بصیرت سایۂ بال ہما افتد	ولہ	سیہ مست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جائے نمیروی که دل به گمانِ ما | وله | تا باز گشتن تو بصد جا نمی رود
مرا زیاد تو برد و ترا از دیدهٔ من | وله | ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد
می خورد با دیگران مستانه برما بگذرد | وله | در فرنگ این ظلم و این بیداد حاشا نگذرد
دور دستان را باحسان یاد کردن همت است | وله | ورنه هر نخلے بپائے خود ثمر می افگند
ز پیری حرص نیانفس طامع را دو بالا شد | وله | گدا را کاسهٔ دریوزه از کوری مثنّیٰ شد
که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید | وله | که حرف مرگ بر بالین این بیمار می گوید
گریبان چاکئے عشاق از شوق فنا باشد | وله | الف در سینه گندم ز ذوق آسیا باشد
اے خوبی امید باین دستگاه حُسن | وله | این یک دو بوسه گر نشماری چه می شود
رمزے ست ز پاسِ ادب عشق که مرغان | وله | شب نوبت پرواز به پرواز گزارند
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها | وله | که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد
نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد | وله | از فیل مست کعبه محابا نمی کند
ثمر پخته نگیرد بسر شاخ قرار | وله | سر منصور ز خامی ست که بردار بود
سالکانیکه قدم در ره جانانه زدند | وله | پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند
مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند | وله | ره روانے که در کعبه و بتخانه زدند
سر و دستے که فشانند بعالم زندان | وله | زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند
چشم ازان حال بپوشید که در روز نخست | وله | برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند
لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان | وله | سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند
عشق در هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات | وله | شمع دستے است که بر سینهٔ پروانه زدند
صائب از زهد برون آی که در روز ازل | وله | طبل رسوائی ما بر درِ میخانه زدند

از بسی کار عشق شود خام بیشتر | وله | پیچد بمرغ بال فشان دام بیشتر

از تماشائی پریشان جہان دلگیر باش | وله | والہ یک نقش چون آئینہ تصویر باش

یا واز نگاہ گیر طریق سلوک را | وله | در عین آشنائی مردم رمیدہ باش

قد نہال خم از بار منت ثمر است | وله | ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش

نہ آن جنسم کہ از قحط خریدار از بہا افتم | وله | ہمان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم

بہر حالت کہ باشد گرد گلشن چون صبا گردم | وله | نیم نکہت کہ از گل در پریشانی جدا گردم

سپندے را بتعظیم دل ما نامزد فرما | وله | کہ آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم

خود را شگفتہ دار بہر حالتے کہ ہست | وله | خونے کہ میخوری بدل روزگار کن

ہیچ ہمدردے نمی یابم سرائے خویشتن | وله | می نہم چون بید مجنون سر بپائے خویشتن

نیست از منصور گر مردانہ میگوید سخن | وله | از زبان شمع این پروانہ می گوید سخن

تا رخ از بادۂ گلرنگ برافروختہ | وله | جگر لالہ عذاران چمن سوختہ

من کجا ہجر کجا اے فلک نا انصاف | وله | ہمین داغ بسوزی کہ مرا سوختہ

اشکے در دیدۂ روشندلان آرام نیست | وله | ذرہ ہر قصد در آن روزن کہ باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم وفضل کے زیور سے آراستہ اخلاق ومروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی وبذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب وخورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین مین منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی مین خدمت میر منشی گری پر مقرر تہا مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کیا۔ آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بی سہو و غلط — کش کلک قضا نوشتہ از مشک فقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد — مژگان اعراب خال خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب مین ایران سے دکن مین آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کی خدمت مین باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایہ عاطفت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمدنگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ مین مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر — اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب — سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میرزا صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تہا۔ نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین زندہ تہا۔ صاحب علم و فضل تہا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں میں ممتاز و سرفراز تھا۔ شعراء معاصرین میں لائق و فائق تھا طبیعت میں
شوخی و ظرافت تھی۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی
سے ملتا تھا۔ ذی مروت و پاکیزہ طینت تھا۔ راست گوئی میں مشہور و معروف تھا
بیباک و چالاک تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکھنے سے
مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۰۱ہ ہجری میں فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

بہ دقت اشک اب نکلا ہے شاید	ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند
کہاں نکلے ہے تا زلف سے دل	کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپکا نام خوش کلام خان
و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان
لقب ہے۔ اور گلِ رعنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک
آپ گروہ برلاس سے ہیں۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تھے۔ آپکا مولد
و منشا قصبہ بوڑ ہے جو ملکاپور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت ساتویں تاریخ
شوال سنہ ۱۱۴۳ہ ہجری میں واقع ہوئی۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے تب بوڑ سے برہانپور
گئے۔ وہاں متوطن ہوئے۔ وہاں بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت
پڑھیں مستعد و لائق ہوئے۔ فطرةً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تھا
فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے - آپ سراج سے اردو مین اصلاح
لینے لگے پہر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے - جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین
پہنچے - فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے
رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہو گئے - اور میر حسن
کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تہین اُن کو بہی تمام کین - میان ضیا
فارغ التحصیل ہو کے سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین نواب میر حامد یار خان المخاطب بارسلان جنگ
جو میر موسی خان المخاطب برکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تہے اُن کی
مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے - ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدت تک
رہے - نوابصاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی - نواب ضیا سے بہت خوش تہے
ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا
فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے - اور اردو اشعار کی آب تاب سراج کی
بدولت تہی - آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا - اقران
و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجۂ عروج کو پہنچی - آپنے ایک مثنوی آزاد کی
مدح مین لکہی ہے - فارسی اور ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے
خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہین
آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے - لطافت و نزاکت
اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے - آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین دیکہنے سے
خوب مزہ و لطف آتا ہے - آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے
اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے - ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین بے نظیر

دو لپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار بھی شکر ریز و دلاویز ہیں۔
آپکا مزاج فقیرانہ تھا۔ دنیوی ترک و شان کے خواہاں نہیں تھے۔ قدر یا یحتاج کے
جو یار ہتے تھے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہیں کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش
نہیں کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تھے۔ حلیم خلاق و سراپا وفاق تھے۔ مرغوب
خلائق و مقبول خالق تھے۔ اقران و امثال میں لائق و فائق تھے۔
آخر آپ ۱۸۱ ہجری میں وطن مالوفہ برہانپور میں آئے۔ سب اعزہ و احبا سے ملے
سب نے آپکی خیر مقدم میں خوشی ظاہر کی۔ آپ بھی سب کے ملنے سے خوش خرم ہو
دو سال تک زندہ رہے۔ درس و تدریس و شعر و سخن میں اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے
پھر ۱۱۸۳ ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعاره المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست
قبلۂ جان و دل منقاد ماست

بادۂ عرفان زدہ ہوشیار ست
بعد نبی ہر چہ کہ گوئیم ماست

ہست سیادت چمن بیخزان
او بود الحق گل این گلستان

نام شریف اگر ہست غلام علی
اوست شہ ملک خفی و جلی

مطلع آن مہر بود بلگرام
پرتو او باد چراغ دوام

شہرہ خلق باستادی ہست
نامزد رتبۂ آزادی ہست

دررہ علم آمدہ او را دلیل
تربیت حضرت عبد الجلیل

گر بشمار یم کلیمش روا ست
مرتبہ اش را ید بیضا گواست

واقف اسرار زبان دانی ہست
انوری و صائب خاقانی است

شعر ترش کلفت دلرا دواست — هست سخن نامی راحت فزاست
نیست رقم کردهٔ آن مقتدا — چون خط تقدیر بحک آشنا
هرکه ازو درس بلاغت نخواند — بیخبر از عالم تحقیق ماند
هرکه بجالش نظرا و شود — به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری — بهر تفنن بود این ساحری
هست بمعمورهٔ علم و عمل — حضرت آزاد ابهرا جل
صرف ریاضت بود اوقات او — موعظهٔ محض حکایات او
بهر حصول غرضِ خاص و عام — هست ز تابش متحرک دوام
همت عالیش سحابے بس — رشحه فشان برگل و برخار و خس
فیض رسانی عمل خاص او — جمله جهان بندهٔ اخلاص او
بسکه بامداد کمر بسته است — خانهٔ او با من هر خسته هست
علم و عمل خادم دربار او — فیض و کرم بندهٔ سرکار او
بے ادبی را بدرش بار نیست — محفلش آمادهٔ اغیار نیست
مرحمتش مرهم هر ریش باد — لیک براحوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

به مسلخے که ادب خون مدعا ریزد — طپش گناه بود صید بسمل را
توان هشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را — ولہ — که وقت خواب پا خار نبشت ناخن پارا
بهوائے روئے که میزند دم حسرتے دل تنگ ما — ولہ — که بهار مشق جنون زگل بریدن رنگ ما
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد — ولہ — گواه باش که یکروز میکشم او را

زحال گوشۂ چشم تو شد مرا معلوم | وله | که ترک در پس سر بر زده گره مو را
نباشد با سیہ کاران سے سر و سخن گو را | وله | که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را
کند تعظیم روشن گوهران را طفل نادان هم | ،، | که در دستار می پیچد کودکها حباب را
دلم ببزم بتان وا نمی شود بے او | ،، | چو غنچۂ که بود درمیانۂ گلها
وقت پیری از لب شوخ بتان پرهیز کن | ،، | که پیر قصد زتاثیر نمک پیر و ص را
بر نمی خیزم اگر از کوئے تو انصاف کن | ،، | کز در تو زنده رفتن عار می آید مرا
صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان | ،، | پرتو خورشید سازد پر مضرت آب را
مرا بقتل رسانید و ریخت بر من اشک | ،، | که مشت آب ضرورت مرغ بسمل را
در زلف دید روئیش دل شد اسیر یعنی | وله | پروا زکم کند مرغ پیش چراغ در شب
تا عرق خویش را کند از رشک قامتش | وله | استاده است سرو مهیا بجوئے آب
نزد شناست مباد آزرده باشم | ،، | همین قدر ے ملالے آمد و رفت
روشن گهران را کجا هم بود الفت | ،، | شمشیر پسند دل ماه رمضان است
چه میگویم که بنشین یکزمان این گفته خیزد | ،، | که امروز اندکے طبعم علیل و تپ نمود است
خدا نخواسته باشد شکست شیشۂ دل | ،، | شنیده ایم صدائے که هیچ نتوان گفت
بے کسب صفا جا بدر حق نتوان یافت | ،، | هر دو نماز است کسے را که وضو نیست
طبع رنجور مرا بے او بعشرت کار نیست | ،، | قدر روز عید را در خانۂ بیمار نیست
ز زلف او دل پر داغ ما نمی ترسد | ،، | که مار طعمۂ خاص از برای طاؤس است
گفتمش بخت مرا چند تباهی باقیست | ،، | زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست
نمی دانی که اشک من چه چیز است | ،، | مرا این طفل فرزند عزیز است

دران زمان که بمحشر قیام خواهم کرد — وله — ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد

اطفال اشک راند هم چون بچشم — وله — اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند

چو غنچه که پس برگهاش شگفته شود — وله — تبسمش به پناه حجاب می آید

از در خانه ما آن بدکیش آمد — وله — آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد

نمی خواهم که جوری یا قصوری در کمم افتد — وله — الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد

گفت روزی از غضب با من میا بار دگر — وله — گفتمش این از من نخواهد شد بگو کار دگر

چشم او شد گر ز دود آه من افزون بجاست — وله — ابر را جوش می کند در جوش گریه بیشتر

چرا کمر بغضب تنگ بسته امروز — وله — چه شد که وی به تو قربان نگشته ام امروز

بین نگاه گریه آلودم ز اندازش مپرس — وله — مرغ چون در آب تر گردد ز پروازش مپرس

آئینه چه باشد که شود باز نگاهش — وله — کز شرم رگ چشم بود تار نگاهش

خواهی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض — وله — در خور و طاقت میدهم جان و دل در عوض

نازکن اما نه مقداری که لبها بشکنی — وله — بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ

گویا که بر مه رمضانش نظر افتاد — وله — چون دید او ز دور ابرو کشید تیغ

ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب — وله — گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف

حکایتیست که گفتم ز جور سیمبران — وله — تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم

دولت کجاست که هر وقت نام من پرسی — وله — هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام

نگذاشت ادب تا ز جگر آه بر آریم — وله — رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم

من بجان بنده آن طرز تکلم کردن — وله — سخنی گفتن و از ناز تبسم کردن

با من سخن ز خشم برای خدا مگو — وله — چیزیکه گفتنی است بخود گو مرا مگو

در حق من هرچه از جور و جفا فرموده — وله — من مقرر قابل آنم بجا فرموده

عزیز جهانم باین تیره بختی — وله — بنوعی که بر جبهه مه سیاهی

رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی — وله — خدا کند که چو من مبتلائے خویش شوی

اے محتسب ز میکده گشتی نخورده‌ی — وله — کردی غلط که تشنه لب از کوثر آمدی

می خواستم که مرگ تمنا کنم ز حق — وله — بسیار خوب شد که توام بر سر آمدی

من اشعاره الهندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا — وله — ادہر تو جام کا ہنسنا اُدہر رونا گلابی کا

کیا ہے عزم اوس ناز پرور نے سواری — پر سنوارا ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا

اے ساقی دلمین پہرتا ہے خیال اُس بیحجابی کا — وہی ساغر کا چلنا اور کہڑے رہنا گلابی کا

کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا — وله — گردن اُٹہا اُٹہا کر شیشے کا دیکہہ رہنا

دیکھتے ہے اُسکے خط کی شان دل مرجہا گیا — وله — اس دہومین کو دیکہہ آنکہونمین اندہارا چہا گیا

رہ گیا ہے ابتو باقی ایکدم کا اشتیاق — وله — ناک مین جی آرہا ہے دیکھنے اُسکی بلاق.

اُدہر تو تم ہو ونکو تان کر تیوری چڑہاتے ہو — وله — ادہر مین دلمین بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہون

رنگ اُڑ گیا سمن کا نرگس بہی تک رہی ہے — وله — گلشن گلبدن بن کہڑی سی تک رہی ہے

اے ساقی غم کی مارونکی تو تسلی کر شتابی سے — وله — گلابی کا بہر آتا ہے ہندہ بی حجابی سے

تیری آنکہونکو ساقی دیکہہ شاید جان جاتی ہے — وله — گلابی منہہ مین بیٹہی جام پانی چواتی ہے

ضیا۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص۔ میر محمد علی نام۔ صفدر علیخان خطاب۔ آپ میر عسکر علی خان

ہمشیرزادہ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ دکن کی قلعداری پر مامور تھے۔ بہر ہند کا نعانے نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر رکہا جاگیرات کی متصدی گری اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا۔ چند روز کے بعد فوت ہوے۔ میر ضیا کی ولادت قلعۂ مذکور مین ہوئی۔ اور آپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین تربیت تعلیم پائی تہی۔ ذہی استعداد صاحب سواد تھے۔ شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے سرکار آصفجاہی کے منصبدارون مین شریک تھے۔ آخر آپ ۱۱۵۹ سنہ ہجری مین فوت ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچه سان بهر نیاز تو بهار جلوه اش — در بساط خود همین یک مشت زر داریم ما

وله

گرد بادم در هوا صد نافه خرمن می کند — بر غبارم تا نسیم گیسوی مشکین گذشت

وله

بی تواضع کی توان بالا نشینی ها نمود — آسمان را رفعت قدر از خم پشت دوتاست

وله

از فروغ تو گرد خانهٔ ما — همچو صبح است آفتاب فروش

وله

چشم تر مانند شبنم زین چمن بر داشتم — خون دل چون لعل با خود از وطن بر داشتم

وله

ز نامت نامه ام تا برگ گل گردد ز انگشتم — حنائی میشود چون پنجهٔ مژگان هر انگشتم

چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم — بود آئینه در یک گلستان ساغر انگشتم

بشرح سوز هجران ما تهی ترسم که وا سوزد — بتحریرش حنا شد شعلهٔ شمع آسا هر انگشتم

بدستم جام می سوزد ز بس رو از لب لعلش — بود چون شاخ گل آئینه دار از اخگر انگشتم

اگر شرح گداز سوز هجرانت رقم سازد — کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم امشب
زدم دست تفکر بسکہ در زلف سخن امشب
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم
نویسم یکقلم تا نامۂ حیرانی خود را
ضیا ہمچو سلیمان صد ختن زیر نگین باشد

برنگ شانہ دارد یک بانی بسر انگشتم
بود چون رشتۂ تسبیح عقد گوہر انگشتم
بسان شاخ نرگس چشمہا دارد سر انگشتم
چو شاخ نرگس آرد چشم حیران یکسر انگشتم
اگر سر حلقۂ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبد اللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص - محمد عبد اللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرۂ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکھا ہے - ہم اُسی سے اخذ کرکے لکھتے ہین - آپ محمد صالح خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا شہر لکھنو ہے - آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز خدمات پر مامور رہے ہین - اور حُسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام پائے ہین - آپکے جد اعلی نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تہے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب سر شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کی ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تہے - اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تہے - نواب صاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تہے جبوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اُسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوی تہی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بہی ہوئے تہے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا - کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تہا - سر موصوف

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مین اس دار فانی سے رحلت کی۔
آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنؤ سے تحصیل کین
انشا پردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی۔ پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین
وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔ چند روز
کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپ سے کردی۔ آپ اس تعلق
کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین آپکو شعرگوئی کا شوق ہوا۔
نواب عباس حسین خان ششدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے۔ چند مدت تک یہی سلسلہ
جاری رہا۔ نوابصاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا۔ اسی عرصہ مین نوابصاحب
کسی مقام پر تشریف لیگئے۔ آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا۔ آپ متردد ہوئے
کیونکہ آپ شعرگوئی کے فریفتہ مین۔ مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ
آپ شعرگوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین
آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے۔ مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی
شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا۔ مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے
ادا کرتا ہون۔ اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون۔ بمصداق کل امر مرھون
باوقاتھا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا۔ جن دنون مین آپکے اُستاد ششدر کہین بار
رونق افزا تھے اُنھین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد صاحب
ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے
بنائر سے مین اس شہر مین رونق افزا ہوئے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے - آپ حکیم صاحب موصوف کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہین
آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے - آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین شگفتہ طبع
و خندہ پیشانی ہین - یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہین - ظریف و لطیفہ گو و لطیف
و بذلہ سنج ہین - سخندان و سخن فہمی مین بے نظیر - اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین
کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائین - فی الحال آپکی عمر تخمینا چالیس کے
قریب ہوگی - طال اللہ بقاہ -

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا — رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا
گھائل ہوا ہون کسکی مین تیغ نگاہ کا — گردون جو بنگیا ہے دہوان میری آہ کا
جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو — اڑتا تہا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم زیست نے کیا تہا خیال کمر مین جو — ملتا نہین نشان ہمارے مزار کا
بستر کا تار تار تہا نشتر مرے لئے — کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو — فرقت بہی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو
کیون خط نہو نمود نہ کیونکر مٹے بہار — وہ گل نہین جو مورد جور خزان نہو
گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے مجکو خوف — کوئے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

دربدر اب تو پہراتی ہے محبت تیری — خاک چہنواتی ہے اے یار کدورت تیری
ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف — بول اٹھی پر تو کہ کیون آئی ہے شامت تیری
شکل آئینہ ہون مین محو تحیر جب سے — میری نظرون مین پہرا کرتی ہے صورت تیری
نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر ان ار — جب کسیطرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجیہ اللہ

طالب تخلص - شاہ وجیہ اللہ نام - آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین - آپکے والد سوداگران متمول سے تہے - طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوئی - نشو و نما بہی وہان کی آب ہوا مین پائی - جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا - چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوکے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے - پہر آپکے والد با جداس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال و اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا - اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے - حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہوکے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے - نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے - بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے - نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تہے - پہر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر حج و زیارت سے مشرف ہوکے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پہر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے - اور حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے - نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے - آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی خود بہی موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے - آپ صاحب دیوان تھے - آپکا دیوان کثیر الحجم ہے
شہر حیدرآباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے - چند روز سکونت کرکے مدراس چلے گئے
آخر آپ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ خوش خلق و غربا دوست تھے - اور مہمان نوازی اور آشنا پرستی مین مشہور تھے
جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست و احباب کو تقسیم کردیتے تھے - اللہم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود حاجتے مرد سخن گو را | کہ روزے از زبان چون خامہ بر رم میرسد اورا

ولہ — کجاست طالع بیدار تا شبے سازم | چو شمع گرم ببزم تو اے صنم جا را

ولہ — تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب | کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا

ولہ — بہار حسن را ہر دم تماشائے دیگر باشد | گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا

حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ | چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا

ولہ — انجم سبے ز قول رقیبان ببزم یار | در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا

ولہ — نشب در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم | شمع سان داغ بدل شک بداماں رفتم

ولہ — شب کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود | موئے زلفش تا بروئے آستینش دیدہ ام

ولہ — دست از حنا مساز نگارین نگار من | آتش مزن بجان و دل بیقرار من

ولہ — شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم | بدستم صفحہ کاغذ شدہ چون بال طاؤسے

طپش - میر محمد اکبر

طپش تخلص - میر اکبر نام - آپکے بزرگ بدخشان سے شاہزادہ مرزا شاہرخ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے ۔ بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے ۔ شاہرخ مرزا سے بہی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا ۔ آپکی ولادت ہند مین ہوئی ۔ آپ بہی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے ۔ اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بہی بدستور وطنی تعلق رہا ۔ یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین مشاہیر امرا سے تہے ان کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تہے ۔ نواب کی شہادت کے بعد قصبۂ بندہ باخاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے ۔ اور ندربار مین پیرکیو چہ سے سکونت پذیر ہوئے ۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرہ شعرا مین لکہتے ہین کہ آپ چالیس برس سے شعرگوئی کی مشق کرتے ہین ۔ کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا ۔ فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے ۔ آپ صاحب دیوان تہے ۔ فارسی دیوان مین تقریباً چہہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈہائی ہزار ۔ علم حساب سیاق مین کامل قدرت رکہتا تہا ۔ عربی و فارسی مین بہی عمدہ استعداد و مہارت رکہتا تہا ۔ باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تہا ۔ ذکی الطبع و ذہین تہا ۔ میر عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا ۔ میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے اور فقیر سے بہی حسن اخلاق و صحبت سے ملتے تہے انتہی کلامہ ۔

سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تہا ۔ میر عبدالقادر مہربان کے مکان پر فروکش تہا ۔ چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتہہ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے رہے ۔ پہر ندربار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

نہین ہون شکہ مین گو اورون کی ستلی کا	مراد اغ جگر اب سون ہے ایک پتلی کا

سرپہ ہر آہ حسرت ہین مری پریشان — بس کیا ہون پہلے پلکون سے گناہ خویشیان
کس گلے مین نہین تمہاری لٹ کا زنار کفر — تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر ۔ محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص ۔ محمد طاہر نام ۔ آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے ۔ آپ علم و فضل سے آراستہ تھے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانہ روزگار تھے ۔ شاہ حبیب اللہ نبیرہ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تھے ۔ صوفی المشرب و زندہ دل تھے ۔ خوش خلق و خوش کردار تھے ۔ افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اسکو ذیل مین نقل کرتے ہین ۔ آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تھے نظیری شہدی کے ہم طرح رہے ہین ۔ دونون مین نہایت اتحاد تھا ۔ آپکا انتقال ۸۶۷ھ ہجری مین ہوا ۔ **من اشعارہ**

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند — حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست — برآمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی ۔ آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص ۔ آقا سید علی نام ۔ افضل العلما سنا والملک خطاب ۔ آپ سید ابوالحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوفہ شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے ۔ سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اہل مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوئے

یہان عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام
سابق نے آپکو علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بہی
عطا کی تہی - آپ تا بزندگی صدر مدرسی پر مامور رہے - فارسی و عربی کی تحریر و تقریر
مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تہے - حضرت اُستادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت
باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی - اور نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین پائی
جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم
کے لئے بہیجدیا - آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل و علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے
علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی - فارغ التحصیل ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے
عالم شباب کا ابتدا تہا - آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تہی - آپ ایوان فصاحت و بلاغت
کے سراج تہے - آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تہے - آپ جامع العلوم و مجمع الکمال
والفنون تہے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تہی کہ تمام اپنے امثال
واقران سے سابق قدم ہوگئے تہے - نظم و نثر کے لکہنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ
رکہتے تہے کلام منظوم و کلام منثور کا لکہنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تہا - جب
ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تہے - صبح سے چاشت تک
ساٹھہ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تہا - نواب سالار جنگ نے آپکو اولاً مکرم الدولہ
کی اتالیقی پر مقرر فرمایا - پہر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین
مامور کیا - بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہوگئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوئے
کبہی کبہی وزرا و امرا سے ملتے تہے - آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے
بہی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین - پہر آپ عالیجناب فلک انتسا اعلیحضرت بندگانعالی

دام ظلہ کی مقاربت و مصاحبت مین چند روز عزت و آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی
مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تھے اور علم ادب
مین بھی صاحب کمال تھے۔ آپ عربی و فارسی دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تھے
آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین
و قطعات و مخمسات بھی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت
لکھنے مین بھی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے ہر کس و ناکس کو دام خلق مین
مسخر کر لیتے تھے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے لیکن تعصب مذہبی سے علیحدہ تھے
آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تھے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطر داری
و مدارات کرتے تھے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح
زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تھے۔ اکثر غربا ایران کے لئے
آپکا دولتخانہ مسافر خانہ و آرام گاہ تھا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر فرد تھے۔ کوئی وقت
ایسا نہین ہوتا تھا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہون۔ آپ ہر ایک غریب کو
سعی و کوشش کر کے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تھے۔ اور
سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تھے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپ کی
سفارش موثر ہوتی تھی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تھی دنیا و ما فیہا سے تعلق نہین رکھتے
تھے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے
ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر غلہ فروش ہوتے تھے جو کچھہ مطلوب ہوتا تھا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک مین تکلف و زیبائش پسند نہین کرتے تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہین رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامۂ عصر و فہامۂ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے شائق اکثر طلبہ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و تازہ ہوئے تھے۔ آپ جگت استاد مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا و غربا و فقرازادے ہوتے تھے۔ شعر و شاعری مین استاد کامل تھے۔ ہزارہا شعرائے سند و عجم کو آپسے تلمذ تھا آپکے تلامذہ مستند ہین۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تھی مضامین تازہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو بامحاورہ عبارت عربی و فارسی مین بداہتہً موزون فرماتے تھے۔ آپ کی ذات مین مضامین تازہ کی آمد تھی نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر مین گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی و فارسی بے انتہا ہین۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

افسوس کہ آپکے تمام قصائد کسی نے ایک جا مدوّن نہین کئے آپکے ایک شاگرد رشید میرزا محمد تقی نے آپکے نتائج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

حالات ونتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہین فرمایا
مجھے بہت تلاش وجستجو کے بعد قصائد عربی وفارسی ستیاب ہوئے۔ انہین قصائد
سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہون۔
آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ
مین قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت و بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار
کے محاورات وخوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل
والنسل ہین۔ وفصحائے ادب و بلغاء عرب آپ کے قصائد ومراسلات ادبیہ کے
مضامین بامحاورہ عربیہ کو دیکھہ کے کہتے ہین واللہ ہذا عربی لیس بعجمی۔

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا
اطبائے یونانی متواتر دوائین استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھہ فائدہ نہین ہوتا تھا
بلکہ مرض بڑہتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا سود مند
نہین ہوئی۔ طبیعت مین ضعف وناتوانی بڑہ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت
مین بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین روانہ
ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اعزہ واقارب واحبا کو آپ کی رحلت سراپا
مصیبت کا نہایت رنج وغم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما وفضلا وطلبہ پر آپ کی رحلت کا
سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز وتکفین مین شہر کے اکثر امرا وعلما وطلبہ شریک
ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ ونالہ وشور وغوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہہ حالت تھی

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج والم کے ہاتون سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اُڑاتے تھے - آعزہ و اولاد کی بیقراری و دل گدازی دیکھہ کے اہل مجلس کے قلوب ہل جاتے تھے - عاقبۃ الامر تمام عزہ و اقارب و احبائے ذوی المعارف نے اُس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ مولئے کے خاک مین دفن کئے - شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخین موزون کئے - منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی هو هذا

از جہان رفت حضرت طوبیٰ	منزل و بہشت و ماوے ہست
زور قسم کلک لمعہ سال وفات	جائے طوبیٰ بہشت اعلی ہست

وله ایضاً

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہان	شد جہانے را دگرگون حال ازین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوش لمعہ محزون بگفت	راہے گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال

وله ایضاً

وائے و یلا و دریغا رفت از دار محن	عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود	کاملے گر رفت از ینجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے	عاشقی را وصل بخشد یا غریبے را وطن
دورہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب	لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود	بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عہد ہا باید کہ باز آید بہ نشتر در و کن
چون سناد الملک طوبی کامل و استاد فن

گفت سال رحلتش لمعہ اینک حسب حال
شد سناد الملک یکتا وائے امروز از دکن

۱۳۲۴ھ

ایضاً

قد مضی سیدی سناد الملک
بروض الجنان مربعہ

انا الیٰ رحمت عام رحلتہ
قلت - دار النعیم مضجعہ

۱۳۲۴ھ

من قصائد الفارسی

اے روئے تو وے رائے تو دال آل سائل
وے جود تو و بود تو حلال لسائل

ایوانِ صدارت ز تو چون کاخ خورنق
دیوانِ وزارت ز تو چون برج سلاسل

خرم تو چنان کردہ کہ آواز خروشی
در گوش نیاید ہمہ گر بانگ زلازل

عدل تو رسیدہ ست بجائے کہ بگلشن
بر منبر ہر شاخ بود عظمت بلابل

گر کار بفہم ست بدرک و بکیاست
پس از چہ گرایند بجو بی شمائل

از انمل مخضوبہ و از چشم مکحل
ور حذ صفا دادہ و قد متمائل

رنگین بگہ و شی چو مشاطہ ممتاز
سنگین بگہ مشی چو عادات حوامل

آنجا کہ بود ہر کسے از جہد معاون
آنجا کہ شود ہر کسے از سعی معامل

پس چون نشود مثل منی آمر و ناہی
پس چون نشود ہیچو منی فاعل و جاعل

من کیستم آنم کہ اگر روئے زمینم
گردند مخالف نگرایم بزلازل

ہر مشکلے آسان کنم از روئے منور
مریستم از دودہ حلال مشاکل

فخر ہمہ ارباب فضائل ز فضائلش
یکقطرہ از بحر بود کل فضائل

اصل کرم و فرع ہمہ علت ایجاد
چون ذاتِ خداوند منزہ ز رحائل

دروازهٔ علم نبی و عالم عالم | ختم است بر او بعد خدا حل معاضل

او صنع خداوند و خداوند همه صنع | مخلوق همی ست انچه خدا راست مجاعل

حق وی آن یازده تن کش ولد ستند | بر عزت این صدر فزاید حق باذل

طوبی است چو مداح تو از دل بخدا باش | اے صدر تو هم راحم احوال همی ز دل

وله

صباح عید بصد رنگ و بو و غنج و دلال | در آمد از درم آن ماه آفتاب جمال

شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف | سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال

گل شمایل او آفتاب عنبر چتر | لب تکلم او طوطی خجسته مقال

ز پائے تا سر ناز و کرشمه و خوبی | ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال

در آسمان صباحت ز غیرت رویش | فتاده در دل خورشید شعله جوال

وله

اے هزاران فاضلت بر آستان | صدر کل مختار ملک راستان

چون خدا خلقے بعزت کرد جفت | چون تو فردے را برایشان صدر گفت

کرد رایت سد اسکندر بنا | دشمن ار یاجوج باشد گو بیا

داده تدبیرات تو داد همه | از تو محکم کار و بنیاد همه

رائے تو صایب تر از رائے حکیم | در همه امرے کلامت مستقیم

شکر لله کز همه روئے زمین | جائے تو دارد شرفها بالمکین

وله

اے از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم | وے عدل تو خزان زده اندر بهار ظلم

از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور | در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم

باشد چنان شعار عدالت شده بدهر | گوئی که نام نیست دگر از شعار ظلم

مختار ملکی و ہمہ در اختیار تو است — آن شد مرا نہادہ تو در اختیار ظلم
گر ظلم کس کند بکسے انتقام از و — من میکشم ز لطف تو نے غبار ظلم

ولہ

الم کشیدہ مصیبت رسیدہ حیرانم — ز جان جسم اگرچہ دلے پریشانم
ہمیشہ خون خورم از غصہ و نجانہ خویش — ز دوری تو شبہا گویا بزندانم
شبم بگریہ و روزم بآہ و نالہ و افغان — بتنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم
تفقدے نکنی اے خدایگان آخر — مگر نہ من ہم از خیل زیر دستانم
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور — بغیر درگہ تو درگہے نمی دانم

طاہر - میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص - میرزا محمد طاہر نام - صفاہانی الاصل ہے - سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ - مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا - میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے - التفات خان بیڑ ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا - بعد ازان گجرات و خاندیس وغیرہ مقامات مین بہی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا - آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب گہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہ سے ۱۱۲۹ہ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب استعداد خداداد تہا - نثر نویسی مین ایسی قدرت کاملہ رکہتا تہا کہ

تین تین منشیون کو خود عبارت لکھاتا تھا۔ اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تھا۔ اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تھا۔ اور اسی حالت مین آپ بھی کتابت مین مصروف ہوتا تھا۔ شعرگوئی سے بھی دلچسپی رکھتا تھا۔ کبھی کبھی موزون کرتا تھا۔ کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے ۔

من اشعارہ

شہید یکسیم پوشیدہ ام بعد فنای خود	برنگ مردۂ فیروزہ نیلی در عزائے خود
شہرت حسن تو شد از کشتۂ دیدار تو	از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا - ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص - ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے ۔ نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے ۔ اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہو کے ہند مین آیا ۔ چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہجہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا ۔ شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا ۔ آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا ۔ گوشہ نشینی اختیار کی ۔ چند روز خوشی سے بسر کر کے مقام صلی کے طرف روانہ ہوا ۔ ابو طالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا ۔ طغرا کی انشاپردازی مشہور ہے ۔ اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے ۔ طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑھتے ہین ۔ طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑھنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے ۔ نظم مین بھی ایسا ہی نازک خیال ہے ۔ نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتھہ موزون کرتا ہے ۔ **من اشعارہ الفارسی**

ز جعد پر شکنت دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگ گردنے ملایم کن — وله — ز بہر دادن سرہائے خویش قایم کن

کج نیابد کام دل بے اتفاق راستان — وله — تا بقربانت شود با تیر میسازد کمان

اگر چو آئینہ سر تا قدم شوی یک چشم — وله — بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن

عروسان را بسوئے حجلہ نتوان برد بے سازی — وله — بآواز دف و نی دختر رز را بمینا کن

باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت — وله — نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن

موئے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید — وله — عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان

سایہ ہی افتاد از طغرا در ایام شباب — وله — پیر چون شد میخورد از سایہ طغرا بر زمین

مینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ — وله — چیزی دگر نخواہد بجز از دعائے یاران

در سہ فصل عمر باید سر بجیب غم کشید — وله — تا توانی ہیچ گل یک فصل خندان زیستن

شاید بہ بیند آنچہ با کرد آسمان — وله — از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن

خوش آن ساعت کہ بزم آرا نشینی بر سر کوئے — ر — خط پشت لب چشم قدح را گرد ابروئے

میان می ببینم و چیزی بچشم در نمی آید — ر — بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایۂ موئے

زبس آب نزاکت خوردہ لالہ — ر — شد کشش خط نظر موئے پیالہ

طاہر۔ شاہ طاہر

طاہر تخلص۔ و شاہ طاہر نام۔ تذکرۂ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آباؤ اجداد سلاطین وقت کی خدمت مین ہمیشہ مکرم و معزز رہے۔ اکثر اوقات رودبار قزوین مین اقامت کرتے تھے۔ جب شہر سلطانیہ کو الجائتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمین سکونت کی اجازت دی حسب الاعرا آپکے بزرگان سلف سلطانیہ مین

سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ مین متولد ہوا۔ ابتدائے
سن تمیز مین تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان مین آیا۔ چند مدت مین جامع الفنون
وحاوی العلوم ہوا ؎

درجہان چون او ندیدی ہیچکس در شرع شعر   قاف تا قاف ار بجستی قیروان تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ماضی صفویہ کو معلوم ہوئی
چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے۔ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم
کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتون سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی
کرنے لگے۔ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تہا۔ شاہ طاہر سے کہا کہ
اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہان سے چلے جائے اور ایسے مقام مین
سکونت اختیار کیجئے کہ وہان مخالفین کی دست اندازی نہووے۔

شاہ طاہر فوراً ۹۲۶ہجری مین کاشان سے سندروانہ ہوا۔ تہوڑی مدت مین برہان نظامشاہ
بحری والی احمدنگر دکن کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت و
واعیان ریاست سے بڑہ گیا۔ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا۔ تمام مہمات کا
مدار المہام ہوا۔ اہل دکن و اہل عجم و عرب اُس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھتے تھے
اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ مذہب اثنا عشریہ کا شیوع ملک دکن مین آپ ہی کی
بدولت ہوا۔ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان
بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا۔ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و
مجالست سے محروم نہین ہوتا تہا۔ اور ہمیشہ اسبات کی فکر کرتا تہا کہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ کی اشاعت
کامل ہوجائے۔ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوجائین اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر فاضل علامہ کو بلایا۔ احمدنگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زماننا احمدنگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے حصۂ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسہ احمدنگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم۔

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن مآثر رحیمی کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم مشرح و مفصل لکھا ہے بنائً علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک یہان مکرر ہے لیکن لطف و مزہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تھا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بڑہ گیا تھا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اُسکی بیعت کرتے تھے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت کو پہنچا تھا۔ چاہتا تھا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بھیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کر کے ۹۲۶ھ سنہ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبھی کبھی اُسکی طرف عبرت سے دیکھتا تھا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب مدرس پر مقرر ہو کے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہو گئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بہی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین
حکام نے ازروئے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجا - اور لکہا کہ فرقہ اسمعیلیہ کا
مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بہی مکاتبت جاری ہے
شاہ اسمعیل بہانہ جو و قابو طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکہین - میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپ کے قتل کا پروانہ پہنچتا ہے
اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائے
شاہ طاہر نے بیقرار ہو کے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا - بجمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تہا - اسمعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بناءً علیہ شاہ طاہر

کے طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہیے۔ وہان سے حرمین شریفین روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت و حج سے فارغ ہوکے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتہہ وطن مالوف مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب و خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان دکنی سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شروانی کو سفارۃً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی سیرۃً فرشتہ ہین۔ اور عالم جامع العلوم والفنون ہین سہ

عیسیٰ گاہ دانش آموزی یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے احمد نگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا۔ علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑہا۔ مجکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند ۔۔۔ بقراط حکیم و بو علی نادانند
با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال ۔۔۔ در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تہا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اُسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکہکے بخدمت ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس * چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار * شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعًا وکرہًا اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کردیا اور ۹۲۸ہجری مین مع ملا پیر محمد احمدنگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمدنگر وہان سے تخمینًا چار کوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو اعزاز و اکرام کیساتہہ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور یہ قطعہ انکی شان مین ارشاد فرمایا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار ۔۔۔ کہ ضایع نگرداندت روزگار
اگر ریزہ زر زندان گاز ۔۔۔ بیفتد بہ شمعش بجو بندہ باز

چند روز کے بعد برہان شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جا کے درس فرماتے تہے۔ علمائے پائے تخت درس مین شریک ہوتے تہے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام شاہ بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جبتک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا میں گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن میں
بیقراری پیدا ہوجائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے میں جائے سے نہیں اٹھتا ہوں
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہوں کی شان ایسی ہی
ہونی چاہیے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہوں کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔
شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دارالعلوم بنگیا تہا۔ مدت تک درس تدریس کا دور چلتا رہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوگئے۔ شہر کے کوچہ و بازار میں علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تہا۔ ہر ایک مذہب و ملت کی تحقیق کرتا تہا۔ اُس عہد میں فرقہ مہدویہ جونپوری کو
جو وہاں عہدہائے جلیلہ پر مامور تہے۔ سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہوگئے تہے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان میں کسی ایک بزرگ سے منسوب کردی تہی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی
اثنا میں شاہزادہ عبدالقادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہوکے تپ محرقہ میں گرفتار
ہوگیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تہا۔ لخت جگر کی حالت
دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تہا۔ حکیم قاسم بیگ دیگر حکماے اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ میں کوشش بلیغ کریں۔ اگر معالجہ کے لئے جگر پارہ
مطلوب ہو تو میں دینے میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگر پارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائیں۔ میں اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہوں
ہر چند کہ علما علاج میں کوشش کرتے تہے۔ کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تہی۔ روز بروز

مرض بڑہتا جاتا تہا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے نذر و صدقات بتخانون مین بہیجتا تہا - اہل اسلام و اہل اصنام سے کوئی فرد نہین چہوڑا کہ اس سے دعائے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ مذہب اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اس کے اظہار مین خوف و خطر کو دیکہتا ہون - برہان فرزند کی صحت کا جویا تہا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائے وہ کیا ہے مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجھے خوف آپ ہی کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے جدا ہو کے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کر کے کہا عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین - و امام حسین و امام حسن وغیرہ ہین - اور باقی ائمہ کے بہی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام طفلی مین بہی اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سنتے تہے - پہر اسوقت سے ابتک کبہی یہہ ذکر نہین سنا تہا - مگر آپنے اسوقت بیان کیا - بمقتضائے محبت فرزند میری حالت ہے کہ بتخانون مین زر نیاز بہیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمۃ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھکے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے
نذر و نیاز کا بجالانا نہین ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے
جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجھکو امان جان ہو مجھکو اور میرے عیال و اطفال
کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کرکے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید
کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بہی جائز نہین کہونگا کہ کوئی
دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندۂ آسمان و زمین — کزو پایدارد جہان و ہمین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست — خرد را بدان ہیچ در راہ نیست
اگر از روش باز ماند سپہر — کہ از ما نہ بینی بجز لطف و مہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے
بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ
وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبدالقادر کو صحت عطا کرے
تو احمد نگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہاؤنگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا
برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہوچکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور اُسیوقت
حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے
قریب بیٹھہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ
لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ
عبدالقادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے
خوشحال ہوجائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سرہ کہے ہوئے سوگیا۔ اسی خواب مین دیکھا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین و یسار مین چہہ چہہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ ائمہ ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان اعلی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہیے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹہا۔ دیکھا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچھا
کہ ہم نے لحاف دور کئے تہے کسنے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا۔ خود بخود
شاہزادے نے اوڑہ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکھا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کرکے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گہبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہوگیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگر آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہوکے اہل بیت کو وصیت کرکے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشریہ کے جو کچہہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچہہ اصول و فروع مین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پہر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسما وصفات وقواعد مذہب اثنا عشری بیان کئے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت مین مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے　　آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

شاہزادہ عبدالقادر حسین اور انکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم۔ شراب عشق و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے سما خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابہی اس راز کو فاش نکرین اور چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جمع کرین اور کہین کہ مین مذہب حق کا طالب ہون۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائین۔ تاکہ مین مذہب حق کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہوجاؤن۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر ملا پیر محمد شیروانی استاد وافضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے درسگاہ مین جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث وتکرار کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بہی اکثر مجلس مباحثہ مین شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چہہ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے مین چارون مین کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب میرا ہو تو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی وناراستی بہی دیکہون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا
مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے
فرمایا لائے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا
اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا۔ جب علمائے احمدنگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے
تمام نفاق کرکے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی
خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب
ہے۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری خواب قصہ لحاف بیان کیا۔ اسی مجلس مین
اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب
اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے اسما نکالے۔ اور دوازدہ آئمہ
کے اسما داخل کئے۔ اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا
و اہل مناصب آشفتہ ہوکے مجلس سے برخاست کرکے چلے گئے۔ احمدنگر مین شور و غوغا
واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ
آوردۂ تست ٭ یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم
متبحر ہے علوم عربیہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے
علما کی زبان افسون و عمل سے بند کردی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کرکے
شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تاوقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ
اس ارادہ مین کامیاب نہین ہونگے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول
کرکے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرینا۔ شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو
عبرۃً قتل کرین گے۔ پس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہوکے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کالاچبوترہ حاضر ہوئے۔ محاصرہ کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا
دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کرکے فتنۂ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا
کہ قلعہ کا دروازہ بند کرین۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت مین
کوشش بلیغ فرمائین۔ جب فتنۂ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے
کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر نے جو علم رمل و جفر مین ماہر کامل تہا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا
کہ قلعہ کا دروازہ کہولدیجئے۔ اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہوجاوینگے
برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چارسو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی
با چتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے ایک آیت
پڑھ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پہینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ
منتخب کرکے فرمایا کہ مخالفین کی فوج مین پہنچ کے منادی کرائین اور فرمائے جو کوئی بادشاہ
کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تخت مین حاضر ہو جائے۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد
کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کی۔ تہوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ آمان نامہ طلب کرکے بادشاہ کے
ہمراہ ہوے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہین ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا
برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مصاحبین سے تہا اور خواجگی محمود کو جو میرزا
جہان شاہ کا نواسہ تہا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ
ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے
اگرچہ اُسکو قتل نہین کیا لیکن قید کردیا تہا چار سال تک قید خانہ مین رہا۔ شاہ طاہر
کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کرکے منصب سابق پر بحال فرمایا۔

جس مقام مین برہان نے خواب دیکہا تہا وہان ایک عمارت عظیم الشان بنا کی اور اُسکا نام بغداد رکہا۔ اور جس مقام مین شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہان حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ مین ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضی نظام شاہ کے عہد مین باہتمام قاضی بیگ طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکہہ کے آخر مین لکہا کہ یہہ قصہ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب امامیہ اپنے مذہب کے رواج وشیوع کے لئے ایسے قصّے بناتے ہین و العلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کر کے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمدنگر کے مقابل مین ایک احاطہ چار دیواری گچ و پتہر سے قائم کر کے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تہے۔ شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تہا۔ محبان خاندان حضرت رسالتماب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہی خزانہ بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا ملا نتی دوازدہ ہزار ہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی و خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہان بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمدنگر مین لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ مین داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی و ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب ابو البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن مین آئے

اور احمد نگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسین مدنی
جو نقبائے مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار مال و دولت
و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات
کے مجاورین و زوارین کو احمد نگر میں بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ
خلفائے راشدین کی نسبت زبان درازی کرنے لگے۔ بنائً علیہ سلطان محمود گجراتی
و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے
عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمد نگر پر لشکر کشی کرنا چاہیئے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم
کریں۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب راستی خان نام غریب کو
ہمایوں بادشاہ ہند کے پاس سفارةً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی اسمیں درخواست کی کہ آپ
گجرات کے طرف فوج کشی فرمائیں۔ چونکہ ہمایوں اُسوقت شیرشاہ کے فتنہ میں پریشان
تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہیں ہوا۔ راستی خان بدون کامیابی ہندوستان
سے دکن میں آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب فرمودۂ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی
برہان پور کی خدمت میں تحائف بھیج کے دونوں کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل
غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کردیا تھا۔ اپنی فوج میں نوکر رکھا اور
اکثر عہدے داروں کو عطیہ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلوں کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر
فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل
پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمد نگر میں مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند
ہوا۔ باہم چارسال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ میں برہان ہی غالب رہا
آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پٹیہ مفتوح مقبوض شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دیئے۔ یہہ صلح ۹۴۹ سنہ ہجری مین ہوئی۔ اور سنہ ۹۵۰ ہجری مین برہان شاہ
نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت
جلوس بہیجا۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ
سے سوا کوس کے فاصلہ پر تہا پہنچا۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا
مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجالایا۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا۔ اور
مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتہہ دار السلطنت گولکنڈہ مین لایا۔ پہر اسی زمانہ مین
برہان شاہ نے عہد شکنی کی۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق رکہا۔ اور عادل شاہ سے
انتقام کے لئے مستعد ہوا رامراج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی
شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی۔ برہان شاہ کی چہاونی واقع شولاپور مین پہنچا
عادلشاہ نے دیکہا کہ مخالفین کی فوج جرار مملکت پر حملہ آور ہے مصلحتاً پنج بیٹہ نظام شاہ
کو دیدیے اور رامراج کو تحائف دیکے راضی کرلیا۔ بہر حال دونون کو روانہ کیا۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو
وہ رتبہ حاصل ہوا۔ کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے
قائم کیا سنہ ۹۵۰ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمدنگر دکن مین
اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے آقا سلمان
طہرانی عرف مہتر جمال چراغچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمدنگر مین بہیجا
اور اُسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ
زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تہا۔ اور دیگر تحائف و ہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بھیجے - اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تہا شاہ طاہر کے لئے بھیجے - مہتر جمال احمدنگر مین پہنچا - اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی - آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا - ناخوشی کا سبب یہہ تہا کہ سفیر تندمزاج و بدخو تہا نظام شاہ کی محفل مین زبان درازی کرتا تہا - اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تہا - اور اکثر باتین وحشت آمیز کہتا تہا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی - اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کردیا - اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہین بہیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تہا مع تحائف ہند اپنے جانب سے شاہ ایران کی خدمت مین بہیجے - اور مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا -

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا - عادل شاہ غالب و نظام شاہ مغلوب ہوے پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بہیجا اور استعانت کی - علی برید نے اعانت سے پہلوتہی کی - خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفیف الحرکات تہا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچہا - طین البخارا طاہر - یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس - شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا - خانجہان و حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجہہ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہوگئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تہا - اہل بخارا آمد و رفت مین

تنگ ہوتے تہے - اور طہارت جامہ مین حرج واقع ہوتا تہا - کثرت بلوے سے علمانے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہیے پس تمام نے کہا طین بخارا طاہر ست - خانجہان نے یہہ روایت سنی تہی - بے ادبانہ عمداً کہا - فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکہا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تہا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تہا - وہان رافضی و خارجی کا نام ونشان نہین تہا - مخالفین نے عداوۃً و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ - واقع مین کیونکر علما صریح نجس و ناپاک کو طاہر قرار دین گے یہہ بات ہر ایک جاہل و عالم کے نزدیک ممتنعات سے ہے فقیر مولف نے کہین اس روایت کو نہین دیکہا - لا اصل لہا -

برہان شاہ نے احمد نگر مین خواجہ کی شوخی و گستاخی بہ نسبت شاہ طاہر سنکے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی برید کے ملک کو مسمار کر دیا - فرشتہ مین مفصل مذکور ہے - دیکہو اُسوقت کے سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال کرتے تہے - ان کے اعزاز و اکرام کے بجا و برقرار رکہنے کے لئے ممالک کو درہم برہم کردیتے تہے - یہی وجہ تہی کہ اُسوقت علم و فضل کا بازار گرم تہا - دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تہا - طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم مین ہمہ تن مصروف ہوتے تہے - فی زماننا علم کی کساد بازاری ہے عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہین دیکہتا - بلکہ حقارۃً ملا کہکے مسجد تعمیر کرتے ہین - ایسی حالت مین کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہین کرتا ہے عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا - علی ہذالقیاس علما بہی نام ہی کے ہون گے - خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے -

اخلاق واوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری و پرہیزگاری و مروت و سخاوت و تواضع و انکساری مین معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر مین بے نظیر و بے مثل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ من تصانیفہٖ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی و غیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر مین آیا۔ ارکان دولت و اعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بہی آپکے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک بزرگ جو علمائے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجہتے تہے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہیے۔ اور اپنے مکان پر لانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ مین لکہا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکہا کہ زیارۃ القادم فاذا تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہہ گیا کہ وہ علامہ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کر کے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ میں ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ میں ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت سنہ ۹۵۲ ہجری میں شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ میں مشغول ہوئے۔ لیکن کسی کا علاج موثر نہیں ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ میں اس دار فانی سے بملک جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ امانتہً احمد نگر میں مدفون کئے چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلی روانہ کر دئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر۔ تین دختر تہیں۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابو الحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد میں جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تہا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران میں شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت میں تہا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تہے۔ شاہ موصوف کے چاروں فرزند پڑہے لکہے تہے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تہا متقی و صاحب استعداد تہا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر ربانی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکھا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تھا۔ اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تھا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقۂ مذکور کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ پیری مریدی کا بازار گرم رکھتا تھا شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران علمائے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تھے اور اس فرقہ کے ائمہ کو زندقہ و الحاد سے منسوب کرتے تھے۔ جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان مین گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین و مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدہ و زنادقہ ترقی کر رہے ہین خوف ہے کہ آیندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہوگی پیش از وقوع واقعہ کا بندوبست کرنا چاہئے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکھتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکھتا تھا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ آپکے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب پہنچتا ہے آپ فوراً کسی دوسرے مقام مین چلے جائے شاہ طاہر فوراً وہان سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا۔ نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تھا۔ اتفاق سے بندرگاہ ہند پر پہنچا۔ دیکھا کہ کشتی تیار ہے سوار ہوکے ہند مین آیا چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمدنگر دکن مین مذہب اثنا عشری کا ہادی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام منتصب مانا جاتا تھا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران مین باوجود موانع اشاعت سے باز نہین رہتا تہا اسی اشاعت کی بدولت
جلاوطن ہوکے ہند مین آیا۔ یہان اسکو کامل آزادی ملی کسی قسم کی روک نہین تہی
پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہین۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے
یہان اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیتہً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے
یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشری نے خلاف واقعہ لکہدیا مولفین مذکور شاہ طاہر کے
ایک صدی بعد مین گذرے ہین۔ مولف کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہین ہوئی
جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن مین ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت
کی تہی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہین لکہا واللہ اعلم بالصواب۔
قاضی نور اللہ شستری نے جو فن شیعہ گری مین مشہور ہے مجالس المومنین مین لکہا
کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفاے علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ
واقع مین بخلاف آباو اجداد مذہب اثنا عشری کا پیرو تہا۔ اور اہل ایران اسکو
اسمعیلیہ سمجہتے تہے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تہے۔ اور بادشاہ کو
اسکی نسبت غیر واقعہ سمجہا کے قتل پر آمادہ کرتے تہے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے
خوف سے جلاوطن ہوکے دکن مین آیا۔ علم فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی
احمدنگر دکن کے دربار مین درجۂ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی
نسبت کرتے تہے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن مین مذہب
اثنا عشری رائج ہوا۔ انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی
نہین ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و آثر کے موافق اسمعیلیہ لکہکے یہہ فرماتے کہ دکن مین آکے تائب ہوگیا
اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر وشاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی و عربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تھا۔ دونون زبان مین نظمًا و نثرًا مضامین شیرین بیان کرتا تھا۔ آپکی نظم کیا تھی گویا لآلی منظومہ تھی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بھرا ہوا ہوتا تھا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی و شگفتگی تھی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ و مدحیہ لکھے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس موجود تھا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات فصیحہ و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تھا وہ بھی کلیات کے ساتھہ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تھے۔ گزارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

چو عندلیب برآید سحر بنالہ زار ۔۔۔ ز خواب باز کند غنچہ را ببیدار

صبا نہد لب غنچہ لب ز غایت شوق ۔۔۔ شمال دست زند از طرب بشاخ چنار

بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر ۔۔۔ اگر کند حدیثے ز سوسن استفسار

ہزار قطرۂ شبنم درون غنچہ نہان ۔۔۔ چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار

برہنہ گشتہ سر کوہ از عمامۂ برف ۔۔۔ نگر باتم برزمین زدہ دستار

ز بید مشک شکستہ ست قدر نافہ مشک ۔۔۔ خجل ز گریہ پیداست آہوئے تاتار

بسبزہ و سمن سائبان اطلس و بید ۔۔۔ ز تاب مہر بہر جا ہمی گرفتہ قرار

پری وشان ملایک فریب مردم کش ۔۔۔ سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد — همه شکرلب و شیرین زبان و شیرین کار

درین زمان که زمی لاله را پیاله بدست — پیاله گیر بروی بتان لاله عذار

فلک بکام دل راستان نمیگردد — فغان ز کج روشیهای کجرفتار

بهر طرف که روی زیر این سپهر دورنگ — ز شش جهت شودت کاروان غصه دوچار

اگر سلوک ره راست آرزو داری — براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار

کدام ره ره شرع پیمبر مرسل — محمد عربی کان علم و بحر وقار

مهی که چرخ کند با هزار مشعل نور — ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار

گلی که در چمن جان بوصف او قدم — شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار

نه در قواعد امرش کثافت اکراه — نه در ضوابط نهیش کراهت اجبار

هنوز شمع خیالش برون توان بردن — ز ملک دل پی جاسوس و هم ز شب تار

زهی بشبنم لطف تو تازه باغ ربیع — بشیر ابر نوال تو تازه طفل بهار

به پیش روی تو گر گل نقاب بکشاید — عیان شود همه را کو چه دارد اندر بار

همیشه مرغ دلم در کند ساحل شوق — نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار

درین خیال که باید بدستیاری فکر — ز بحر نعت و ثنا تو تر کند منقار

ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بحد — بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار

مراز نقد بصیرت تهی ست دیده و دل — مراز اشک ندامت پرست جیب و کنار

بنوک خامهٔ تصویر مبدع قیوم — بصد زبانه تقدیر احمد مختار

بروز پنجه خیبر کشای شیر خدای — بحرمت کف نیاز حیدر کرار

بحق عزت مهد مطهر زهرا — بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

که نامه عملم گرچه از گنه سیه است
بازوقت است که بر طبق تقاضای فلک
بلشکر وے صبح شبیخون آرند
مجلس دلکش گل تا بود همه مطرب
ساختی خانه معموره فلک را ویران
تا بدباغ لطیف است دلی خوش بودی
هرکجائے که ایمن بود از نقص و زوال
عنقریب است که چون یکسر ایام خزان
بهر بهاران ستمدیده ایام خزان
غافل آن به که کند عزم طواف چمنی
انجمن گلشن مدح شه عالیقدر است
مرتضی پادشه صورت و معنی که در و
او باغیار جفا پیشه چه نسبت دارد
عدل انقدیر تقدیر عدل غلط است
ای حکیمی که بود پیش تو دانش تو
هر کسی را که بدست تو شد محکم
ظاهر از زلت عصیان تو آورد پناه
دست گیرد ش زره لطف که تا روز جزا
محمل مهر چو آید به شبستان حمل

وله
مدد کنی که بشویم به آب استغفار
افگند بر سر دیوان چمن گل تونشک
تنگ چشمان شگوفه چو سپاه اوزبک
کشته بلبل عجلی شاخ گل و غنچه عجک
بر سر فیل سحاب ار نزدی برق کجک

وله
گر نگشتی روی آن حسن لطافت منفک
باشد آن در نظر همت دانا اندک
میزند بر در دروازه گلشن چو بک
سازد از شیشه یخ شیشه گری عینک
که خزان را نتوان برد بانجا الکتک
گر فلک بهر طواف درش آید ملک
نشاء و رابطه صورت و معنی بیشک
می شناسیم حریفان مگر را یک یک
زانکه تحقیق شد این مسئله در باب فدک
حکمت فلسفه بازی ارسطو کودک
لیس والله سوی حبک لی متمسک
فلک او گر نکنی کان من الذل هلک
در لکد کوب معاصی نبود مستهلک

وله
لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید برآید سحر از مطلع شاخ
کوہ از زر سہر بہمن وی ریست اکنون
شد زردیوان بہار از پی آرائش باغ
فکر آہنگ تماشاے گلستان دارد
کجا شد فریدون فرخندہ سیرت
روانست پیوستہ از شہر ہستی
ہمان گیر کز فیض فضل الٰہی
بفلک بدیع البیان معانی
گر کسب کمال میکنی می گذرد
دنیا ہمہ سر بسر خیالست محال

ولہ

چون شفق جلوہ کند لالہ د اطراف جبل
شوید از ناصیہ اش ابر بہاری صندل
قاصد باد صبا سوی یا حین مرسل
حضرت شاہ فلک زینت خورشید عمل
کجا رفت کیخسرو آن شاہ عادل
بملک عدم از پی ہم قوافل
شدے بہرمند از قبول فضائل
دراقسام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

ور فکر محال میکنی می گذرد
ہر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ - سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص - سلطان محمد قطب شاہ نام - قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت بروز چارشنبہ بست وسوم رجب ۱۰۰۰ھ ہجری مین واقع ہوی - آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے - آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین - محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النساء بیگم عرف حیات بخش تہی - کوئی فرزند نرینہ نہین تہا - برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا - اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجکو عطا کیجئے - تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن - محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس کہا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والد نامدار نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادرزادے کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تہا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان یوسف دکنی کو بہی جو شمشیر بازی و تیراندازی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد مانا جاتا تہا مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت ہی ذکی و تیز تہی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادرزادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میرک معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ مین کہا ہو جو هذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت	اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشی کہ ملایک بتماشا شدہ چشم	سر برون کردہ جو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ تاریخش چیست	کہ ز افلاک بر ایام ہمی بارد مہر
عقل کو بود چو من مست می حیرت گفت	عید مولودی و بزم شہ و عقد مہ مہر
چاہیئے کہ مکن این قطعہ معین میشاید	در چنین نظم ترا بر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استرآبادی کیل السلطنت و امرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کے طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس
مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر
جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن
مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پُر دُر کیا۔ اور ان کے
امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب و تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے
انتظام مین صائب الرائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتہہ مثل عرض با جوہر
لازم تہا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی و تاریکی کہ چشمہ آفتاب سے منفک
قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار تہا۔ باوجود عالم
شباب لذات نفسانی کے طرف راغب نہین ہوتا تہا۔ و باکثرت مشواغل سلطنت کبہی
احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر
مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین
اگر انکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو مرتبہ انتہا پر نہین پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر
اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی
وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون وہو ہذا

بوالعجب باز بستم عقد پیمان نوی — کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوی
خستہ جانم کہنہ لیکن جانفشانی تازہ است — عہد سلطان نو است و عید قربان نوی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوشش — ایدریغا کاش بودی ہر دمم جان نوی
چرخ اگرچہ آتشی در زد بعالم ناگہان — باز جنت شد جہان از فیض باران نوی

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ
وجہ ایران آنچنان ایران کہ آید در نظر
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرح پائے تو
گر صفاہان نو شد از شاہجہان عباس شاہ
خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت

یافت عالم از مسیح تازہ جان نوئی
آنکہ ہندوستان ز فیضش گشتہ ایران نوئی
رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نوئی
اے فدائے خاک پایت ہر زمان جان نوئی
حیدرآباد از تو شد شاہا صفاہان نوئی
جملہ عالم نو بہاری شد ز سلطان نوئی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دوچند اضافہ مشاہرہ سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دولتخانہ مین یہہ رسم تہی تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع ہوتی تہی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی مین جمع رہتی تہی۔ چنانچہ ترتاب روکے دو لاکہہ پچاس ہزار ہون جمع تہے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بہی حسن سلوک و عطیہ بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۱ہجری مین میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تہا۔ اکثر عمارتین آپکی یادگار تہین فی زماننا از انجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات آلہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوٰۃ تہا۔ سن تمیز و شعور سے کبہی نماز تہجد قضا نہین کی تہی

برابرادا کرتا تہا۔ جب ۱۰۲۷ھ ہجری مین مکہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے بنیاد کا پتہر رکہتے وقت تمام ارکین دولت وسپہ سالاران وسپاہ مملکت سے بآواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکہے جسکی نماز تہجد کبہی قضا نہوئی ہو۔ تمام امرا وافسران سپاہ وحشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتہر رکہنے کیلئے مستعد نہین ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے کہا خدا ورسول اللہ گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبہی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتہر رکہتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کہودی گئی تہی خود دولت بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتہر رکہا پہر مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ھ ہجری ہے۔ اور عبداللہ قطب شاہ وتاناشاہ ابوالحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی طواف کعبۂ شرف میسرت گرنیست ۵ بیا بہ کعبۂ ملک کن عبادت کن اورآپکے تعمیرات سے ہے قصبۂ سلطان پور۔ وباغ محمدی۔ وآلہی محل ومحمدی محل۔ واامان محل ونبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی وریختہ قلمی خوشخط

دیرینہ موجود تھے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری
یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زمانا
دونون دواوین ریختہ عالیجناب نواب سرسالارجنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط
قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے
تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود
ہین۔ شاید اگر کسی امیر نامور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد
مین اکثر کتب نادرالوجود امراکی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد وبرد دیمک
ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہوجاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ
کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔
اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کارخیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین
دکنی فارسی امیر سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے
ایکصدی قبل دیوان مرتب ہوچکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین
پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہہ قول کہ ولی ترتیب دیوان
مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ
پائہ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم
مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین
گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ
نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین باانصاف کے

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔ فانظروا وکو نوا من الشاکرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکہا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم و نثر مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تہا کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بہی اہل زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر وسائر تہے۔ فی زماننا نادر الوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہار شنبہ سیز دہم جمادی الاول ۱۰۳۵ھ ہجری اس جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تہی۔ مدت سلطنت ۱۸ سال۔ لنگر دروازہ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔ گنبد بلند یادگار رہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
دربیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما		پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرتت یقین و گمان را چہ راہ نیست		حیران وصف تست یقین گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر — دریای وصف تو ز کجا و بیان ما

جایی بود مقام خداوندیت که هست — صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما

تا لب بشهد ذکر تو کردیم آشنا — تلخ است شهدهای جهان در دهان ما

جز بی‌نشانی از تو نشانی نیافتم — بر درگه تو نیست بجز این نشان ما

بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم — معلوم نیست غایت تاب و توان ما

بخشای بر عیان و نهانم که آگهی — بر تست آشکار عیان و نهان ما

ظل الله از شر و بدان در پناه تست — ای درگه جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون نیستند از هم جدا — نعت و مدح هر دو شه را میکنیم با هم ادا

آن یکی فرمان روای هر نبی و هر ولی — وان دگر مسندنشین بارگاه کبریا

آن یکی کان مروت وین دگر بحر کرم — نعت آن از حق لعمرک مدح این لا فتی

هر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق — نیست جای اینکه گویند این کجا و آن کجا

همچو ظل الله یابی شاه راه از بهشت — گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما — گردون زده ست سکه شاهی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام و صباح عید — بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شد پایمال شادی وصلت غم فراق — دوران چه خوش کشید ز هجر انتقام ما

در شرع عشق نیست روایات دوست — زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما

تیر سهم ز الفنگ تازه خورم نشتری دگر — قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد
مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما

ظل الله احترام چو از دوست یافتم
زان خلق عالم اند پی احترام ما

وله

شمهٔ از درد دل ز دردمندی گوش کن
اینقدر دردسر از افسانه می باید ترا

نسبت همخوابگی دل بجانان امروز نیست
زین سبب گویم که دل همخانه می باید ترا

خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد ز تو
پرتوی زین خانه در کاشانه می باید ترا

سکهٔ شاهی طلب سلطان بلاد الملک عشق
سروری چون مردم آزادانه می باید ترا

وله

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب
اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب

میرود جانب گلزار ز بوی تو صبا
خیز و گم کرده پی سر پا را دریاب

تا بفریاد رسی غرقهٔ طولانی را
در شب هجر دل خستهٔ ما را دریاب

ره نمایان همه در عشق تو ره گم کردند
که ازین ره دل بی راه نما را دریاب

سخن از دشمنی مهر فزا میگذرد
حرف سربستهٔ ارباب وفا را دریاب

تا نهی در ره جانان قدم مردانه
شور کیفیت مردان خدا را دریاب

چون نهادی بره عشق قدم ظل الله
اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

وله

دلم نالان ز دست دوری تست
هنوزم حسرت مهجوری تست

تو خورشیدی و من چون ذره زان رو
دلم لرزان ز تاب دوری تست

به بیداری نبینم لیک در خواب
دلم فرخنده از مسروری تست

چو ظل الله ز مستانم ولیکن
همه حیرانم از مستوری تست

وله

قرب یارم ز عشق و دولت اوست
زین همه حشمتم بهمت اوست

پادشاهی کجا و شوکت عشق
شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز — نه مطیعش به محض قدرت اوست

مست از باده نیست ظل الله — سرخوش از بادهای صحبت اوست

وله

در محبت خسروانرا از اطاعت عار نیست — ملک عشقست این و اینجا حاکمی جز یار نیست

بسکه از حد بیش می‌خواهیم بلبل مهر ترا — صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست

در گلستان محبت گر درآئی چون خلیل — روشنت گردد که از آتش ترا آزار نیست

تا تو در دل آمدی غیرے ندارد ره درو — در حریم خاص و نامحرمان را بار نیست

شبه سر دوستی وان قصهٔ موسی و خضر — غافل از سر محبت واقف اسرار نیست

لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتیست — گر خیال یار شبها تا سحر بیدار نیست

مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم — روشنش باد که ظل الله دعویدار نیست

وله

کار من و دل همین بیارست — مارا بکسی دگر چه کارست

هر دست بدامنی در خورد — دست من و دامن نگارست

هرچند بچاره عدو گردون — هر سو نگریم کارزارست

بر خصم مظفریم سلطان — با ما نظرے ز همتت چارست

وله

خوش شو ای دل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت — یار اگر با ما نسازد ما باو خواهیم ساخت

ناامید از خود مکن ما را بلبش چندان امید — گر نسازی کار او باری نکو خواهیم ساخت

گفت و گوئے زلف او داریم سلطان در میان — زین نسیم چین جهانرا مشکبو خواهیم ساخت

وله

خواهیم یار در دلم مختصر رسد — تا گفته به سخن که از آن دردسر رسد

غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل — شبها که وقت نالهٔ مرغ سحر رسد

سلطان اگرچه سوخت ز شوق نگاه تو — سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

لاله رویان زغم دهر بجا نم دادند
نشئه باده ز آتش بلبم افشاندند
ظلمت سینه شده محو تماشای صفا
بریاض سخن آن ظل الهی که زغیب
لعبتان فلک از فتنه نجا تم دادند
مرغ آن تازه بهشتم که زمنقارم ریخت
شکر ایزد بزبان دارم چون ظل الله
بتی دارم که از لعلش شراب زندگی بارد
تو آن گلی که در بهارستان رنگینی
چو ظل الله خیال عارضش در دیده چون بندم
گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم
از همه راه صد روش هست چنین ما را
پیش ما سود و زیان همه عالم نحویست
بسکه دل را هوس شرح غمی بود بدو
مستی عشق ز ما برده نهان کردن راز
که جوان گشت زلیخا بدعای یوسف
پرتو دوست چو تابید بما ظل الله
عجب رعنا و زیبائی چه گویم
منور از تو گردیدست چشم

وله
از شراب لب خود آب حیاتم دادند
وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند
گل گلزار فروغ حسناتم دادند
عندلیب آسا رنگین نغماتم دادند
بر گلستان ارم تازه براتم دادند
نم کوثر زلب آب حیاتم دادند
شاهی و دانش و دین را برکاتم دادند

وله
زگلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد
گل از رخسار در عین شباب زندگی بارد
بجای عکس و نقش آفتاب زندگی بارد

وله
هر کجا در طلب دوست توان گردیدیم
عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم
گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم
همچو سوسن ز سراپای زبان گردیدیم
آه گر دوست بداند که چسان گردیدیم
پی دعا زو صال تو جوان گردیدیم
بر همه خلق جهان نور فشان گردیدیم

وله
بخوبی عالم آرائی چه گویم
تو نور چشم و بینائی چه گویم

بفکر هیچ دانا درنیاید — عجب نازک معمائی چه گویم

زتعریفت زبان درکار ماند — چو از تعریف بالائی چه گویم

بظل الله اگر بر سر نیابی — چو حسن خویش خود رائی چه گویم

وله

چاره تلخ نگاهت لب خندان کرده — زهر را نوش لب چشمه حیوان کرده

ترک چشمت که شکست همه شاهان داده — من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده

غرق هو جیبت بدریای تو صد کشتی نوح — بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده

غم ز دشوار فلک نیست مرا ظل الله — لطف خوش مشکل ما سهل آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند

آن روزگار تلخ که هرچند بنگری — از شهدهای عیش بعالم نشان نماند

آشفتگی دهر زماتم عجب مدار — در عهد ماتمی که سر سروران نماند

عهد مصیبت است که شاه پیمبران — بی سوز گریه یکنفس و یکزمان نماند

دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لمحه خالی از الم بیکران نماند

آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند

پیر و جوان دهر چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند

از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند

ظل الله آنچه گفت ازین درد شمه ایست — کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم زماه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد کہ دود برآید زنہ فلک
بر چرخ بسکہ آہ دما دم رسیدہ است

ظل شد از مصیبت سلطان کربلا
تاب سخن نماند زبس غم رسیدہ است

ولہ

واحسرتا کہ فتنۂ دوران زحد گذشت
رنج و بلا شاہ شہیدان زحد گذشت

واحسرتا کہ بر شہ دنیا و دین حسین
بیداد اہل فتنہ و طغیان زحد گذشت

من اشعارہ الہندی

چلی چندنی مین جب لٹک پیو ہمارا
اُو تن عکس دیسی چندر تھی آیا را

ریسی جس پیا مین پرت ہم سجن کے
بن اُسکی پرت کچ نہیں اُس پیارا

جتنی سائین کی عشق کا مد پیا ہے
نگر سی اُو سی ہور مستی اُوتارا

جلکوئی مانی ہے سائین کے حسن جہت تھے
اُسی نین نہ نپتند مین جگت سارا

پیا نور بستا ہے منج دل جہک مین
کہ جس نور تھی ہے سورج آ اُسکا را

سکی پیو چنتا لگتا ہے ہمن کو
سجن بن نگر سی ہے ہور کوئی نوا را

نبی صدقے قطبا کا من تج سون لاگیا
کہ آپ جیو مین تیرا کیتا ہے ٹھارا

ولہ

پیا سانولا من ہمارا بہو لایا
نزاکت عجب سبز رنگ مین دکہایا

رنگیلی دھمڑی ادہریون سہاتے
کہ آپ رنگ سعن جگ رنگیلیان ریجہایا

تہسی اُس کنول مکہ تھی جہڑتے ہین موتی
تو اُس شاب موتی سون جگ جگ جگایا

نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب
پیہی آپ جے تنیا نسون تو گل پانہ بایا

ولہ

ہوا آئی ہے لنکہ بہی نہنڈ کالا
پیا بن سنتا نا مدن بالی بالا

رہن نا سکی من پیا باج دیکہی
ہمو دے تن کون سکہ جب ملے پیو بالا

سجن مکہ سشی باج اُوجالا نہ بہاوے
بہلایا ہے منج جیو کون اُو اُجالا

جو رات آوے چند نیکی منجکو سنتا ئے — کہ چندنا منجی نین نین سوز لا لا
نبی صدقے قطبا انند انسون ملکر — اپس سائین سون ہیوی جم مد پیا لا

وله

سجن ہیری چنچل اہی ہیم ما "تا — تکلیان کون پیابات رنگین سو بہا "تا
ہیری ہتینت کرتے ہین ساجن پرت سون — اسیتہی سدا برہ کون ہین سنا "تا

وله

چند ا ہین عیدی بشارت دکہا یا — بہوان سینتی ساقی اشارت دکہا یا
اذ ہر بد کی گھرکون کلف تہا سو نگرا — سو کی کیلی کہل دل عمارت دکہا یا
کرون سیوہ یک چیت سون مد پییر ہین — کہ منجانے کا منج اجازت دکہا یا
محمد نبی فیض تہی عید آ کر — محمد قطب کون صدارت دکہا یا

وله

مومنان خوشیان کرو ہی آج دن مولود کا — مرتضی بارہ اماماں عید ہے معبود کا
مصطفے ہور مرتضی اس دن مین کیتے ہین ظہور — جن کرے یہہ عید او طالع مسعود کا
جب وو ابر رحمت اس جگہ پہ ہوا ہے فیض بار — شیعیان کی تین آتہا وہ دن مگر بہبود کا
جب نبوت کا علم سیدا ہوا نبت جہڑے — طاق کسری تب نشان لیتا عدم مفقود کا
فارس کا آگن بوجہا جب مینگہ رحمت برسیا — سرک تن کیتا جگت تین آگن نمرود کا
چار وہ معصوم کی ہین داس جنتی تہی بنے — پیشوا حضرت نبی کا تہا سوتن داؤد کا
جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب — دو جگت مین ہین ترکمان عاقبت محمود کا

وله

خوشیان کرو موالیان مبعث رسول آیا — بہو دہات آنند سوران عینتا سنگات لیا
اول برات روزی روز بیہ فیروز ہی — اس بعد عید قربان جس تہی و جگ کہایا
شاہان مین تبہ عالی قطب شہی موالی — مبعث رسول عالی چہند بند سون گنایا
صدقے نبی ترکمان جم راج کرتون عیشان — شاہ علی نبی تہے منگ تج شہی دلا یا

وله

جو شبرات جھلک سوں جگمیں آیا — تو سب جگ اُس جھلک تھی جگمگایا

شرف شبرات تھی سب رات پائی — شرف سب رات تھی شبرات آیا

تجلی یوں دیا حق قطب شہ کون — کہ تسکوں دن تھی روشن کرپایا

وله

خدا کی کرم سیتی شبرات آیا — خوشیاں کا اجالا جگت میں دکھایا

براتاں لگر آیا ساریاں کی خوش ہو — خوشیاں عشرتاں سوں کہ جگ جگ جگایا

اماماں میا ہے محمد قطب پر — نبی ہور علی کے دیا سوں سہایا

نبی صدقے امرت سہرا قطب شہ کون — سو ساقی کوثر پیالی پلایا

کھٹو پر پڑا ہے سبحان کا اُجالا — تو خلق سرمہ کرے رحمان کا اجالا

اُس طور کا سو تھارا نند بہشت ہے بہشت — اُس نور تل چھپیا ہے اسمان کا اُجالا

اس محل کوں سو دیکھت مہک پیاس کا جاوے — جا نو جھلکتا واں شہ مردان کا اوجالا

قطبا نبی کے صدقے آنند کر اُس محل میں — بستا ہے اسمیں شیر یزداں کا اوجالا

وله

چھبیلی سوں لگیا ہے من ہمارا — کہ اس بن نہیں ہمن یک تل قرارا

صبوری کو نہیں ہے ٹھار دل میں — صبوری کیوں کرے سو کر تھارا

میا کرنا کرے معشوق آپے ہو — کہو نا کیا کرے عاشق بچارا

وله

اُٹھو نائی مدن موہن پیارا — پریم سو کھینچتا انچل کنارا

پیا کوں پاؤں پر جیا مناؤں — نہیں دوما تنا کہیا ہمارا

بسنت کھیلیں عشق کے آپیارا — نین میں چاند میں ہوں جوں ستارا

بسنت کھیلی ہمیں ہور ساجنا یوں — کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا

نبی صدقے بسنت کھیلیا — رنگیلا ہور رہیا تر لوک سارا

صباحی اوکہ دیکھہ پینا شراب
فرح بخش ساعت مین لینا شراب

تیری حسن تھی دان دی شاہ کون
اوکہ کی عرق تھی سو پینا شراب

عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ
کہ تا نون تانان مین لینا شراب

ولہ

ازل تھی نبی جب قطب پیوتا
تیری پیالی سون ساقی دینا شراب

ولہ

جب سجن دیکھیا تون آتا میرے خواب
راتدن نہ سون کم آتا میرے خواب

میرے روون روون تھی بدل غم دو مین
چاند سورج تون دیکھا تا میرے خواب

ولہ

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب
مین طالب تیرا ہون میرا تون ہے مطلوب

تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف
تیری آرزو مین ہین عاشق جو یعقوب

بدن مست بدن مست سجن مست پری مست
ہوی مست یون مست لگن مست پری مست

نظر تجھہ ہے کیا تماشا کا حاجت
نہین سبز خط آنگی خضر کا حاجت

میرا دل ہے زرہ الفت کا کارخانہ
نہین منجکون بازار والا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نابوجھے کچھ
نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ جہنیں
کہ اس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت

نہنی کے ناز مستی بلکھہ سیرتھی ہوا مست
بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام منج مست

قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ خدا کا
کھڑے ہین رشت انس و جان دو دربان بلک مست

اس ہمنی ہندو کا کس دہر کرون شکایت
نین لیکھی ہین مورخ تاریخ اس حکایت

بےدام اسکا خدمت کرتا ہون اپنی دل سون
دیتی ہین دام انکون ہور کرتی ہین عنایت

ولہ

بدن مست بدن مست سجن مست پری مست
ہوی مست یون مست لگن مست پری مست

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ | نہیں منجکون بازاروالا کا حاجت
ہمن تدعا تدعی نا بوجھے کچ | تکو بحث کر نہیں ہے غوغا کا حاجت
قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ پوچھین | کر اس عالم مین نہین ہے دانا کا حاجت

وله

نہنی کی نازمستی دیکھہ کر سرتہی ہوا مست | بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام منج سست
قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ ہے خدا کا | کھڑے ہین سب انس جان و وہان کی بست

وله

اس نہنی ہندو کا کس دہر کرون شکایت | نین لیکھی ہین سو تاریخ تاریخ اس حکایت
بے دام اسکا خدمت کرتا ہون ہنی دل سون | دیتی ہین دام انکون ہر کرتی ہین عنایت

وله

منج جیو منی ازلتی ہے جانانکا احتیاج | غم کی جنگل منی آہی رضوان کا احتیاج
دو جہان مین حق حبیب اپنا تمن مین مانیا | قطب شہ مسکین کون یون ہے بکر شناکان احتیاج
نبی صدقے محمد قطب شہ سیس | تہی بر جیسا یسا بخت کا تاج

وله

سکی آج پیالا انند کا پلا منج | دیا قوت اوسرا کی مستی دلا منج

وله

ہویدا ہی ہوا جون جان بکرید | کیا سب جگ سون آبادان بکرید
جنت سکی سوالان نعمتان سون | کیا تازہ جگت کا جان بکرید

وله

ورسنی ہوائی ہے پوریان کی عید | شہ دیس رنگت ہوی حوریان کی عید

وله

محبت پیالا پریان لی کھڑیان | دیسی یون انن مین جیون سورچند

وله

بکرید عید آیا صلوات بر محمد | آنند علم اجایا صلوٰۃ بر محمد
بارا امام پنجتن کا مہر جم ہا ہو | منج سس جہا نو جہایا صلوٰۃ بر محمد

وله

شہد و شکر نبات تہی ہے نبج ادسر لذید | لاگی تو قند سہر و کون سو جوبن ثمر لذید

وله

سکی تج زلف ہے جیوان کی آخذ | دسن تیہری آہی مین رہنان کی آخذ

علی نا مان سو کھیا یو غزل قطب — علی نا دان ہی سب کا مان کی اخذ

ولہ

سورج چاند کون کیون کرون تج برابر — ہمن نین کا نور ہے تون پریوش

نبی صدقے قطب سون راستی ہے — اگرچہ ہے آدک اُو نار او باش

ولہ

منج تج مین جیکچ راز ہے کس سون نکرانا ہی فاش — ابراز ایسا نین جو کہین کوئی جاکر ٹھار فاش

از بس اکت مین آہین نازک تیری عنون ادہر — سبو سیا لگی نشانیان کئی او لعل شکرپاش فاش

ہوئی تج نین تیلی دل مین رقاص — سدا منج نین کے منزل مین رقاص

قطب شہ پا پیا ہی بے بہادر — ہوئی آپ ناج تہی کامل مین رقاص

دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص — نبی صدقے ترکمان کو میا تہی خاص

ولہ

ازل تہی ہے مجھے خوبان سون خلاص — ابد لگ مج ہے محبوبان سون خلاص

نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے — سدا دہرتا ہے توخوبان سون اخلاص

ولہ

سکی تو ہر گہڑی منج پر نکر غیظ — محبت پر نظر رکھہ کر بسر غیظ

نبی صدقے تجی سون ہے خدا کی — قطب سون آ گلے لگ چہوڑ کر غیظ

ولہ

عشق پچھوا نون گوندی ہے مرصع — تو ہی چونیا نسون کیتی ہے مرصع

نبی صدقے سو تر جگ دیکھہ کہتی — قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

ولہ

میرے دوستان کون تون ہت دے جنت — میرے دشمن کون اگن یا سمیع

ولہ

چنچل مکھ تیرا دیکھہ ڈہلتا شمع — سو عاشق تیرا ہو کہ ڈولتا شمع

تیرے حسن کون دیکھہ شرم سون سیتی — عشق کے بہانے تہی گلتا شمع

ولہ

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع — خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع

ولہ

انار ہے اس جگتی تج مکہ عجب روشن چراغ — دیکھی نہین آج خون کہین اس انار کا نو کہن چراغ

انتان سیتی ہی آیا مرگ سال
دندان پامال عزیزان ہوے خوشحال

کنارے آسمان کے نین شفق رنگ
دندان ماری گئی اچھلیا رگت لال

نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا
علی ہور آل دائم تیری رکھوال

قطب مولود کرتا دیکھ امنگ سوں
نبی سہیلا ہی کا یا مرگ سال

تیری دو نین ہیں مد مست متوال
تیری دو گال ہیں خوبی کے گلال

جہان ہے سیمیا کا نقش اُس تھے
کہے ہیں عارفان سب اُس سکوں تمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج دربر کھڑے ہیں فتح و اقبال

ولہ

ہونگے آرسی ہیں دیسا ہی سچ آپ نام
جسکو تجہا یقین سوں دیکہی مَن پائے کام

مستان کوں جائے پچھو تمیں اُس نی
نہیں غلط یہ بات اُنوکن ہی را جام

انجانی ہیں جوانی گیا پند نا سُنا
قرآن ہور حدیث سوں تج کیب کر کلام

ولہ

نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم
او چاپا ہے یا تو چمن ہیں علم

سکندر کوں تہی آرسی جم کوں جام
تیری ہمت ہی درپن ہور جام جم

ثابت رہ آپکام ہیں دنیا کوں نیں وفا
آدم کیا ہے کوہ سراندیپ پر مقام

ولہ

مرتضی مولود آیا ہے بہوت نور استین
جبرئیل نے وارنے طبقان لیائی حوران استین

شاعران بیچاری تیرا وصف کہنی کان سکین
ہیں بندۂ عاجز ہوں تم وار کر بان ستین

ولہ

ساقیا آ شراب ناب کہان
چند کی پیالی ہیں آفتاب کہان

مد کی پیالیان کا دور پھرتا ہے
نقل مد کا کہان کباب کہان

ولہ

پیا تج آشنا ہوں ہیں تو بیگانہ نکر منجکوں
رتی نیں نکرتی تج یاد بن توں تا بسر منجکوں

نبی صدقے قطب شہ کون نہیں آدھار کا حاجت
کہ دونو جگمنی آدھار ہے خیر البشر منجکون

ولہ

دنیا و دین کا حق سنکار یا علی تون
سب اولیا کی منکا اسرار یا علی تون

ولہ

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کون دیے رنگ
لی بھیک رنگ عقیقاں نگین ہوئی ہیں یمن

باریک تج کمر دیکھ باریک ہوا ہوں جون بال
ویسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

ولہ

سنو لوگ میری پرم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی

تمن عشق مہیدیا ہے منج بالی بالا
کہ ہوی ہوں تمن پیم ہوں دیوانی

محبت کے لذت فرشتاں کو نہیں ہے
بہت سعی سوں ہن سو لذت پچھانی

ولہ

خداداد محل کون محمد سنوارے
تو اسمیں جنت کی نگاراں نگاری

بلندی محل کا ہے آسمان جیسا
سورج چاند تارے سنوا سنتھی نگاری

نہ اس جگمیں دیکھی کوئی ایسی محل کون
مگر دہرت پر قدسیاں لیا کہ تہاری

ولہ

پھل بن رخ یار خوش ندیسی
بن مد پھلی جہاڑ خوش ندیسی

گشت چمن و ہوائے کلیاں
بن پیالہ کنار خوش ندیسی

ولہ

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی
چنر نار یا نین رستی ہے چھبیلی

نبی صدقے قطب شہ سوں او پیارے
پر او احسن کا کر آکہ میلی

ولہ

پیارے پرم ناز سیتی سہاتی
آپس حسن سوں عاشقاں دل بھلانی

رباعی

اے بار خدا اپنی درویش کون بخش
مجکون سو محمد علی کے کیش سوں بخش
دشمن کون توں توڑ دوستاں کوں تون نواز
دشمن کو نکر رحم سبھی خویش کون بخش

ظل اللہ - محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلزار عنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد کا

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس
سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی و والی حیدرآباد کا دیوان فارسی و ریختہ موجود ہے
دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا
تخلص فارسی مین قطب شاہ و ریختہ مین معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی و ریختہ سے
واضح ہوگا۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی
مین ظل اللہ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہو چکا ہے۔ نہین معلوم
مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑہے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد
قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجہا ہوگا
یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی ستیاب نہوئے ہون گے نہین تو
ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین
بیان کرنا چاہیے تہا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا۔
معذور سمجہکے نشانۂ ملامت نہ بنائین۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین
قطب شاہ ہے کبہی کبہی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ریختہ دکنی
فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ
کے فرزند بزرگ ہین۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ
تہا۔ علم دوست و ہنر پرور تہا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے
باز نہین رہتا تہا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکہتا تہا۔ رات دن مین ایک
خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تہا۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

وفتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکہا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب
بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اسکی پیشی مین ملازم کئے تہے
وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ
تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین
سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی۔ حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری
ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب
ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق
ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق
ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا
تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی
کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر
آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جب تک زندہ رہی
بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہو گئی علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام
کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کر کے
حیدرآباد نام رکہا۔ اور منادی کر دی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ فرامین
و تقاویم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان
خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زماننا بہی
ہنود تلنگے و کنڑے اپنی پوتہیون و بیاضون مین حیدرآباد کو بہاگ نگر ہی

لکھتے ہیں۔ سرکاری دفاتر قطب شاہی میں بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اہل اسلام بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے۔

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تھا۔ اور رحیم و رؤف تھا۔ بخلاف شاہان سلف بھائیوں و قرابتداروں کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو اپنی مصاحبت و مقاربت میں رکھتا تھا۔ اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تھا۔ اعزہ واقارب بھی شکریہ ادا کرکے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہیں کیا۔ یہہ ایسی عطیۂ الٰہی تھی کہ شاید کسیکو نادراً نصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا۔ چند روز قید میں رکھہ کے وطن مالوفہ اصفہان روانہ کیا۔ میرزا کشتی میں سوار ہوا۔ ابھی منزل مقصود کو نہیں پہنچا تھا کہ کشتی میں فوت ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۵ ہجری میں واقع ہوا۔

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تھا۔ شہر حیدرآباد میں چوک اُسی کے اہتمام سے آباد ہوا تھا۔ اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اُسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تھا۔ فی زماننا وہ اصلی دولتخانہ باقی نہیں رہا۔ لیکن دولتخانہ کی صرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تھی عوام کثرت استعمال سے اُسکو سوکے میر کی کمان کہتے ہیں۔ شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تھا مختار کل کیا۔ تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چھوڑ دیا اور خود فراغت سے عیش و عشرت میں مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑھتا تھا۔

ہر وقت خوش کہ دہد مغتنم شمار کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن خلاق و اعتقاد رکھتا تہا۔ بناءً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین سفارةً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب شاہ رالیہ گووہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادہ پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مدد خرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تہی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتہہ ادا کئے جاتے تہے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تہے۔

ایک تاج مرصع۔ وکمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گہوڑے بازین و لجام مرصع و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل اطلس و زربفت و بارہ جوڑ قالین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پرفضا مین اعزاز سے اُتارا۔ اور سفیر کے ہمراہیون کو بہی تشریفات لائقہ سے سربلند کیا ہمراہی سو سوار تہے۔ اتفاقاً سفیر کو چہہ سال تک مہمان رکہا۔ سالانہ دو لاکہہ ہن سوائے انعام خرچ دیتا رہا۔ اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایائے لائق شاہ ایران کی خدمت مین بہیجا۔ پہر اغر لو سلطان کو مع سلطان نقلی طاس کو با تحائف و اقسام مرصع آلات بہی روانہ کیا۔ اور صفویہ سے محبت و اتحاد کی بنا مستحکم کی۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر عمارات کا شیفتہ تہا۔ اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی تہی۔ مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تہا۔ فی زمانا اُمین سے بعض موجود اور بعض معدوم ہین:۔

آئینہ محل۔ باغ محمدی۔ نبات گہاٹ۔ عمارت کوہ طور۔ ندی محل۔ لنگر دوازدہ ائمہ و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا۔ و حمامات وغیرہ

مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے۔ اور دار الشفا و حمام کا نام ہی باقی ہے۔ میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارہ دکن مین لکہا کہ تمام عمارات کی تعمیر مین ستر لاکہہ ہن خرچ ہوئے۔

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے ساٹہہ ہزار ہن سالانہ وقف کردیا تہا۔ یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تہی۔ علاوہ وقت سالانہ غرہ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن
عطا کرتا تہا۔ اور تمام افسران سپاہ ورعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار
شاہی سے دیا جاتا تہا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا۔ ہر الاوہ پہ
علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تہے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک
کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا۔ خوب ماتم ہوتا تہا۔ واویلا واحسرتا کا شور و
غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ
اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑگیری وزکوۃ معاف کردی تہی۔ سالانہ
تخمیناً دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو
اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کرکے
حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم
نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر دیرینہ سال بیخوف
و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تہے۔ کوئی رہزن و ڈاکو
مزاحم نہین ہوتا تہا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت
قدر کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق
نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے
اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا
دکن مین ایسے جمے کہ مر کے اُٹھے۔ فی زماننا اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود یادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلائے معلی سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کر دیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین وتغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام ووظائف معین کرایا وہی اشخاص غسّال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا اُنکی اولاد سے بہی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوادیا اور حمام مین دلاک و اصلاح ساز وسامان غسل بہی مہیا کر دیا تہا۔ غربا ومساکین سے کچھہ حق الخدمت نہین طلب کرتے تہے۔ ہان امرا حمامچی وخدام کو بیحد انعام دیتے تہے۔ تمام شکرگزار رہتے تہے۔ دیکہو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکہتا تہا کہ رعایا کے مطالب کو اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تہا۔ کبہی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تہا۔ جفاکش ومتحمل المزاج تہا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تہا۔ دربار مین سادات وعلما کو نشست کی اجازت دیتا تہا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تہی معاف رکہتا تہا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تہی محمد قطب شاہ برادرزادہ کو فرزندی مین لیا تہا تعلیم وتربیت کے بعد بعالم شباب ۱۰۱۶ہجری مین برادرزادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلف وتجمل کے ساتہہ کر دی بیشمار زروجواہر وخلاع فاخرہ وعطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکہا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت واطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بہی انعام و اکرام سے سربلند کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری و عادلشاہ بیجاپوری و عادشاہ براری شریک جلسہ تہے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف مزے سے خوش ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین واکابر و اشراف و سلاحداران و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولی عہدی کو تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ محمد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ ہم صحبت و ہم جلسہ بنتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرۂ علمی سے دلچسپی رکہتا تہا۔ مراتب نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط قدیمہ موجود تھے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہو چکے تھے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری سے کیا گیا۔ لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تھی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ھو ھذہ

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد   آبحیات خلق دریغا سراب شد
سروے ز بوستان معانی فرو شکست   برجی ز آسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خادم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کرکے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بھی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تھی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پھر سب امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشایخ جمع ہوکے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر روز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کئے امراو وزرا و علما و شعرا اور عایا و سپاہ نے نذریں دیں اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

با شمع بگو گرمی دیوانۂ خود را — کاتش زند از رشک تو پروانۂ خود را
ہوش و خرد از پائے در افتند چو مستان — چون سر بکشی نرگس مستانۂ خود را
مستان محبت بدو عالم نفروشند — کیفیت نہ جرعۂ پیمانۂ خود را
با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید — بستیم در روزن نہ خود را
گر جملہ جہان پر شود از گوہر یکتا — خواہیم ہمان گوہر یکدانۂ خود را
اے قطب شہ آخر رہ مردان رہ عشق است — مردانہ ہمی رو رہِ مردانۂ خود را

وله

بی لب لعل تبان بادہ حرامست مرا — لب میگون بنا چون سر جامست مرا
با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم — اینچہ سوداست کہ با زلف چو شامست مرا
بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شدست — خال تو دانہ آن زلف چو دامست مرا
ہر زمان از پی دیدار تو آییم بدرت — بر سر کوی بلائے تو مقامست مرا

وله

ملک محبت کہ داد خواہ ندارد — ملک چنین ہیچ پادشاہ ندارد
گر ہمہ عمر نظر بروئے تو باشد — دیدہ تحیر حسرت نگاہ ندارد

وله

منکر زاہد نہ ایم و زہد و لیکن — دل سرد پروائے خانقاہ ندارد
ببین کہ چہ طوفان آتش است ز عشقش — آئینہ دل کہ تاب آہ ندارد

تکیه گه قطب شه چو دگران نیست
حرفی ز لب یار شنیدیم شنیدیم
مردم همه دردسر بیهوده دارند
اعجاز صحبت منگر کم درین راه
این بس که تماشای گلستان تو کردیم
هر چند که وحشیت دل آن نیست که گوید
ای قطب شه از درد دل خویش چه گویم
در ره دوست لا نیست ضرر دانستم
خوش بجید داشت دلم کز تو وفا می آید
تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد
فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی
قطبشه روش که در گلشن کوی تو بودم
بدرو خطر حشمت کم شد شوخی و صیادی
دران وادی که آتش می شود گلشن در آزادی
اگرچه نیست بے بعدل داد شاهان را
بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید
خرابی ها که دل از نرگس ناز عمرها دارد
دلے کز دوستان شد پریشان گشت حیران شد
غم یاریکه در دل قطب شه دارد عجب نبود

جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

ولہ

صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم
گر دردسر از باده کشیدیم کشیدیم
بے بال و پر از شوق پریدیم پریدیم
گر میوهٔ وصل تو بچیدیم بچیدیم
از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم
مشتاق ترا از خویش ندیدیم ندیدیم

ولہ

سخن اهل غرض بو خطر دانستم
شکر باری که ترا یار دگر دانستم
روش سوختن آتش تر دانستم
از چه کم میکنی این شوخ نظر دانستم
ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

ولہ

که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی
هزاران جنت است اینجا چرا دوری ازین وادی
ازان رنجیده ترا مد بعاشق از تو بیدادی
درین ملک مبادا روز ندارد دست بنیادی
فدای آن خرابی باد معموری آبادی
مسلمانان مبادا هیچکس از دست فریادی
گر از خاک روش بهره ندارد دیگر نفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص معانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بستو شتاب تا ب تہا
اس مکھ شہر ور دشت مر آفتاب تہا

تا دیس اس تماشہ تک سور نور دوست
بین روتہ تہا سو یون کہ او وقت خواب تہا

مجلس نزار پر یحیا نہ نشکل
جیو اس میان بصورت معنی خراب تہا

سواو زہر ڈنک نیبو جو پیگا نہین دماک
دیوانہ سیس آگ برہ تہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہین نرنج
اس کیا ہی خنیار گناہ شراب تہا

ولہ

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا
تمن کے مراوان کی بہری جام دیگا

دو عالم کے دروازے کہلے ہین عیش کی خاطر
جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو
اسے خون جگر دار وے ناکام دیگا

نکہا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون
ہر ایک ستی مین تجکون بلند نام دیگا

اپن بخت حقیری نہی کدین دل مین نکر غم
تجے داروے صحت سون شفا جام دیگا

رقیبان کی دکہون ستی قطب شہ تون نکر غم
خدا سارے رقیبان کی گلی وام دیگا

ولہ

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا
جس حال سون رکھیگا ہے او خوش حال ہمارا

نینان آنجہو سون ہوون پک پلک ستی جہارون
جی کو خبر سو لیاوے نکہ پہول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوتا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس تہی ہی جیو ہمن سو زندہ
او خیال کد بجاوی ہم سہر تہی نک بہارا

جب توں لکھیا قطب شہ محبت آ دل
ہے شش جہت مین تجکوں حیدر کا تو ادھا

ولہ

نبی کی دعا تھی برس گانٹہ پایا
خوشیان کے خبر کے دمامے بجایا

پیا ہوں مین حضرت کے ہات آب کوثر
نوشاہاں اوپر مجہ کلس کر بنایا

میرا قطب تارا ہے تاریاں مین نجل
تو مجہ پر فلک رنگ کا چھتر چھایا

فلک دور تمنے سو منڈپ اچاکر
جڑت سب ستاری سوں اس پر چڑھایا

سورج چند آپی تال ہو کر بجین تب
سندل ہو فلک تم نمایاں بجایا

کرے مشتری رقص مجہ بزم مین نت
برس گانٹہ مین زہرہ کلیاں گایا

کلیاں عشق کی مجہ مین کھلا کر
پھولاں غم کی دل بوستاں تھی گنوایا

میرا گلستاں تازہ اس تھی ہوا ہے
مجہ اس باغ میوہ دو عالم کھلایا

دندی دشمناں کوں سو یکجا ملا کر
سو اسپند کے پاتراں کر نچایا

خدایا معانی کی امید برلیا
کہ جیوں سانت کی پھونٹی جگ سب اکھایا

خدا کی رضا سوں برس گانٹہ آیا
سہس شکر کر توں برس گانٹہ پایا

دعائے اماماں تھی مجہ راج قائم
خدا مجکو زندگانی کا پانی پلایا

گل مصطفیٰ ستی سہرا گندا کر
مجہ اس گل کا سہرا حائل بنایا

ولہ

تیرے بوستاں کی چھتے مین تھی لا مجکوں دوا
ہیرے درداں کوں سدا تیرا تھی ہے شفا

کیا عرض تجکوں یہ بجاں سوں پلا ساقی
غم پچھیں عشق و خوشی کا ہے صفا ہور صفا

وعظ تیری سوں معانی بندیاں سے دل یارب
کرو آمین نبی علی تھی اسکی دعا

ولہ

دیکھو کہ کیوں انو ہمنا سنتیں وفا
یک تل نہیں ہوا کہ کری ہم تھی جفا

لکھی سو پایا ہوں نہیں کچ پانکا گناہ
جن ظلم کے تو اسکوں ہی درد بی دوا

کرتے ہین دعوی شعر کی سب اپنی طبع سون
نجھنا فصیح شعر معانی کی تین خدا

وله

سجن تجہ نکہ عرق بند بند بہت زور دستا اب
اوبد جن کو ہی سو عاشقان دستا اب

معانی قطب شہ کس معز نکہ رمز نہانی پیو کا
کہی جی بہر مجلس کا سو پچلا حور دستا اب

وله

نکو پلا مجی ساقی پیالہ بہر بہر کر
کہ پی نے ہین ہمین دائم پیا کہ اسکی دست

دلیل پایا ہون تو زلف ستین آب حیات
اچہی جو زندگی کا نہیں تیری زلف مین بست

تیرے خیال کی مرغان ہوئی ہین جگ پنکہی
تمہاری یاد سون پنجری تہی مرغ دل ہو بست

نکو کرو پنکہی تم بال پر سون مغروری
کہ بی پنکہان ستی تم مین ہوا ہون الست

تمہاری یاد بغیر ہین ہے بزم سو رنگین
کہ میری بہاگ لکہیا ہے اے عیش زر روست

سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
معانی شعر تیرا تو لکہی ہین دست بدست

وله

نکہ تیرا دیکہہ کر ہین آج مست
تیری نکہ کی تین ہوا ہون بت پرست

نکہ عرق ہین زور مستی ہے عجب
میری زردی ہین رنگ لعل بست

وله

خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
سب خیالان اپنے پیت کرتا ہے ہر خیال و بست

ای معانی تون چہپا کر کاہی بیٹیا ہے تیرا
کو توالان لکہہ ہے با تان تیغ زن دست بدست

خورشید نکہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
اس ابروان کو سجدہ کیا ہے وصال عید

خرم خوشیان سون شیو کی سینیوں بہرپرے
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید

تج خند کا شکر ری منجی شیر خرمی ہین
شربت پلا ادہر ستین کہلیا گلال عید

وله

خدا جیو کی جان کون دکہا بیک بار
دکہان عرضہ کہ غم کرون خوار وزار

سمند ناز کا گرد سرما کرو
کہ انکہیان دیجگتے سو ہووے قرار

کرے کن دلیل و دلائل سون عشق
دلیلان مین الجہی ہین عالم ہزار

جھلک مین شمشیر تھی تو نڈر ر
نمک چاک کر ہم ہوئے اختیار

کرنا لہ تج ناز زلفان تھی جن
دو مجلس تھی کرنا ہی سکون بہا

معانی دھاگا بندہے زلف سون
اُسی تھی ذی مصطفی دو انار

وله

صوزنان ست ہیری نینان تھی کے مین باہر
جیو مجنون ہوا سر تھی نمارا ذا کر

باندیا احرام کہ تیرا کرونگا جیون سعی ن طواف
لعل نگ آنجھو تمن کو نین ہونا نا صر

مین کتابان تو علم کیان پڑیا ہون بہت ولی
گال خط مشکین جی تا پڑتہ نہ ہوتا آخر

وله

سب کرو مل کر مبارکباد ی عید غدیر
اس خوشی آئی سبہی خوشیان دسین اثم صغیر

مومنان کون شادی ہور خوشیان کا آیا ہی خبر
تو خوشی کے بحر کون آ بلیا موج کبیر

مینربانی عید کا جگ مین گناو عیش سون
مطربان لیا گر دگوا ور راگ ہور لاؤ عبیر

مدح کیتا کہون کہ آنگے مدح کون پایان نہین
گرد انو کی نعل کا سرما کرین شاہ ووزیر

کر دعا تون بہیج صلوا تان محمد پر سدا
اس دعا صلواۃ تھی ہوگا تجے فتح کبیر

ہے محمد قطب شہ بارہ اماما نکا غلام
مین سو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

وله

کھلیان مین کلیان یو مستی سنتی نغمہ بہار
مے پلا ساقی ہوا ہون ستی مین بی اختیار

دیدا و پر جب یدہو وے غنیمت وو گھڑی
سب گھڑیان نا بوجھو ہے دو گھڑی منجکون شمار

تیری یادان سون معانی پیتا ہے پیالا مدام
اپنی پیاران ستین توڑو تمہین اسکا خمار

وله

تو چن دکہائے جیو دلم خانہ خانہ کر
عشق تو مجہ تنم زن و مستی بہانہ کر

اہی ضعیہا کہ کل جو کیا تازہ اہی صنم
او غمزہ تازہ تازہ تیرا عارفانہ کر

ہاتف ندا کرے کروا ے زمزم صبوح
میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر

بیدار یم تمن سون ہماری کہانی ہے
او چشم ساحرانہ تیرا ٹوٹا نہ کر

پہونسنہ تو باد معانی عروس عیش
قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر

ہندوئے ہند جب کرے مجھ جان آرام پر
تا بات مصری سخن میں اُسکے جام پر

ساقی آ بار با جام دے او مجی آبحیات
پیکرا دجھوٹا میں کرون رقاصی جنت بام پر

نیناکے پانی میں سدا مجھ دل ترسے میں کر
کوڑیال پتلیاں سخن جپر الیجائے استفہام پر

تقاضا ہے جگمیں لیلیٰ مجنون ہور فرہاد کا
اب عشق میرا جلوہ کرتا ہے تیہری پیغام پر

گالیاں سیتی اُو نازمیں مجھ یاد کرتا کر سینیا
اب دل کرون قربان اُس شنام کی انعام پر

ہم بت پرستی چہوڑ کر زاہد نکہ بوجو صمد
ہم کام میں نجہ کیا غرض دنیا لالات کام پر

دنیا کا حکمت نا بوجہیں ہرگز حکیماں علم سوں
گاودتر نا عیش کا نس دن پیا کے نام پر

شعر معانی ان ہندی عجمی ہیں جگمیں حسن
ہری صدف سو تی جمیا آپ اپنے ایزنام پر

ولہ

سور نمن پیالہ میں ساقی شراب پور کر
سو غم دیر سا کون یکدو قدح سوں دور کر

ہیرے خیال کہیل پر ہنستے ہیں عاقلان سدا
جا تو نجا تو کہیل کچ کہیل پیا کے سور کر

باد سحر کتا کرے بہیدہ ای دوا ردوی
یکدو خبر خوشی کے لیا سو دل و جان ہور کر

صبر میں ہے منجا صبر تون نیک جھن کہا
اب تون معانی عشق سوں درد و جہا ٹھور کر

ولہ

اندہاری شہر پر خورشید تابان تک ہنوز کر
اتہا لان آہ کے ڈاٹے میں منج سینے ہنسے ڈر کر

کہیا عرض سنو تیں ناز سوں کہی کام ہے منجکون
غروری آہ کرنے میں کتا اب حسن کے زر کر

کری ایران میں پر بادشاہی تخت شمس ہے عجم
مدن کا نیان سوتا ہوں پیا تون نگہ سہر کر

سو اس سنجیر زلفان سوں کتیاں کوں نوکر کرتا بند ہے
تسا داغ غلامی دے منجی مجمر میں عنبر کر

نہالے عکس سے روشن ہوا چاند سنت نلسین
وگرنہ زنگ کا ٹہکرا ہے تج بن خاک سر پر کر

غباری خط سو اس کہ پر عجب ہے جو پنجا ہے
سو یری اس ورق نا سک رہے ہیت جھڑ سر پر کر

ہماری آہ کی شعلیان تھی پایا ہے شفق لالی
خدایا لطف کا باران بہیج اُس شعلے کے اوپر
رقیبان کہنیان سُنکر ہماری ہوتے ہین حیران
شیعیان کا عید پہر کر آ ئیبا ختم غدیر
آیت قران نازل جیون ہوا حضرت کے تین
انبیا ہور اولیا مین حق کیا تمنا بڑا
مصطفے کے مر پر سہر تہین دہرن آیا چندا
دین دنیا دونی مین حضرت تنے قائم ابد
کل عالم سب تمن خدمت کون باندہی ہین کمر
ازازل تہی ہے غلام مصطفی قطب زمان
ہمین ہین بے ہنر گر ہوے نظر یار
نظر تج پر آلہی کا ہوا ہے
دنیا کا پہول اُپجتا ہے جفا سون
محبت میٔ دِسی اُس مکہ صفا مین
دیا استاد منج تعلیم کچہہ ہور
صراحی کے اوپر پیالا چہچا ہے
درد ہوا جانے حکیم خوب دانا
معانی پر نظر اُس یار کا ہے
مو نظر سامنے نہین ہے یار

آسا سان دو دمیری تہی اُپر چہایا ہے منظر کر
کہ جیون نمرود کی آتش مین براہیم سرور کر
معانی آپنے دل مین علی کا مہر مظہر کر

ولہ

دو جہان سب روشنی پایا سو اُس عبد کبیر
مرتضی ہین پس دو جگ مین جیون محمد بی نظیر
سبح تمین داتا دو پیغمبر مین علام الخبیر
مرتضی فرمان سون پہر کر آ ئیبا مہر منیر
دو جہان کی حکمتان مین ہے تُمی روشن ضمیر
منج بندہی بیچارہ کون باندو کمر ہو دستگیر
منج غلام کمترین کون دست پکڑ دیا امیر

ولہ

ہنرداران مین دیسین گے ہنردار
تو ولی تہی ہین شہان سب تیرے دربار
پنہ مین رکہہ خدایا منج اُس آزار
ہمن پیالے میٔ میٔ بہرسا قی گلنار
ہمین کج دیکہہ کر باندہی ہین زنار
کہ اُس چہچی بغیر جیچے مین بیکار
ہمارا درد کیا بوجہین گے اغیار
سدا اُس نہ سون بیدار و بیدار

ولہ

نین پانی مین تیرتا دلدار

پلک پر مین پلک جتا موندون — وون بہی نکلی بہرا پہالی مار
قبلہ کا نقشہ نہ کوئی دکہاوے ساج — منجکون جو ندہر نماز یک قرار
سامری سحر مین جتا کہ کرون — باطل السحر ہے بچن در کار
دارو کرتے ہزار وضع طبیب — تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار
عشق ناگر کیا زمین دل کا — ستون آنجہو کہ ہوی شجر در بار
بار دہ میری جہاڑ کون یارب — پہول پہل ہووے تا سبہی گلزار
ہے معانی گنہ گار بندا — رکہہ محبت نظر سون تج دربار

ولہ

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور — ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
رہند ریت کون دیتے ہین تم روا جان — کہ بتخانہ ہمنے ہے ٹوپے ہمن سر
تیری یاد کا بحث غم ستین کرنے — ہمن جنسیت نا سکے وو کرتا ہے عرعر
ہوا ہے ہمن قصہ یک بی رستین بند — جی کوئی مبہم نا جانے ہے خبر تہی کمتر
بلائے منج اذان مین مست ہوکر — سدا رکہہ یارب دوستی کا شکر
کلا قند و نبات کا کیا کرون گا — سو مکہ بہولی تہی باندہیا گیا قند تہر
صفا مکہ تہی پیتا ہون مئی زعفرانی — تو زبان سون لڑتا ہے مریخ اختر
تیرے مکہ کے پانی پہ ظلمات ہے وہ — ندستا کہان ہون اللہ اکبر
تیرے عشق کے نیر تہی مین ہون زندہ — ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
معانی کی ثنا خان کو نا بات لاگیا — وو میٹہائی رکہتی ہین شہران مین گہر گہر

ولہ

قرآن کی ہے آیت ستین راجوٹ کر — اُس نتیہ مین ہون دو نا لیجا منج اُسکی دربار
تج دیکہہ کر بہلی مین سب کافر و مسلمان — نا جانون ریت کیا اُسکا ہی گہرم بازار

شرع محمدی کون لیا وو ہمارے میانے
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی
اس یار دین ہے رجنکوئی اسکو نہین کدہین غم
پیالہ تہی چوتا شراب منور
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون منجکون
شیشی بے شرم نور مین ہے وہو انج
تیرے کام مین کام را کہا ہون مین تو
منجی آگ کوئلیان کی کرسی نہ تاثیر
براہیم کا قصہ پہچیا ہے جگ مین
عشق کے منازی اوپر جیو دل سون
تم ہمن مین تون کی باتان ہوان تہیان رات سب
تج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بھریا
نہنی سانولی پر کیا ہون نظر
تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون
پون سیتی ہت راکہی ہے آپ کمر
مین اس نور سون لبدیا ہون کیا عجب
تو دوری ڈراوے منجی دور تہی
معانی کے باتان تہی جہرتا نمک
نازک نہنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز

جک کر عمر کی نیدان پہنا وسنیانکی طومار
جسکون اچھی کنجینا اسکون کہلین گے اسرار
غم تو نکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار

ولہ

پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بھر بھر
خوشی سات غم کون بسارونگا از سر
بینٹ کو ردال اس سون ہووے برابر
دیا عشق تنہا ہانسی کے منجکون چادر
تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
نکو لیاؤ بہی کوئی کہانی آذر
معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر

ولہ

رات کیان باتان صبا نین ہین تہین ثن ضمیر
تو محمد میم تہی پایا دو عالم کا سریر

ولہ

خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
وتن جوت منجکون دسن جیون قمر
سورج چند نمن جہکی وو زر کمر
وو جگ روشنی پایا کس نین خبر
وو کیا بوجہی مو دل مین ہے تو نگر
جی جاکہی کہے ہے نمک سون شکر

ولہ

لو جین کجل جہلکین لی یاری نہ پہچانے ہنوز

نہ پرسو تن بھرتی نہیں شیشے سر بھرتی نہیں ۔۔۔ پیالی مین مد کرتی نہیں عرض نا مانی ہنوز
امید مجہ نہ ہرا ہے نج قول کون سیر آہے ۔۔۔ معشوق تون میرا نہی جانے نہ دل لانی ہنوز
نہیں بن کی کہیں ہولان نہیں نامراد تر لان نہیں ۔۔۔ کہ صاتین پولان نہیں آپ نرخ نا جانی ہنوز
قطب زمان کون جان تون نس کی بچپن سن آن تون ۔۔۔ دہی عشق گری ان تون کیتیا آپس تانی ہنوز

ولہ

سبز مکہ پر دمیا ہے سبزہ ہوا مستی خیز ۔۔۔ آرزو مد جو وہی منج جیو میں تہی جیون گلریز
دائرہ ماہ حریفان پکہری ہین دنبال ۔۔۔ ہوش سون رکہہ قدم کا تی ہین نج بینہ جو تیز
کیون چہپا ہیوین ہمین می پہلان گلنزار مینے ۔۔۔ کہ صراحی کرے قلقل سن او پر قاضی تیز
دنیا کے پہول ہین تون باس نا کانہ سنگین ۔۔۔ کہ سبہی پہول کون جو بہر لگئی ہین کانٹے دکہہ انگیز
کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید ۔۔۔ دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز
شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین ۔۔۔ شعر حافظ کہ ہرا و پرا ہے تاج پرویز

ولہ

دیکہا ہون سپہنے کہ میخانہ کا ہو در باز ۔۔۔ کرونگا شکر گزارونگا سود کا نہ نماز
بجا تی سو بجنتر کیا کم آویگا منج کون ۔۔۔ ہمارا وہی بجنتر کہ آوے خم تہی آواز
ہمین سو عجز کرین او کرے برائی کی بات ۔۔۔ سوال نادنی سنگ کرتا ہون وردر پر نیاز
تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے ۔۔۔ نہیں ہے حاجت اسی جاونی کون تا بحجاز
معانی آس تمہین کیا بوجہین ای میخواران ۔۔۔ تماری بزم مین کرتیا ہے شمع بات مجاز

ولہ

پیا مکہہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز ۔۔۔ سورج آو دحل یا نہ عیان ہم عید ہم نوروز
مبارک ہین تیری مکہہ نور سورج تہی ہو امید ۔۔۔ خراجان لیکہ آئے مین شہان ہم عید ہم نوروز
شہان آئی ہین زینت دیکہنے تم بزم عشرت کا ۔۔۔ شہان کا شاہ دریوز دولتان ہم عید و ہم نوروز
کیا کسوت زمین نوروز پہون کنو پلیان لالہ ستین بن ۔۔۔ او کسوت طرح دکہہ ہوتی تجان ہم عید ہم نوروز

وله

محمد کی غلامی کا منج خطابی سہر بلندی ہے
سورج کرنا سون باندی سایہ بان ہم عید ہم نوروز

خوشیاں آئی محمد دور ہی منج گہر انند سون
بہون کر شکر دائم مین سکہان ہم عید ہم نوروز

جشن نت نت عید ہور جشن نوروز کا کیا جی
سوہی ماہی مراتب پاتران ہم عید و ہم نوروز

سہیلیاں دوستاں گل و وکہ غم کا سب اتر بہا گیا
خبر لیا یا خوشیاں کا بوزمان ہم عید ہم نوروز

خدا منج بخت دولت کا ہے سب سہان اوپر
تو منج دربار کر جین گجان ہم عید و ہم نوروز

پیا منج مدح بولیا نہو ناامید ہور آرزو ستین
دیو تشریف گنج لامکان ہم عید و ہم نوروز

تمہاری صف کہنے سے ہوا منج شعر نورانی
او شعران کون پڑین سب شاعران ہم عید ہم نوروز

تمارا فیض بخشش کا بہوت ہی عام خاصان پر
ہمن بخشو عشق کے لاڑیان ہم عید و ہم نوروز

دعا سون ختم کر رنگین غزل قطب زماں توں
کرین آمین ملک ہور قدسیان ہم عید ہم نوروز

خدایا عید ہور نوروز شادی کہہ ہو برسان
کرون تا خدمت صاحب زمان ہم عید و ہم نوروز

وله

پیاری خیال لیجا و و تو خبر میرے پیا پاس
منج تا مین طلب زندگی کا نیر اس لباس

دن رات او جالا اچھی او دن تون دعا کر
مقبول دعا ہو تیرا غم جاوی کہ سب نہاس

وله

راز نس کا تم ستین کہنا ہوس
تیری بات انکار کا سننا ہوس

بی کچی کلیاں بہری باغان منی
رس کی کلیان باغ تج چننا ہوس

بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت
لکد و با تان پیالہ سون کہنا ہوس

کونلی ڈالی کون لگے پہل رنگ رنگ
اس پہلان سینتی طرا گندنا ہوس

سب بہشتی حور اس باسان جیوین
روح کون اس باس ہے سنگنا ہوس

شاعران پڑتے معانی شعر لیک
شعر حضرت مدح پر پڑنا ہوس

وله

ہوا ہے فرح بخش ہور ساقی سرکش
سمند ناز پر باندی ہین کس پہ ترکش

سو اُس لعل کا گرو عنبر ہے جیو کا / وو خوشبوئی سنگ ہے تی عطار بخش

سورج چاند کون کیون کرون تج برابر / ہمن نین کا نور ہے نون پری وش

معانی رہا ترک کر عیش سون آچھ / کہ سُہہ پایا ہے تج ہات انچل سبزوش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین۔ سن شعور وتمیز کے بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض وقافیہ وعلم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخن سنجی مین ظفر مند و میدان شاعری مین فیروز مند تہا۔ آخر آپنے سنہ ١١٣٠ ہجری مین دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعاره

ہنوز شکوہ ز صیاد دل آزار مرا / گر رود موسم گل حسرت گلزار مرا

ہست گویائی من قدر جواب سائل / پاس تمکین خودم ساختہ کہسار مرا

ہمچو مجنون صفتم سر بزمین تسلیم / خم شدن بہر تواضع بود بار مرا

ولہ

درین عہد است الفت بسکہ سامان جدائیہا / بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

ولہ

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست / خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

ولہ

عوض بوسہ لعلش دل و جان این ہمہ نیست / بدل طلعت و باغ جنان این ہمہ نیست

دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست / گر نشد سود درین کار زیان این ہمہ نیست

شمہ ای دل کہ بود زلف صنم تارے چند / پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار — ولہ — من ہوائے بوسہ دارم وز من دارد کنار
دست و رنگ حنا خیلے بآسانی گرفت — آرزو دارم چنین در دست من قند نگار
از وطن آوارہ گشتن ہست استقبال مرگ — ولہ — بر میاور اے شرر بہر خدا محمل ز سنگ
حاجت روائے عالم محتاج کس نگردد — ولہ — بر شیشہ ننگ باشد تقلید جام کردن
گل از خدنگ ناز تو در خون طپیدہ — ولہ — نرگس بشوق دیدن چشم تو دیدہ
نقش قدم ظفر سر راہ تو دیدہ گفت — از دامن کہ ریختہ گلہائے چیدہ
از عہد شعور می پرستم کردند — ولہ — دیدند ز اہل ہوش مستم کردند
در گلشن اتیاز مثل نرگس — چشم شدہ وا جام بدستم کردند
بہ بزم آتشین رویان دل دیوانہ گم کردم — ولہ — سپندی داشتم اما در آتش جا نہ گم کردم
مبادا ہیچکس یارب چو من آوارہ مجنونے — کز آبادی جدا افتادم و ویرانہ گم کردم

ظہوری - ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص - ملا محمد طاہر نام - نور الدین لقب ہے - ترشیزی المولد ہے - وطن مالوفہ مین سن شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکے شعر و شاعری کے طرف راغب ہوا - قدرۃً موزون الطبع تہا - تہوڑی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا - اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجہ بلندی کو پہنچا - شعرائے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے - اور اُسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے - اسیطرح متاخرین نے بہی اسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے - جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتہہ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

صائب بدانشنیم سرو برگ این غزل　　این فیض از کلام ظہوری بمارسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تہی - بحر متواج تہی - سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا - نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے - اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے - بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ - اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہاے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی - انتہی کلامہ -

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کی گذراوقات کا مدار کتابت پر تہا - باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا - عالی ہمت بلند حوصلہ تہا - مال و دولت کو محض لاشئ جانتا تہا - بذریعہ کتابت جو کچہہ دستیاب ہوتا تہا اُسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہہ کے فروخت کیا تہا - انتہی کلامہ -

مراۃ الخیال کے مولف نے لکہا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا - پس وطن مالوف سے برآمد ہوکے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا - اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ھ ہجری مین وطن مالوف سے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا - "تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکہا کہ اولاً احمد نگر مین پہنچ کے ملک قمی نزیل احمد نگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اُسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمد نگر مین آیا تہا - ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی - اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا - جب ملک قمی نے احمد نگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا - اُسوقت ابراہیم عادل شاہ وہان

حکمرانی کرتا تہا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان ہوتے تہے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتہہ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکہا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا۔ اور اشعار مین کنایۃً ممدوح کے نام کیطرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **ھوھذا**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا	که لب مبند ز مدح اجلّ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام	مستمی خیر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ در نی گلشن	بنا فریدہ خدا نون متصل بابا
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار	گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبیٰ
عجیب نیست کہ از مین نبض گیری تو	باعتدال جہد نبض موجہ دریا
بعلت یرقان طمع گرفتارم	عجب نباشد اگر زرباشدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق — چرا سیر نباشم بقرحۂ احشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم — کہ غیر شربت دینار نیست میل دوا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوئی روزی من — نمیشود ز کمند خناق فاقہ رہا
ندید ورنج ہجران یار بستہ دہن — کسے ز شربت عناب تنگ روئی شفا
دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور — چسان بجلۂ دل آورد عروس رجا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ — کہ مستحیل شود غم بمرۂ صفرا
نیافت مادۂ احتیاج ہنوز — تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیائی بود کہ شد — ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تھا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تھا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — نخست والی غزنین دوم خدیو دکن
رسد بعہد تو شاعر بپایہ ملکی — زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکھہ کے نہایت ہی خوش ہوتا تھا۔ اور ناز کرتا تھا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رؤسا ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت مین رکھتا تھا۔ باہم مالک و مملوک مین ایسا اتفاق و اتحاد تھا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکھہ کے رشک و حسد کرتے تھے اور کتنے تھے کہ

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے - اور عادل شاہ بہی اسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری
بادشاہ کی قدردانی و جوہرشناسی کیہہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا - ستائش نامے
و قصائد مدحیہ لکہہ کے پیش کرتا تہا - عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا
حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے - پس ظہوری نے تہوڑے ہی زمانہ مین عادل کے خوان
احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا - دنیوی مراتب مناصب سے سربلند ہوا - ملک قمی نے
جو دربار عادلشاہی مین معزز شعراسے تہا - ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد
دیکہہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی
کردی - مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا - پہر خسرو داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا
کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک رہتے تہے - اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ
تقسیم کرتے تہے - چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل زین در
پیرائش گلزار ابراہیم واکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ)
بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل
و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفہ عادل شاہ کا خطبہ لکہا - عبارت نثر و نظم کو
تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا
کہ شعرائے نازک خیال سکی بی نظیری و عدیم المثالی کو مانتے ہین اسکا ہر ایک فقرہ
مسجع و مقفی ہے - جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے - یہہ نثر بہ سہ نثر ظہوری مشہور ہے
دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے - اور ظہوری کا ساقی نامہ جو
برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے
ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کیسا ساقی نامہ اسکا مقابل
نہین ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بدخشی عالمگیری نے تقریبًا
اساتذہ کے ایک سو بیس ساقی نامے جمع کئے کیسا ساقی نامہ اُسکے ساقی نامہ کا ہم سنگ
و مقابل نہین ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک
کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ مین نے
ایکسو بیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کئے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا
مقابل و ہم سنگ نہین ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش
بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع مین اگر انصافًا دیکھا جائے تو ظہوری کا
ساقی نامہ چیزے دیگرست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونون مین فرق بیّن
ہیچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہین وہ خوب اس فرق کو سمجھتے
ہین۔ اور تمیز کرسکتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل مین بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ
سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کرلین گے۔

اور سرخوش و غیرہ تذکرہ نویسون نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ
والی احمدنگر کی خدمت مین پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود ناآشنائی
سخن سانہہ ہاتی نقدی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بہیجا۔ جسوقت یہہ صلہ
پہنچا اُسوقت قہوہ خانہ یا حمام مین بیٹھا ہوا تھا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی مین مشغول
تھا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فورًا پرچہ کاغذ پہ
مستغنیانہ لکھدیا۔ کہ تسلیم کردم نہ تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسون نے لکھا کہ کل صلہ
کی نقدی حمامچی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفًا کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتدبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی
نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔
ابراہیم عادلشاہ کی توجہ وقدردانی سے ظہوری نے ہندو دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم
ونثر کے چرچے شعرا کے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ سنہ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابو الفیض
فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت
خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی اسمین ملک دکن
کی کامل رپورٹ لکہی اور اسی عرضداشت مین لکہا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی
مشرب مین۔ شعر وسخن مین رتبہ بلند رکہتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش
رکہتا ہے۔ تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش اخلاق ہے ہر ایک
آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بہی لکہی کہ ملا ظہوری نے مجہہ سے
نقل کی کہ ایک روز شرفاء مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تہے اور افراد بنی آدم بہی حوض پر بیٹہے ہو
ہم صحبت تہے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تہا سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا
کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹہکے مومنین
کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صباغ نیشاپوری کہڑا ہوا کہا اے نامعقول
کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اسکے ساقی علی مرتضی ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ
مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ تقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے
حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور السافرہ
مین لکہا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شہر وزوایاہ علی السویہ یعنی
عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری بیجاپور سے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام تک احمدنگر مین سکونت پذیر رہے اکثراوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ ومشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونون کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونون فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ دونون نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونون کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونون کا شکریہ اداکیا اور مطالعہ کی کتب مین رکھا۔

خزانۂ عامرہ مین آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری عرفی کے درمیان موالات و مراسلات کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ مین بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو مین یہہ ایک رباعی لکھی۔

این شال کہ وصفش نہ حد تقریر است	آیات رعونت مرا تفسیر است
ناشستہ کنی قماش کشمیر کز و	صدر خنہ بکار مردم کشمیر ست

مشہور ہے کہ ظہوری ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تھے۔ اسیطرح نظیری بھی دونون کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط وکتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے۔ سنہ ۱۰۲۰ہجری مین ظہوری و ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پر غزلین لکھین۔ ہذہ ماخوذۃ من تذکرہ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرات الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس مین شعرائے اسلاف کا تذکرہ ہورہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین مین ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہین ہوا حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہین؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھہ مین نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق سنجانا ہو گا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تہا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بہی لکہی تہی۔ فیضی نے جواب نہین بہیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

هو هذه

از دم تیغ نگہ تن بطپیدن دہیم	سرمۂ حیرت کشیم و دیدہ بدیدن دہیم
از روش جلوۂ آہ بر آہ افکنیم	در خلش غمزۂ خون بچکیدن دہیم
بند نقابے کشیم تیغ و ترنج اوریم	یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم
گوشہ داماں آہ ماند تہ کوہ ضعف	اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم
گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل	نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم
بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق	فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم
از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم	برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم
توبۂ پرہیز را کردہ شکستن درست	محضر ناموس را زیب دریدن دہیم
آمدہ نزدیک لب حرف کسی زور رست	گر بن ہر موے را گوش شنیدن دہیم
محمل دل در حرم پائے بداماں کشید	تلخی امید را سر بچریدن دہیم
بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت	بازوے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوی تب شعرا و علمانے تاریخین اور تقریظین لکہین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کئے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بہی قصیدے اور رباعیان لکہین۔ رباعیان

مندرجہ ذیل ہین سے

دانائے ازین دفتر کل دریا شد — پیداست نقاطش ز چہ ناپیدا شد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت — شد سیر تمام قطرہا دریا شد

وله

از چین سخن گران سخن نتوان ساخت — بوی بو زید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پئے آہوئے قلم — ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت

وله

این نسخہ کہ شاد کرد ناشادان را — رو ساخت شاگردی استادان را
ہر نقطہ ز تار خط نیفگند کمند — در بند روا نداشت آزادان را

وله

اے بخت بیا یاری این بیکس کن — تا پیش روم موانع رہ پس کن
ہر نقطہ کہ کردند ازین نسخہ برون — شد مہر لب سخن ظہوری بس کن

وله

این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند — ذرات درین شعشعہ سیماب شدند
از پردۂ لفظ حسن معنی بدمید — خورشید برآمد اختران آب شدند

وله

فیض ازل از چہرہ برافگند نقاب — از لوح خرد سترد آثار حجاب
سر زد خورشید معنی از مشرق لفظ — نیلوفر نقطہ سر فرو برد بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار ہوا۔ معالجہ کیا جاتا تہا لیکن کوئی دوا موثر نہین ہوتی تہی مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ آخر ۲۵ سنہ ہجری مین اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ مین دفن کیا گیا۔

اب مین ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجہ ذیل گذارش کرتا ہون مل شعارہ

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما — مہرے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبر به بردن دل ما کرد دلیری — جانان قسم نمیخورد الا بجان ما

دربارگاه سوز و گدازیم صف نشین — کرسی برای داغ نهاد استخوان ما

گریهٔ خوش رنگین بساطی چیده در بازار عشق — می چکد یاقوت تر از پنجهٔ مرجان ما

زود بر نخل هوس نی بار می آید نه برگ — لرزهٔ حسرت چنین گر میدید افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را — خموشی باز بر هنگامه بندی دشت و غوغا را

بکوشش نیست ممکن عشق را سیماب برچیدن — شکیبا کی توان کرد ناصح ناشکیبا را

وله

کرده ام سرمه خاک راهش را — دیده ام جوهر نگاهش را

شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را — پشیمانم که کاری یاد دادم پاسبانش را

وله

برتنا به جگر درد کشان درمان را — نه پسند و سر شوریده سر و سامان را

خلق را مژدهٔ آسایش خواب آورد دم — ضعف از آه بزنجیر کشید افغان را

وله

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما — محنت ما راحت ما درد ما درمان ما

رونق بازار ارباب محبت ظاهر است — مشتری جز ما که باشد بر در دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را — در خرمن عطش زده برق شراب را

یک دیدنت آفت یک شهر جان و دل — لطفی است بر مدار ز عارض نقاب را

بر هم نمیزنم همه شب دیده گریه سرشک — الماس ریزه در ته پهلوست خواب را

وله

هوای صبح بخشد تازگی گلهای خرم را — چه نسبت با گل پژمردهٔ ما فیض شبنم را

زهی طالع که گر صد شعله از هر رگ برخیزد — نیفتد سایه بر کشت ما یک ابر بی نم را

وله

وگر فرش است در عشرت سرایم مهتاب شب را — شبنم خوش شب میکنم با آفتاب مشب

بدیدن داده ام از هر بن مو دیده دیگر — بحکم دولت بیدار در خواب آخر شب را

وله

دلها شکار آهوی صیاد گیر تست | آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست

خود را بآب گریه دهم یا بباد آه | گر هست نیم غبار ضمیر منیر تست

نیازموده که روز غرور تا چند است | اگر حریف ضرور است عجز ما اینجاست

وله

مرو که میرود م جان ز تن مروت نیست | غریب زیستنم در وطن مروت نیست

دل غریب وطن کرده شهریار دکن | بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست

وله

ز ظهوری دم شاگردی | فیض استادی شاه دکن است

وله

شیدای تو با دیر و حرم کار ندارد | افکند ز کف سبحه و زنار ندارد

جان گرچه دهد طرز خرام تو زمین را | بنشین که زمان قوت رفتار ندارد

وله

آنانکه جز بنکهت کاکل گرفته اند | در بوستان دماغ سنبل گرفته اند

وله

دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد | وقت غوغای خموشست شنیدن دارد

وله

گفتم برای دیده جان توتیا رسید | تا گفتمش این غبار رهی از هوا رسید

خورشید را که در بغل ذره دیده است | این آرزو بخاطر من از کجا رسید

انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام | خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید

وله

خام است دل بآتش حسرت کباب باد | داد از خمار عشوه ساقی شراب باد

برباد کنج گشته ظهوری خراب کرد | آبادیش بدولت جان خراب باد

محنت رمید و رام نشد خرمی هنوز | مردیم و رد نبرد بغمها کمی هنوز

ترسم دلت زمرگ ظهوری شود ملول | در چاره ممکن است مسیحا دمی هنوز

خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش | خوشا چشمی که حیران گشت بر رنگ حنایش

برون می آمد آخر آرزو از تلخ کامیها | از آن چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکر خایش

وله

درد نداری ز مداوا چه حظ — دم مکش از ناله عمدا چه حظ

درد نهان گرد هدم فرصتی — گویم ازین ناله رسوا چه حظ

وله

سر نهادیم بسامان چه نزاع — جان سپردیم بجانان چه نزاع

دل ما را سر رسوائی نیست — نیست گر عشوه پنهان چه نزاع

وله

دیدها منبع اشک و جگر معدن داغ — بهرهٔ از داغ نهم هم بدر مخزن داغ

خورده سنبل ز تاب آهم تاب — شد اخگر ز رشک آتشکم داغ

وله

برداشتی نقاب و دیدن برآمدم — در گفتن آمدی شنیدن برآمدم

از بیخودی بسینه دریدن سیه کار — شادم ز تنگ جامه دریدن برآمدم

وله

شهر پر ناله و فغان دارم — همچنان مهر بر دهان دارم

عشق تشریف ژنده پوشی داد — شال را رشک پرنیان دارم

وله

زهر تلخ است کام را نازم — راه دور است کام را نازم

آن همه الفت این همه وحشت — همه رم گشت و رام را نازم

وله

در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم — میدهم عرض جنون و عرض مجنون میبرم

هر کجا خیمه نشان پای ابراهیم شاه — در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

وله

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم — میشوم گم در خود این کار نمایان میکنم

اینقدر بیدردی ورا پیه سستی خوب نیست — حق دهد فرصت ظهوری را پشیمان میکنم

وله

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن — وز صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن

کاکلی دارم چگونه طره دارد مپرس — خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن

نوبهار آمد جنون دارد دگر جان نوی — سال نو گردیده آورد است فرمان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن

عندلیب سال خوردی گلستان نوی
میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

برتابه هجر طپیدن چکنم
سرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو
وارد خجلم امید دیدن چکنم

وله

هر حرف که هست داستان من اوست
نقد دو جهان جلس دکان من اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگریم
زین ناز و نیاز یکه میان من اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای سحر من گل بیا
تو گل من حیران دیده بلبل بیا
برویم در خنده بستن چرا
تبسم بلب در شکستن چرا
چه گر دیده واقع که چشم سیاه
نگه باز گرداند از بیم راه
چه دنبال ابرو گره کرده
کمان سینه تو زره کرده
بیا ساقی بگذار آن روز را
بده آتش معذرت سوز را
گر از انعی توبه دل زخم خورد
توان جان بتریاق عفو تو برد
درست است دعوائے رندی من
که با کلفت توبه شد هم شکن
دران توبه امید بهبود نیست
که چون لعل ساقی می آلود نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار
که خونی ست چنگ عقاب خمار
زگلبن چمن گشته طاؤس دم
برون آر خون کبوتر ز خم
بده تا درین دامگاه مجاز
ز گنجشک من واخورد شاهباز

کسی چند باشد چنین تنگدل
سرت گردم ای ساقی سنگدل

اسیر خمارم شرابی کجاست
دلم بر دلم سوخت آبی کجاست

بکش خنجر انتقام از غلاف
سرت گردم ای ساقی سینه صاف

دل تیره ام را صفائی بده
اگر صاف حیف ست لائی بده

بیا ای نمک پاش زخم جگر
که تلخم ز اشکم بود شور تر

ببین تلخی عمر شیرین من
بده ساغری بگذر از کین من

برافروز آتش بکانون جام
مگر شهد عیشم پذیرد قوام

بیا ساقیا جان فدا می کنم
تو دشنام ده من دعا میکنم

ز لعل تو تلخی که سر میزند
ره کاروان شکر میزند

بیا ساقی ای دین و ایمان من
فدایت دل و جان من جان من

ازان قرمزی آب خواهم بدست
که زردشت را کرد آتش پرست

بنظم ورز زمین جبینم بکار
که نیلی ست از سیلی روزگار

ز پیری ضعیف ست بازوی حال
سرت گردم ای ساقی خورد سال

جوانی هوس کرده ام زان عصیر
که گردید بالغ ازو عقل پیر

بدستم ده آن رشک یاقوت را
که سازم جوان عقل فرتوت را

کسی را خدا بخت بیدار داد
که هر صبح چشمی برویت کشاد

نیارم بمسجد دل داغ داغ
که ندر خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبداللہ ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ

عبداللہ تخلص ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ
آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست وہشتم ذیقعدہ ۱۰۲۳ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد
دکن مین واقع ہوی ۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے
اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا ۔ علما و شعرا و طلبہ
کو بھی صلات و خلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا ۔ شعراے زمان نے ولادت کی تاریخین
و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے ۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا ۔ ع
موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا ۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت ۔۔۔ نہال دولت و دین را برے پدید آمد

اور تیسرے نے کہا ۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر شد	طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پاے کوبان	زباد صبح گاہی جاے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور	جہان زد سکۂ نور علیٰ نور
صبا بہر مبارکباد برخاست	کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
ز عطر افشان کہ ہوش از دست میشد	طرب میجست و عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبداللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ
اہتمام کر دیا ۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تہا منجمین و خلائق نے

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس
کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو
منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین
نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تھے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب ترجمہ دس گیارہ
برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت موعود و ایام
معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب ترجمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان
منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین
لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شاد کام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادے کے
سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیش کین
سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پھر چند مدت کے بعد
سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی رحلت کی۔ یہ واقعہ ۱۰۳۵ھ ہجری مین
واقع ہوا۔ پھر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبد اللہ صاحب ترجمہ تخت نشین کیا گیا
منصور خان حبشی و ملک الماس ملک یوسف ملک عنبر و قاسم بیگ کو توال بلدہ و حسن بیگ
نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد
کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبد اللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکھا کہ
سلطان عبد اللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔
ہونہار و ہوشیار تھا۔ دانشمند و قدر شناس تھا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تھا
علم دوست و ہنر پرور تھا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین
عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہو گئے تھے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اُنکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت مذاکرہ علم سے دلچسپی رکہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب نہین ہوے مگر دیوان ریختہ ہمدست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے گذارش کرتا ہون آخر ۴۸ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقۃ الموت اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳ مین واقع ہوا مدۃ عمر ۶۰ سال اور سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف تین دختر ایک منسوب بہ میرزا نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابو الحسن تانا شاہ جو بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **ھو ھذا**

دلا حق کی طرف ہو کہ خدا آرام دیگا اگر تیری نظر اُپر ہے تو سدا صدق	سعادت کی تیری بات سرانجام دیگا اُسون لا کر اُسی یاد کہ دی کام دیگا

نبی صدقے یے نوں نام ہے عبداللہ علی کا — کہ جم فتح و ظفر تجکوں دہنی نام دیگا

وله

جو کچہ راز پڑے منے غیب کے ہین — سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا

نبی صدقے اے عبداللہ دم علی کا — میرے دم سوں ہمدم رہیا ہے سہارا

وله

گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے — پر پل سوں حقیقت کے دن دین محمد کا

وله

جو میرا دل طلب پیمانہ کیتا — سو جا نچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا

تری کہ شمع کے دیکہہ روشنائی — ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا

تر کہہ عشق پہ دلکی آنکہہ نہو اس — سیتا کی طرف نہی رام لیتا

اے یار اگر ہے زندہ دل توں — یوں نام کہ جم ہو جام لیتا

معشوق وہی جو جسکی مکہہ تہی — خورشید جمال وام لیتا

عبداللہ علی ولی کے صدقے — معشوق سوں خط مدام لیتا

وله

جھلک مولود کا ہی جگ مین آیا — جگت سب اس جھلک تہی جلمگایا

عجب مجلس ہے عالی لاابالی — کہ جنت دیکہہ لاجوں سر نوایا

وله

بسنت آیا پہلا یا پہول لالا — سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا

چمن میانی پہلیاں ہے پہول آگ رنگ — ہنٹ نازک انکیس تہی ایک آلا

وله

بہلایا من میرا موہن پیارا — تو سٹہرایا من کری کیا من بچارا

حسن جیوں تہوں ہی لکوں کتنیچ لیتا چہ — نہین چلتا ہے کچ اسٹہار چارا

نبی کے صدقے عبداللہ عاشق — عشق مین سب مین او ہی توں ہے سارا

وله

تیری انکہہ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا — تیرے بالاں تہی بکریاں باس بالا

تیری پیشانی پہ ٹیکا جھمکتا — تماشا ہے اُجالے مین اُجالا

نبی کے صدقے عبد اللہ لاکن
نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہارا
جوانی کون دیکہہ اپنی مغرور ہوئی تون
ترا اصاف مکہ جام جیون جگمگایا
اپنی دم کون دم کہ کہیا جائے جس

ولہ

گفتم کہ اے پری تون ہے فتنہ زمانا
گفتم کہ در جہان با لیلی ہو آئی ہے تون
گفتم کہ خال و زلفت کیا ہے سو بول مجکون
گفتم کہ در ہوایت پہرتا ہون ذرہ ہو مین
گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دے منج
گفتم کہ در دہانت امرت کا ہے چشمہ
گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا

ولہ

بو دلکشا عشرت محل مطبوع اوتارا ہوا
ہر طاق یان خوش طرح کار سنا وریچا فرح کا
انکہیان سون چندر سور کی دیکہہ آسمانا دور کے
دیوین صفا دیوار سو لک نقش ٹہاری رسو
نازک چنبا بی بدل لکہین بہرپا ایسا محل
جیون پہول تازا بن منی جیون پوتلی او جن مینے
صدقے نبی کے پا امان اس محل ہیانی نہ ٹرن

ہوا ہے تجہسون ملنے بہوت آسا لا
تو گلتا ہے لا جون تہے چاند ہو تارا
روانی جوانیکون کیا ہے پتیارا
جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا
تیہری یاد سون جم نکل جی دم آیا

گفتا کہ راست گفتی ای گن بہری سجانا
گفتا کہ من چو مجنون پائی ہون تنج دوانا
گفتا کہ زلف دامست ہور خال سو ہے دانا
گفتا کہ در دل تو کی ہون از لینہی خانا
گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہون مین تون آنا
گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمے پاس دہانا
گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

جوتی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا
عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان بینسا راہوا
عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب بیٹہارا ہوا
خوش ہان یان عطار سو فردوس کا بارا ہوا
باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا
تیہون آج اس کہن ہنی یو محل اتم سارا ہوا
جم عبد لاشہ ترکمان بہو گی گمنہارا ہوا

خبر تو ہے جو ادہر پیٹ ہے اُدہر ہو ہیں تو آج دیکہہ تیرا نور ہوتا سرمہ جیون طور آفتاب

گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج اُس آنگی ورستا ہے منج جیون سرد کا نور آفتاب

شاہ عبداللہ نبی کے صدقے تیرا عشق ہین یون ہوا مشہور جگمین جیون ہے مشہور آفتاب

ولہ

اے پری پیکر تیرا مکہ آفتاب دیکھتا ہون نور رہنا منج مین تاب

باد ایسا تاؤ د کہاتا ہے ہنوز دیکہہ تیری زلف کا دو پیچ و تاب

ہین تجے بلقیس کہون تو کیا عجب ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب

قند ہورنا بات گلتا ہے اجہون دے نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب

نج بہشتی حور کون دیکہا ہے جن جم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب

شاہ عبداللہ نبی صدقے تجے خوب رویان مین کیا ہے انتخاب

ولہ

گر خدا بینی پہ ہے تیری نظر ای کامیاب تو خودی کا دور کر اول تون میانی تہی حجاب

آب ہو دریا سون ملجا تجمین گر ہے اتحاد فی الحقیقت تون اُسی دریا مین کا ہے حباب

راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھیگا اگر شاہ عبداللہ کو پوچھ آکہ ہے حاضر جواب

ولہ

مطلع خوبی سو تیرا اگال ہے اے ماہتاب مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو نین سکون آن جواب

جگمگاتا سورج ہے آسمان اپرال کا عین تیرے نور کے سمندور کا ہے جیون حباب

ولہ

اول امید میری دلمین ہے یہی ہر سات جو نت رفیق ہو توفیق خدا جہی منج سات

دوجا امید یہی ہے جو تندرستی سون منج اس جہان مین خدا دیوے بیشمار حیات

ولہ

آج زہے بخت جوانی سعادت کی رات چاند سون میری ملاعم تہی منج دی نجات

روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات

اسکی قد انکی ہنم کرنی سرو کون خجل باو اُڑاتا پہرے چمنی چمن پات پات

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام
رنگ بھریا گھر مین آج آیا بسنت

جیون اکہان یکدہر تہی چہایا آفاق پر
دلکون ترے پرتسون لگیا دیکہہ مدام بحث

آب حیات تہی ہے زیادا کہ لب تیرا
کام مروان کی انکو جان توا ی خام عبث

ہوش کا گوش نہین تیز جسی سُنتی کون

جیو ہو شاہ عبد الاخسرو عالی صفات
ولہ
غیب تہی تازا طرب لیایا بسنت

رنگ کا برسانت برسایا بسنت
ولہ
کرتی ہین تن پہ جیب ہو روون روون تمام بحث

کرتی ہین انجسون خضر علیہ السلام بحث
ولہ
کہ جکوئی مرد مین کرتے نہین وو کام عبث

غیب کے اُسکی لکہین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص ۔ عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے ۔ آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب پر رہوئے ۔ عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی ۔ نشو نما بہی ہند کی زمین مین پائی ۔ آپ صغیر السن تہے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا ۔ محبت پدری کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ۔ مصیبت کا زمانہ پیش آیا ۔ نواب لشکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصفجاہیہ سے تہے آپکی گذر اوقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی ۔ آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم بہ بزم بی زبانی بستہ لب
در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے ۔ تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا ۔

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے لکھا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کر لی۔ لیاقت و استعداد کے بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکھا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا جاگیر اگرچہ قلیل تھی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تھے۔ اور نواب صاحب نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کر دیا تھا۔ اور آپکا مزاج قانع تھا۔ جاگیر و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے قناعت پسند و صاحب غیرت باہمت و حمیت تھے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوئے تھے موزون الطبع تھے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تھی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تھی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ دکھلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے ہم عصرون مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تھا۔ عرب و عجم کے کملا موجود تھے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ سے توشہ لیتے تھے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تھے آہستہ آہستہ رتبۂ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تھے۔ طبیعت مین شوخی و چالاکی بہت تھی۔ دلیری و چستی بھی جزو ذاتی تھی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہم رنگ تھے

بزم میں حریفان ہم مشرب کے ساتھ وہ گل فشانیاں کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اور میدان رزم میں ایسے کارنمایاں دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے۔ نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ میں بے مثل و اہل علم کے حلقہ میں بے بدل ہے جامع السیف و القلم ہے۔ یہہ عطائے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہیں انتہی کلامہ۔ تاریخ گوئی میں وحید عصر و بدیہہ گوئی میں فرید دہر تھے۔ گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ شہر اورنگ آباد میں ایکروز میر افضل خان فاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر کوتوال پورہ میں رونق افزا ہوئے۔ اور افضل سے ملے جس کمرے میں آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تھا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہیں اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہً کہدیجئے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے۔ افضل نے کہا جو چاہئے حاضر ہے۔ تہوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

سے منزل عیش بہ از چار محل	کرد بنیاد چو میرزا افضل
گفت تاریخ بنایش ہاتف	منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونوں زبان میں صاحب دیوان ہیں۔ آپکا کلام دونوں زبان میں نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیوں اور شوخیوں سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہیں کنایہ و کہیں استعارہ ہے۔ ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین میں کہے ہیں چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں سنگلاخ زمینوں میں ہم تو شعر	پانا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و ذومعنین سے کام لیا ہے۔ ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تھی ایک وقت آپ مرض اسہال میں مبتلا ہوئے بیماری سخت تھی معالجہ مفید نہیں ہوتا تھا ضعف بڑہتا جاتا تھا

زندگی سے یاس ہوگیا تھا۔ آپنے ایسی حالت مین میرزا معز الدین موسوی خان فطرت کی خدمت مین کہلا بہیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب مین رحلت کرونگا میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بہیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے یہان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے شسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے عداد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جائیگی حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہوگئے یہ سال ختم ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین ذکائی بلگرامی نے بہی مادہ تاریخ یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہوگیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز) نام و تخلص کے مجموعۂ اعداد ہین۔ پہر آپ اُسی سال صحت کے بعد زیادہ مین رونق افزا ہوئے تہے۔ آخر سال تک وہین رہے سال تمام ہوتے ہی عدہ موعود پورا ہوا۔ اُسی مقام مین مدفون ہوے۔ آپنے اردو مین لال و گوہر کا قصہ نظم مین لکہا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب ہے اُسکی طرز ادا بہی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے ہر رگ و ریشہ مین شعلے بہڑک اُٹھے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پہڑکتے ہین اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکی ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے چند اشعار بہی بطور نمونہ اشعار کے ساتہہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین مشہور تہے۔ گلزار عنا کے مولف لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپسے کہا کہ آپ مضامین فارسی ہندی زمین سنگلاخ مین لکہتے ہین۔ اور مشکل مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرتے ہین بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجائے عاجز غالب ہونا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہین آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت مین علبہ کا آبحیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑہا ؎

افتادگی ز خاک برآورد دانہ را　　　گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را

تاریخ گوئی مین مشہور تھے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد مین مسجد بنا کی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت مین ادا کیا ھو ھذہ

لطف ناصر جنگ واکرد از زبان ما گرہ　　　ورنہ عاجز بود از قفل لب نعمان ما

گلزار عنا کے مولف نے لکھا کہ عاجز مرد بیباک و دہن دریدہ تھا۔ مشاعرہ مین شعر کو باواز بلند پڑہتا تہا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تھے کہ مکان کے در و دیوار سے صدا گونجتی تہی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تہا چنانچہ کہتا ہے ؎

پس از ناصر علی عاجز گہر ریز آمد　　　نکوئی گر رود زین بحر نیکو تر شود پیدا

اب مین آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف رنگین شاہ مطلع را　　　ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را

بہ بزم ما حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی　　　فگن گیسو ز روئے خویش چون خورشید برقع را

وله

دل از شوق آتش سوزے از عشق بسکہ سوخت　　　بینند بوئے نسیم دود عنبر آمد ما

بسکه در هم گشت از گرد کدورت جان ما
خاک میریزد بجائے اشک از مژگان ما

شب ندانم پائے گلگون که در خاطر گذشت
شد ز خون دل حنائے پنجهٔ مژگان ما

وله

بوصف کاکل پرتابش امشب رقم کردم
در آوردم ز سحر طبع در زنجیر یاران را

وله

ز تغافلہائے نازش تا نگاهش سنگها
ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

وله

تا نویسم نامه از خود رفته ام در خدمتت
می برد قاصد بجائے نامه ام هوش مرا

وله

غلط باشد که بعد از نیک نیکوتر شود پیدا
چو گردد اخگرے خاموش خاکستر شود پیدا

عروج قدر دانا باشد اظهار هنر کردن
فزاید قیمت شمشیر چون جوهر شود پیدا

پس از ناصر علی عاجز گهر ریز سخن آمد
نگوئی گر روز زین بحر نیکوتر شود پیدا

وله

دیده ام تا خط پشت لب خندان ترا
میبد بهر درش ناحق غلط خون ترا

چشم امید ز آغوش تو دارم که کنم
تکمه از مردمک دیده گریبان ترا

وله

نی بشهر آرام حاصل شد نه در صحرا مرا
تا کجا خواهد فکند این رعشهٔ سودا مرا

وله

شبے در خوابم آمد کاکل مشکین پرتابش
سحر دیدم ببالین موج سیل عطر عنبر را

وله

نسیم صبحدم تا واکند بند نقابش را
شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را

بصحرائے که آن گلگون قبا گردد شکار افگن
زخون صید صحرا لاله سازد سر اسبش را

شود چون شمع بزم خانه زین قدر بلجویش
کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را

غبار سرمه ریزد از غبار وحشت آهو
چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را

بتعریف سیه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز
که میل سرمه پندارند هر سطر کتابش را

وله

چو خیال او شوق وگذری کند بباغ ما
ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللے رسد بدماغ ما

به بهار گلشن آنچنان ز جفای باد خزان غم
ندمید سبزه نگشت وا نشگفته غنچه بباغ ما

نه نشانی سرو نه قمری نه گلے نه غنچه بلبلے ‌ ‌ ‌ چو رویم عاجز ازین چمن که رسد بوی سراغ ما

وله

فگن ز روئے خود لے مہ جبین نقاب در آب ‌ ‌ ‌ که تا کنم به تماشائے ماهتاب در آب

نگاه نرگس مست تو فتاده در بحر ‌ ‌ ‌ شده است دیده ماهی خم شراب در آب

عرق فشان گذرائے شوخ از سر دریا ‌ ‌ ‌ که تا حباب شود کاسه گلاب در آب

سخن مپرس عاجز بوقت جوش سرشک ‌ ‌ ‌ که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است ‌ ‌ ‌ مژه از خون جگر شانه مرجان شده است

داده ام جان به بیابان ز غم خوش چشمی ‌ ‌ ‌ خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است

نگه گرم که زد در دل گلشن آتش ‌ ‌ ‌ که ز نرگس همه جوش چراغان شده است

وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر ‌ ‌ ‌ نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است

عاجز از جبهه نم ریخت بدو رخ آبی ‌ ‌ ‌ عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق ارنی خون ز لب موسی ریخت ‌ ‌ ‌ لن ترانی بدلش شعله مایوسی ریخت

شب ندانم بفلک سرمه نگاهی که فشاند ‌ ‌ ‌ پرتو ماه بکاشانه من طوسی ریخت

شد حنائے کف پایش ز نزاکت در باغ ‌ ‌ ‌ رنگ گل از قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

تا جنون رهبر ما شد رفتن صحرا عبث ‌ ‌ ‌ دیدن بازار آهوے سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل و بر کنار موج ‌ ‌ ‌ عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح ‌ ‌ ‌ در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح

سازد چو رنگ عارض ورا شراب سرخ ‌ ‌ ‌ گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ

از گرمی نگاه بت شعله خوئے من ‌ ‌ ‌ گردد می دو آتشه چون آفتاب سرخ

بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد ‌ ‌ ‌ چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

شب که در خوابم خیال کاکل او سایه کرد　　چون کشاده دیده برهم زد ز ما خوابیده بود
در صف محشر چو خوابم گشت بیدار از غمت　　شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

بقتلم چون خرامان آن بت بی باک می آید　　اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید
بهر محفل که میسازم حدیث نرگس مستش　　برون از گوش میخواران نهال تاک می آید

وله

نظاره چون بروی تو گلپوش میشود　　چشمم بصد نیاز هم آغوش میشود

وله

تا حریر خنده اش از نکهت گل بافتند　　طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند
جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان　　پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند
از برای جان نثار نرگس مستش کفن　　عاجزانه تار خیال نشهٔ مل بافتند

وله

خوش عاشقی که یکدم بر روی جانستانی　　در وقت جان سپردن چشمی کشاده باشد
هیهات آن زمانی کز چشم خونفشانی　　دلدار رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله

چو اشک سرخ نوشتم پر آب شد کاغذ　　ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ
حدیث آه جگر خواستم که بنویسم　　چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ
ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم　　تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر　　میکنم گردن خود بند بنام زنجیر
ساقیا از آستین مشت ید بیضا برآر　　دختر رز را ببزم از حجلهٔ مینا برآر

وله

سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشکی خامه ریز　　قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله

ابدال ز نیرنگی افلاک قندیلی بترس　　از کبودیهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس　　افسانه اش تمام فراموشی است بس
شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش　　آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

وله

من و شوخی که بهر قصد پری گرد جولانش — رم آهو بکف پیچیده میگیرم ز دامانش

ولے دارم سراپا درد و در هجر ستمگاری — که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش

وله

خود را میفگن ایدل دانا به بند حرص — مشکل بود گسستن تار کمند حرص

و

منم که برق برد از دلم طپیدن قرض — سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

وله

در حساب روزگارم بسکه سرتاپا سقط — می شمارم عمر را هر روز میبازم غلط

وله

نمود تا نگهش دفتر تغافل حفظ — نموده‌ایم کتاب غم تجمل حفظ

وله

رسیده نامه پریشان خیال از زلفش — برائے بیت نمودیم نام سنبل حفظ

وله

طپید سینه دل از استماع نام وداع — بدیده چرخ زند آب از پیام وداع

وله

دارم بسینه اسیر هزار داغ — یک لاله است در چمن بیشمار داغ

وله

چون برق رفت از نظرم شهسوار حیف — مغز سرم نگشت براهش غبار حیف

وله

کے نظر سازد بگلشن دیدهٔ خودبین عشق — باشد از خون جگر بر دامن گلچین عشق

وله

آمد بهار گلشن اے بلبلان مبارک — بر شاخ گل ز هر یک صد آشیان مبارک

وله

از آب چشم و خون دل عرق جواهر گشته‌ام — تسبیح گوهر در گلو یاقوت رمان در بغل

وله

مضمون وصف لعل لبش تازه بسته‌ایم — اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته‌ایم

وله

نهادم سر بسودائے خیال نقش ابرویش — حبابے بر سر آب دم شمشیر بستم

وله

می کشان بانگ صراحی است پیام زمزم — سر خم گشته میناست سلام زمزم

زانداز نگاه مست ساقی جام میخواهم — شراب از شیشه بوئے گل بادام میخواهم

تمنا بوسه از سبز و پشت لبش دارم — ز برگ غنچه معجون زمردفام میخواهم

به نیرنگ دوئی گر برق و خاک شعله افشاند — چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

وله

بدست آورده‌ام از پهلوی استغنای دل هم / بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم

وله

درخیال چشم او مست شرابی گشته‌ام / دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته‌ام

وله

چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم / بروی مغز گوهر کلک بوی غنچه قط سازم

شود ساقی چو در بزم شبی بجورم آن مه‌رو / بروی بحر مهتاب بلورین جام بط سازم

بجام گوشم از هر سو مئی صد آفرین ریزد / چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم

براه عقل عاجز هیچ کس حالم نمی پرسد / بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم

وله

بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه‌ام / می نماید دیده آهو در کاشانه‌ام

وله

براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم / مگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم

وله

چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه عاجنم / پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم

وله

چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم / نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم

زوصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را / گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

وله

نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن / گشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن

وله

خط پیشانی من نقش کف پا گردید / بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من

وله

سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او / شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او

وله

سازیم چون زخوبی حسن تو گفتگو / سازد زبان بچشمه خورشید شست شو

وله

ای ساده رو نگر طرف انتظاریم / داریم در خیال تو آئینه رو برو

عارض و هر دو زلف و روز یکی شام دو / گردش چشم مست او دور یکی و جام دو

برلب پر تبسمش رنگ مسی پان خوش است / طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و دام دو

خجسته‌ترین عاشقان عاجز و قیس و کوهکن / لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

ز حیا چون رخ گلگون تو سازد عرقے — شود آئینہ بدست تو گلابی ورقے
اشک خونی برخ زرد من افتاد ز غم — زعفران را ز نہان گشت بسے بل شفقے
گوہر نظم ز بس تر شدہ در دیوانم — در نظر ہر ورقش ہست مرصع طبقے
گرد بادی بنود بر سر صحرا عاجز — ماند در خاک ز بینا بی مجنون رمقے

ولہ

گلشن میرسد باد خزان اے بلبلان آہے — ز درد ہجر گل ہے ز آشوب خزان آہے

ولہ

نگاہش بر سر من تا تجلی بر سر طورے — نگاہم بر لب و تا بروئے بادہ مخمورے
سہر ہر قطرہ اشکم عیان بردار مژگان شد — ندانم شورش دل ہست یا گلبانگ منصورے
کمند ناز بر جبین کردہ می آید پریروئے — رگ جانہا ہم پیچیدہ در ہر تار گیسوئے
چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم رقم سازم — تراشم خامہ را مد نگاہ چشم آہوئے

من اشعارہ الہندی

دیکھ دامنگیر محشر مین ترے ہونیگے ہم — خون ہمارا اپنے دامن سے ایقاتل چھڑا

ولہ

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش ہو کر — کہٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا
تجھے جلنے اور رونے میرے کیا ارے مطرب — بکا کر دیپک اپنا اور لا کر ملہار اپنا
بہ ہیت پاکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا — کیون عبث کہتا ہے مونہ لوہے سے پارس ہو چکا
مو سفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز — خبر مرگ کو لایا ہے یہ کاکا کوا
ادا سے گر ہماری بزم مین وہ فتنہ ساز آوے — بجا کر مہر کا دف چرخ کہا کہا گرے زہرا
آئی بہار باغ مین پہولے ہین سب درخت — آلالہ پل کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت
عاجز ہون شاہ ملک جنون میرے واسطے — سوج کلاہ و چتر فلک ہے زمین ہے تخت
تم بن اب آہ دل مین لگی ہے کہٹ پٹ — انکہون سے اشک پل پل گرتے ہین لال ہٹ ہٹ

وله

نوبہار آئی نہین آیا میرا لال الغیاث
آہ گل داغون سے دل پہولیگا اس سال الغیاث

وله

مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ
ہدہد لیجاویگا کہ اُوسے ہی زلف سے تاج

ہے لال تہیرا ذقن باغ ناز کا ترنج
اُسے جو سیب ہے جان اُسکو دینا رنج

چمن مین چل کہ سجن بیحجاب ساغر کہینچ
بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کہینچ

ہے ہمارے بت کا دل پتہر کے چیرکی طرح
کیا کرون اُسکے صفت ہی سخت ہیرکی طرح

دل میرا اے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
کہا کہ قرص داغ ہے کہٹے خمیرے کی طرح

یون لکہا وصف اُس شکر لب کے عاجز کلک مین
روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح

لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد
زعفران اُڑتی ہے جب مین جہاتا ہون منہ سے گرد

ہر سحر کیا دیکہتے ہو آرسی سے سادہ رو
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو نو صاف فرد

دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد

نوبہار آنے سے گل پایا ہے اے صبا و باد
اب کریگا کیون نا سبزونکا دل ناشاد شاد

گردن اپنی کرکے خم آیا ہون اے قاتل شتاب
سر اُٹہا کر آج بار خنجر فولاد لاد

ہے شہد کہان شیرہ الفت سے ملذذ
ہے قند کے ہر وصل کے شربت سے ملذذ

آ جان دیکہہ مجہکو قربان ہون کسکے خاطر
مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر

بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر
چمن مین چلکر اسکو فرش راہی خورشید یکسر کر

ہوا ہون جان تون سر تیری دیکہہ بہہری
بنے کافور کا دانہ رکہون سینے پہ اخگر کر

لکہا ہون اے کبوتر نامہ اُس بلقیس ثانی کو
ترے پر پر نہ باندہون باندہو اب ہدہد کے شہپر پر

ہنر مندونکا لشکر کرا گہٹا ہو طبیعت سے
سخن کے زور سے ہر بات مین ہووین سخنور ور

روز محشر مین بچاوینگے تجہے بارا امام
ہست سقر ڈر سے فکر سات اور پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کروا اپنا لباس
کہ کرین ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیری رنگ گل مین نقش
تب سے میری آہ کا ہے سینۂ بلبل مین نقش

آتا ہے جان بر مین تو ہوتا ہے غم غلط
جانے سے آپکے سینہ مین ہوتا ہے غم دم غلط

قاتل آتا ہے ہمارا آج خندان الحفیظ
ہم مین سرگذشتو نہین نمایان الحفیظ

ہجر کے راتون مین آیا درد میرے دلمین آہ
بیطرح آکر لا مینا سے سندان الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
لیکر کھڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ

عاجز بھی شمع آہ جلاتا ہے دشت مین
روشن اگر گلون سے ہوا ہے چراغ باغ

گلشن مین ہے بہار چلا یشوخ فیلسوف
شبنم کو مئی بناوین گلون کو بنا ظرف

جب نگ تیری لب کے مسی بھری نقاش
غنچون کے صدف مین کرے حل چاند کی کالک

اسیر عشق کو اے نیکو بد بہر کیا لازم
جو خوش زلفون کا بند ہے اسے زنجیر کیا لازم

نچھوڑو ہم سے اپنے رام خاطر رام رام اپنا
تمہارے رام مین حق کی قسم اشوخ ہندو ہم

اے سیہ چشم آہ دل تیری نگہ کے یاد سے
بن گیا وحشی غزالون کی بھڑکنے کی قسم

باغمین اس لالہ رو کے آہ جب جاتے ہین ہم
دل کے داغون کو گلون کے تازہ کر آتے ہین ہم

عشق سے خوش قامتون کے سبز پوشی کر پسند
نہر کے بوٹے قبا پر اپنے چھپواتے ہین ہم

خوش قدون کے غم مین مرتا ہون بناؤ قمریو
خانۂ تابوت میرا سرو کے شہتیر سین

خوش نگہ کی یاد مین ساغر کو جب گردان کرون
بے تکلف کرون مینا کو نرگسدان کرون

اس حنائی ہات کی تعریف خون دل سے لکھہ
ریشۂ نخل قلم کو پنجۂ مرجان کرون

عاشق وحشی کی گر تصویر کھینچا چاہیے
اوسکے پاؤن مین زنجیر کھینچا چاہیے

عرق جب اوس پری رو کے چہرہ پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جیون لہو سور سے ٹپکے

چمن میں جا کے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے
گلوں سے رنگ اُڑ کر لال سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد مین گلرو کے بہ کر
نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سواری ہے جنون کے شاہ کی صحرائے وحشت مین
ارے دل کہولدے آہ کے جلدی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفۂ عاجز صاحب ترجمہ

الہی دے مجھے رنگین بیانی
عطا کر مجکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجکو جوہری کر
سخن سنجون کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو
در معنی سے بہر دے بیان کو

جنون کے دشت کا بنکر بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بہولا

سحر سے شام تک مانند خورشید
فلک کے فرق پر رکہہ پائے مالید

تردد کا قدم رکہتا ہے گن گن
نہوتا تہا کہین کوئی لحظہ ساکن

غزالونکی طرح سرگرم رم تہا
بیابان اُسکو گلزار ارم تہا

برس دو لگ چلا جب راہ مین آہ
نظر مین اُسکے آیا دشت جانکاہ

کرون اُس دشت کی کیونکر صفت گو
زبان پر کسطرح ڈالون نعت کو

وہان ہرگز نہ تہا پانی کا آثار
اجل کا کہیت تہا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تہا برابر
وہان تہا جہان عزرائیل کو ڈر

وہان کی ریت سے گرمی کنی تہی
وہان کے کانٹے بہالونکی انی تہی

وہانکی گرد تہی پانونکی دارو
وہانکی خاک تہی دوزخ کی بالو

وہان کی باد تہی شوریدہ صرصر
وہانکی کنکری تہی مثل اخگر

بگولا تہا وہان ذرات قائم
وہان جہکر سدا آندہی تہی دائم

عزت - میر عبد المنان

عزت تخلص - میر عبد المنان نام - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپ میر
عبد الرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہین صحیح النسب والحسب
شریف و نجیب ہین - آپ تعصب مذہب مین مشہور تہے - آپکے تعصب کی
ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا بولتی تہی - آپنے پرندے بیچارے کی زبان کو قطع کر دیا - صاحب تحفۃ الشعرا نے
میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی - جواب دیا کہ جو کچہہ
عوام مین مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تہی - اسکو بقیمت
پانسو روپیہ خرید کئے - جب خرید کے گہر مین لائے نام مبارک ان سے نہین بولی
گنگ ہوگئی - مالک کو واپس کر دئے - کلمات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری
مین مرقوم ہے کہ عبد الرحیم خان ایک خنجر کمر مین رکہتا تہا - بادشاہ نے ایکروز خنجر کو
دیکہہ کے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت ! اسکا نام اسکی
وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بہی مذہب پرست تہا اکثر میر کا لفظ زبان پہ
لاتا تہا - میر عبد المنان عزت صاحب ترجمہ دہلی سے آصفجاہ بہادر کے ہمراہ
دکن مین آئے - جواہر خانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے - اعلیحضرت
آپکو بہت چاہتے تہے - اکثر مصاحبت و تقرب مین بسر کرتے تہے - ایکروز ایک
معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوے - تاج شاہی درویشی
میہر پر رکہہ کے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے - عزیز الوجود و شریف السیر تہے
آپ کے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابو الفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوے - اور آپکے فرزندان رشید سے میر ابو الفخر خان و میر نعمان خان
و میر احسن خان ہین ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت و آبرو
سے زندگی بسر کرتے ہین - عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے
دنیا و ما فیہا سے الگ ہنے تھے - موزون الطبع تھے - شعر گوئی سے طبیعت مناسب
تھی - کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے - آخر عمر مین برہان پور مین سکونت
پذیر ہے تھے تقریباً ۱۱۶۵ھ ہجری مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

در بروے احتیاج از خلق استغنائی دل
صبح و شام از گریہ چشم نو طرح تازہ بست
با تو پیوستن بود از خود رمیدنہائے ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس
صبح مست لالہ زار سفید و سیاہ و سرخ
سبز رنگ مگر زان جہان راز من پرس
عاشقان کے از فنا باشد عروجی در نظر
مو بمو خط شعاعی شد
نصیب خاکساران ست از خود باخبر بودن
دارم از بہر نثار تو دم چند بیا
روئے خوبت چراغان سکند آئینہ را
گر برائے راحت دل خوب میباشد وصال

بستہ ام چند انکہ میگوید توکل واہ واہ
کفر و ایمان را نمیرفت بیک اندازہ بست
پردہ حسن تو گردیدہ ست دیدہائے ما
رگ جان تا زنظر سوئے کمر رسیدہ است
چون چشم پر خمار سفید و سیاہ و سرخ
دیدم ہزار بار سفید و سیاہ و سرخ
گرد باد خاک ما دارد تحمل در ہوا
سایہ ات کرد آفتاب مرا
ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ دیدن ہا
جان نماندہ ست مرا لے بخدا زود بیا
دود دلہا سنبلستان سکند آئینہ را
بہر یادنام او بےتابی ہجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست — یا د لعل بے بہا ر پنجۂ مرجان خوش است

گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست — غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست

ہر سر این گلستان آزاد بینوائیست — ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صدائیست

عنایت - میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جندی الاصل و ہندی الوطن ہین - آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تہے - فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت مین معروف تہے - عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے منصبدارون مین تہے - عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تہے چند مدت حضور کی ملازمت مین سرگرم رہے - آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت مین بسر کرنے لگے - معرکۂ ارکاٹ مین شہید کے ہمرکاب تہے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ مین جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا - ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہہ واقعہ سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین حادث ہوا - آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تہی - طبع رسا سے شعر خوب کہتے تہے - ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح مین پیشکش ملاقات بہیجا تہا - گذارش کیا جاتا ہے -

ھوھذا

اے کہ دارد سایۂ اش خاصیت ظل ہما — دستش موج دریا آستان اوج سما

گر برد سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش — سینۂ خارا شگافد خنجر برگ گیا

هیبت او لرزه اگر عام سازد در مثل — جوهر آئینه ز جوش طپش گردد جدا
تیغ او باشد ظفر شاهد آئینه رو — می ستاند نقد جان دشمنانش رونما
گر گزیند فیض روز افزونی از اقبال او — چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا
شستشوی چشم دیده خورشید را عینک شود — مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما
غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم — هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا
از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار — چشم نصرت دیدهٔ اقبال میگردد جلا
یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان — زنده در آئینه سازد قالب تمثال را
از هراس حقساب شرع در ایام او — جابجا اندر گلوے نے گره بندد نوا
در زمان اتقایش کز رواج ورع و زهد — زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا
بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند — نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها
سالها گر دفتر اشعار بنویسم هنوز — شمه از شرح اوصافش نیاید در ادا
ای طواف بارگاهت آرزوے جان و دل — اے غبار آستانت چشم ما را توتیا
گرچه دورم لیک دوری یک دو روزی بیش نیست — صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما
با وجود بعد از فیضت نباشم ناامید — ذرهٔ روے زمین ز مهر می یابد ضیا
تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم — روز و شب در خلوت آئینهٔ دل کرد جا
تن در ینجا ساکن و جان در حریمت مرکز است — کاه را باشد رجوع آرے بسوی کهربا
اے عنایت چند این آرایش طول کلام — زینت پاے سخن گردان ز خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکہا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلرعنا مین لکہتے ہین کہ ہنرور خان خطاب ہے آپکا مولد و منشا شہر دلّی ہے - نشو و نما کے بعد دلّی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ ختم کین - فارغ التحصیل ہوکر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا علما و فضلا کی بڑی ترقی تہی - اُسی زمانہ مین آپ بندگانعالی نواب آصفجاہ سے ملے - بندگانعالی جو جوہر شناس و قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور مین رکہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم مین ہم صحبت - آپکی مداحی مین صرف اوقات فرماتے تہے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری مین بیجاپور کے صوبہ دار ہوکر دکن مین آئے تب عاقل بہی ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت مین باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین اورنگ آباد کے صوبہ دار ہوکے دلّی سے اورنگ آباد آئے عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان مین تہین ان کے محاصل کا خزانہ دلّی ہی مین رکہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہین رہتا تہا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کرکے اورنگ آباد سے دلّی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوف روانہ ہوئے مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلّی سے دکن مین آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوف روانہ ہوئے - وہین بعارضہ طبعی سنہ ۱۱۹۵ ہجری یا بقول سنہ ۱۳ ہجری مین فوت ہوئے عاقل سخنور کامل ہنرور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش اندازہ کا مجدد تہا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تہا۔ آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تہی۔ آپ جس مجلس مین ہوتے تہے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تہی۔ اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تہی۔ آپ رونق محافل و زینت منازل تہے اب ہم آپکے اشعار مندرجہ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکہون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان
بس من غلامت دیده ام اقبال عالمگیر را

قدرت اقبال عیسی معجزت نازم که او
می دمد در قالب اعدا دم شمشیر را

دشمن آتش بجان افتاده ات در عرض حال
یکنفس از شمع می خواهد لب تقدیر را

اے جواہرسای معجون نشاط روزگار
می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

وله

ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیها
زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیها

چراغ خانهٔ آئینه روشن زخاکستر
تو هم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانها

کلید و قفل چون دیدم زیک آهن یقینم شد
که از اسباب کشائش در گره دارند مشکلها

پئے تحصیل روزی هرزه می نازی بمیدانی
که گندم را سفید از انتظارت گشت ثمرگاها

بامن چو اتفاق نباشد زمانه را
در خوشه آسیا ندهد رنج دانه را

تا دهد از ساز عیش رفته را آوازها
تکلف برطرف ولی چه سامان کمی دارد

ندارد چهره ام رنگے ز جوش ناتوانیها
چو گل تاراج چیدن رفته ام تا جوانیها

وله

برکش ساقیا گیسوئے عنبرفام را
سایهٔ انگور باید آفتاب جام را

سرفرازان پاک قلم از زیر دستان قائم اند
نیست جز دیوار عاقل تکیه گاہے بام را

نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا ‏ — که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

وله

شهید لعل شیرینی کسی گر دیده ام عاقل ‏ — هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

وله

بمکتوبی که شرح دیدهٔ خونبار بنویسم ‏ — سرشک خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را

وله

ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما ‏ — دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

وله

آب رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست ‏ — نرگسستانست گلزار سخن از صاد ما

جهان بشنم که در دست آسایش که دید اینجا ‏ — بقدر سخت جانی هر کسی در خون طپیدن اینجا

وله

راضیم بر بسر مه کشتن ای فلک گر ساعتی ‏ — همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

وله

از تمنا جان بلب نزدیک شد ‏ — گر رسد قاصد ز کویش دور نیست

وله

هیچ کس یارب اسیر جذبهٔ الفت مباد ‏ — مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

وله

بی رنج محالست بفردوس رسیدن ‏ — همواری ره گلشن کشمیر ندارد

وله

بروز آید که تحصیل ارم طاعت نمی خواهد ‏ — خدا در کارسازی از کسی رشوت نمی خواهد

نوبهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید ‏ — خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید

وجد می کرد لفظ بر سر کاغذ چو سپند ‏ — یاد چون گرمی یاران چه قدرها می کرد

آئینه روبچار خویش کردی ‏ — از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم ‏ — شیشهٔ بیکس سنگ ملامت کردم

عالمی را بنماز خم ابرو خواندم ‏ — من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم ناله گشتم نکهت گلها شدم ‏ — عشق میداند به نیرنگی که من رسوا شدم

چیست مطلب از گدازم کوزه ساز عشق را ‏ — سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقهٔ هر در زدم ‏ — پشت پا جائی که باید زد ز غفلت بر سر زدم

راه کدام فطرت و رسم کدام هوش است	وله	صد در دو سر خریدن از منصب بزاری
چو راهب به تبخانه بیدار بودن	وله	ازان به که در کعبه خوابیده باشی
جهان لبریز حسن اوست دید می باید	وله	بهر سو ماه کنعان است چشم تماشائی

عرشی - مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص - ابو القاسم کنیت - محمد فضل رب نام - آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہین - آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈہ ہے - آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی - سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین - ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے - طبیعت مین موزونیت و جولانی خداداد تھی چستی و چالاکی از حد زیادہ تھی - شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا - طبیعت والا و فکر رسا کے زور سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا - ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا - مین خیال کرتا ہون کہ آپکو بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن واجب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے - آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے - نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ - ادا ہاے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے - ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے - کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق - اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہہ رہا ہے - آپکا کلام ثبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور بموازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ ملایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین
فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈھنگ سے بٹھائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا
طرّہ خیال کرتے ہین۔ آپکو اگر فخر شعرائے ہند طوطی دکن کہین تو روا ہے۔ آپ خوش خلق
و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین۔ یاران ہم مشرب ہم مذاق سے
نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین۔ ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین۔ خوش تحریر
و خوش تقریر ہین۔ جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجلس سمجھتے ہین۔
حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے مزہ و لطف اٹھاتے ہین۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے
نیاز ہے کبھی کبھی مولوی مہدیعلیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات
ہوی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کر دیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق
ہین۔ چند مدت تک موہ لا نا ریاست گوالیار مین مقیم ہے۔ مہاراجہ کے صاحبزادے کے
ادب آموز تھے۔ بڑی عزت و آبرو تھی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تھی
کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور ہی چاہتا تھا۔ خود ہی وہانکا تعلق چھوڑکر
نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے۔ اکثر
قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکھے۔ فائز المرام نہین ہوئے۔ اسیطرح امیدواری
و انتظاری مین بسر کرتے رہے۔ طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تغافل
کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچھہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین
مین جو اس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتہہ آگیا ہے۔ آپ
یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین۔ آپ بھی معترض کے اعتراض و طعن سے
واقف ہوئے۔ ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے۔ معترض بھی دربار مین

باریاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی پہلی ہٹ دہرمی شروع کی - اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات طعن سے اعراض کرینگے اور آپکی واقعی لیاقت و استعداد کا اقرار - آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا - اور معترض صاحب کیطرح پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے - نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر - نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکے کہا فرمائے اب آپ کیا کہتے ہین - معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتہہ آہستہ لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ ان کے پاس ہوگی - افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی - صریحا معترض کی زیادتی معلوم ہوتی ہے - اب اس مقام پر فقیر مولف انصافاً گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا تہا کہ لا اصل لہ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس موجود ہے - جناب عرشی صاحب ترجمہ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق ہے کہ عرش و فرش مین - ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - متقدمین اور آپکی طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است - آپ اکثر قصائد سنگلاخ زمین کہتے ہین - ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین - متقدمین کے کلام مین یہہ صفت نہین ہے - میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون تا کہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہوجائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے - اسوجہہ سے معذور ہون - جناب عرشی صاحب ترجمہ انہین موانع و عوائق کیوجہہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال ہے - مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال وثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش وبشاش
رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست ورفیق سے شکایت
نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ حبل المتین صبر کو ہاتھہ مین تھامے ہوے خدا پر
توکل کئے ہوئے تھے۔ کہ اسی صبر توکل کی برکت سے بندگان عالی حضور پرنور
نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر ما یحتاج ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کر دیا تھا
بہرحال عدم مطلق سے بہتر تھا۔ مگر آپکی فیاضی وسیر چشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین
یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر وقانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً
پچاس برس کی تھی۔ آخر آپنے تقریباً سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بمقام بقا
رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم ہوتا ہے
تخمین وقیاس سے لکھا گیا

من الشعراء الفارسی

مدح مین نواب سعادتعلیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے نازم بکوے دیگرے نازم ‏ ‏ بمدح سروری سازم ہان درج نورانی
ملک چہرہ فلک قدرے وقدر قدرت قضا صولت ‏ ‏ بلبہا عیسئ ثانی بعارض ماہ کنعانی
ملک بخت وفلک تخت وکرم پاش وصبا اشہب ‏ ‏ جہان بخش وجہاندار وجہانگیر وجہانبانی
تہمتن تن سکندر در موید ید غضنفر فر ‏ ‏ بفر وقدر سلجوقی بہ بوق وتوق ساسانی
شقائق خود فائق دان محارب جیب بطالب دان ‏ ‏ بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی
ملک گوہر فلک منظر قبادا فسر منیر الملک ‏ ‏ کہ بر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی
زہے با موکبش نصرت علمدار جہانگیری ‏ ‏ خہے با پرچمش شوکت نشاندار جہانبانی

بکاشانش فلک تابان گر قندیل خورشیدی	بایوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی
بدرگاہش قضا بفرست حشمت را بجاروبی	بفرگاہش قدر بنشاند دولت را بدربانی
کیاست را بفکرت ذوق علم لیدن بغواصی	فطانت را بذاتت شوق آریدن بہ نیسانی

من اشعارہ الہندی

خون بار ہوگی چشم کفن ہوگا خون مین تر	پہچاننا عدم مین مجھے اس نشان سے
مین اور نوید وصل فلک اور امید مہر	قاصد تری تو باتین ہین وہم و گمان سے

عاقل - سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص - سید محمد سلطان نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن بریسٹ ضلع بارہ تہا - لیکن آپکے جداعلیٰ وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی - آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی - نشو و نما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب و ہوا مین ہوا - سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑہ لئے - پہر آپکے دلمین شعرگوئی کا ولولہ پیدا ہوا - مرزا اسداللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے - اُستاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے - اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے - استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے - اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی - آپ جو کچہہ کہتے تہے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تہا - اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آئے - اور شہر مین فروکش ہوئے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے۔ نجیب الطرفین تھے۔ نواب جامد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی۔ بنارس مین میر زبیر حسین مرحوم پہنکیت سفید پوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی۔ مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعرگوئی کا مذاق
تھا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجۂ اُستادی کو پہنچے۔ سنہ ۱۳ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
موجزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی۔ ہمدردئ قوم و خلائق کی خیرخواہی مین
ہمہ تن مصروف تھے۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تھے۔ آپکی ہمدردی خیرخواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے آرٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے۔ پھر آپنے نواب نظام یار جنگ
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا۔ اور آپکی سرکار مین معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے۔ تھوڑے ہی دن نہین گذرے
کہ نواب صاحب نے پھر از سر نو تغیر و تبدل فرمایا۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار فرمایا۔ اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا۔ عاقل متردد ہونے لگے۔ کیونکہ کام کے آدمی تھے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تھی۔ پھر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے۔ اسے اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین بہشت برین
روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تھی۔ مولف مقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے - خدا اُن کو غریق رحمت کرے - آپکا ایک خلف الصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے - چندمدت مدرسۂ اعزہ مین تعلیم پایا - بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا - خدا اُسکی عمر دراز کرے - چندمدت نواب خانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے - اپنی سرکار خاص سے کسقدر ماہوار عنایت کرتے رہے - امید ہوتی تھی کہ یہہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق وفائق ہو جائیگا - فی الحال مجھے معلوم نہین کہ فرخ سلطان کہان ہے - جہان ہو خدا اُسکو خوش و خورم رکھے -

من اشعارہ الہندی

اِک ہاتھہ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا
اے شمع یہان مشق گدازش کی ہے گرمی
کراک نگہ مہر کہ سب عیب ڈھکین گے
آندہی مین کہا کا غذ تصویر جلا کر
موت آئی عجب حال ہین بیمار کو تیرے
وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا
ٹپکے پسینہ بنکے گنہ بال بال سے
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری
کچھہ حسرتین بھی گریہ کنان ساتھہ سا تھین

آنا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا
شعلہ میرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
دامان نظر تیرا کفن ہے شہدا کا
اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

ولہ

گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا
جان ہے فشار زمین کے عذاب کا
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا
دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت - میر عبدالولی

عزلت تخلص - عبدالولی نام - آپ مولوی سعداللہ سورتی کے فرزند ہین

آپکی ولادت سنہ ۱۱۰۲ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو نما بہی وطن مین ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد یا جد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت آپکی عمر اُنیس برس کی تہی شباب کا عالم تہا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا تحصیل کے بعد ہند مین سفر کیا۔ دلی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تہا۔ طلبہ کو پڑہاتے تہے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تہی۔ پڑہاتے پڑہاتے خوب منجہ گئے تہے خاص کرکے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تہی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تہے۔ اور آپ بہی ادعاءً فرماتے تہے۔ کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین ازسرنو موجود کرسکتا ہون۔ شاعری مین بہی آپکو ایسا ہی غلو تہا۔ طبیعت مین تیزی و چالاکی خدا داد تہی۔ موزون الطبع تہے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے۔ پہر جوش فطرت و زور قوت سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بہی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکہے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹہیرا بلکہ اور آگے قدم بڑہایا۔ یعنے دوہے و کبت جہولنے و سوال و جواب و بارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بہی تالیف کئے ہین۔ امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکہی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تہے۔ آپ کو طوطی دکن کہنا چاہئے۔ علم موسیقی مین بہی بڑی دستگاہ رکہتے تہے۔ سازو قانون و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تہے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تہے

اس فن کے استادون نے آپکی استادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تھے۔ اور ہوش و حواس سے بےحس و حرکت کرتے تھے فن قرات کے بھی عالم و قاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑہتے تھے سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان ہوتی تھی۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ یاد تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بےبہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان اور آپ تاریخ مین مورخ کامل تھے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تھے۔ خوش تقریر و خوش تحریر۔ لئیق و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل روشن ضمیر۔ فقیر بےنظیر تھے۔ درویش دوست و درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے محبّت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے۔ بانی اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت و ذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور بہزاد مانی کو سنا۔ ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکھلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑہ گئے

سلف سے خلف تک سب آپ کا لوہا مان گئے۔ اور آپ فن مناظرہ مین خوب پہنچے ہوئے تھے۔ اکثر ہم عصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا۔ تب عزلت گوشہ سکوت مین عزلت نشین ہوا۔ بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ معاصرین بھی آپ سے کم نہ تھے۔ جواب ترکی بترکی دیتے تھے۔ آخر عزلت گوشہ سکوت مین ساکت رہتے تھے۔ چنانچہ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سہرۂ گل کے بیان مین لکہا ؎

ہلال عید خم بر سر کوے تو می آید | کتان پرچہ را نازم کہ بر روے تو می آید

مولوی عبد الولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھہ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا۔ شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض لکہا میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا بن ملا محمد سعید اشرف ماژندرانی کا شعر لکہا ؎

ہلال ہیئت ابروت کتانم سوخت | ہمت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد

اور میرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ؎

مہ نو قبلہ چاک کتان چون شد عجب نبود | لب خم دلم از دور بوسد رکابش را

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے۔ روم و عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہرین بایکدیگر معاصرین چوٹین کرتے تھے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تھے
جلسونمین مزے مزے کی باتین ہوتی تھین - ہم شربون مین مذاق و لطف کے
چرچے ہوتے تھے - افسوس وہ کیا زمانہ تھا اور وہ کیا بزرگ تھے - اب وہ بزرگ مین
نہ بزرگی - نہ وہ زندہ دل مین نہ وہ زندگی - نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین
نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین - نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی
سوال مین ہے نہ جواب مین - فی زماننا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے - مکابرہ ہے
ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے - دوسرا مرد مقابل نیکلے اسکی
عزت ریزی و اہانت مین پیروی کرتا ہے - مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے
کوسون دور رہتے ہین - عدم اُلم و لانسلم مین باہم جھگڑا و فسا د کرتے - کوئی حق بات کا
اقرار نہین کرتا - اور انصافانہ داد نہین دیتا ہے - اس ظالمانہ خیالات فاسدات سے
خراب و تباہ ہوتے ہین - جہل مرکب کے دلدل مین پھنسے رہتے ہین - اسوقت ایسا
زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک آدھ بزرگ قدما کی شان مین نظر آجاتا ہے -

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو - و میر غلام علی آزاد بلگرامی - و ناصر علی سرہندی - و لچھمی نراین
شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی - و عبدالقادر صاحب
سامی اورنگ آبادی - عبدالحکیم حاکم - و نور العین واقف وغیرہم -

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا - لائق شخص
خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے - مشارالیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا
ہوا - بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شہر دہلی مین پہنچا - وہان مدت تک رہا پھر سراج الدین علیخان آرزو کی خدمت مین مدت تک رہا - فارسی و اردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا - شاعر شیرین مقال سخنور نازک خیال تہا - صاحب دیوان فارسی و اردو ہے - فارسی دیوان مین اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار - پہر آپ ہندوستان سے ملک دکن مین آئے - شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی - اُسوقت اورنگ آباد علما و فضلا کا مجمع تہا - امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا - چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر کامل تہے - اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا - شہر مین سکونت پذیر ہوئے - علما و شعرا سے ملے - سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی - اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی - نواب ناصر جنگ شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے - نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر ضرورت ما یحتاج ماہوار مقرر کردی - آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے - پہر ناصر جنگ شہید کے بعد حیدر آباد دکن مین آئے - یہان کے مشائخ و علمانے بہی آپکی بڑی عزت کی - مدت تک حیدر آباد مین رہے - خوشحال و فارغ البال رہے - نواب نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تہے تا بہ زندگی جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے - چمنستان شعرا مین لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی لکھتے ہین کہ مین آپ سے حیدر آباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی - درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور ہوی نہایت تونگر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے رہے - ہم بہی اس ریاست کے دعا گو ہین خدا اس ریاست کو تا قیامت قائم رکہے - اکثر خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے - مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی القادری نے

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہین معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہین۔ اور آپ بھی آبائی طریقہ پر سنی المذہب تھے۔ اور آخر عمر مین شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان مین طریقہ قادریہ مین مرید ہوے تھے مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے کیونکہ امامیہ قادریہ باہم مخالف ہین دو متضادین کا ایک مقام مین جمع ہونا ممکن نہین دونون فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و تہذیباً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ ہین وجود واجب و رسالت کے مصدق ہین اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہین پس سب کو چاہیے کہ باہمدیگر مثل شیر و شکر رہین کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہوسکے بھلائی کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل مین اسقدر مبالغہ کرتے تھے کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہوگئے۔ آپنے بحیثیت درویشی جو کچھ لکھا یا کہا ٹھیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہین ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است ؞

صاحب مشکوۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپ کی نعش مبارک میر مومن کے دائرے مین مدفون ہوئی۔ اس دائرے مین خاص امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہین انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک یہہ لوازمہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ مین مدفون ہوئے ہین۔ دائرہ مین دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہین ہوتا۔ ہان اگر کوئی دلیل خارج ہین اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد بلگرامی نے اپنی کسی تالیف مین آپکو امامیہ نہین لکھا نہ کسی تذکرہ نویس نے صاحب مشکوۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے
ہین۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے۔ یا ہندؤن سے لیا ہے۔ کیونکہ ترکن کے
ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ محبت پرست و وضعدار تھے۔ سراپا حلم و خلاق
تھے۔ بانی اجتماع و اتفاق تھے۔ شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تھے
آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تھے۔ مسافر نواز و مہمان پرور تھے۔ حسن سلوک
مین نامور تھے۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
و شان سے فرماتے تھے۔ عمدہ عمدہ کھانے پکواتے تھے۔ انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تھے۔ علمائے شہر و مشائخ عصر کو دعوت دیتے تھے۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر
و مدارات کرتے تھے۔ تبرکاً آپ آفتابہ و سیلابچی ہاتھہ مین لیکر سب بزرگون کے
ہاتھہ دہلاتے تھے۔ اسیطرح محرم شریف مین بھی دس روز تک شہدائے کربلا کا بیان
فرماتے تھے۔ اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تھے
آپ خوش الحان و خوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تھے کہ مجلسہ اسوقت کا سماں کھلاتے تھے۔ کبھی شجاعت کے بیان مین
کبھی ہمت کے میدان مین سبکخرام ہوتے تھے۔ کبھی جرأت و شہادت کے عرصہ مین
تیز قدم۔ کبھی صولت و بسالت کے اظہار مین چست دم ہوتے تھے کبھی
شہادت کے معرکہ مین سبقت۔ کبھی صبر و قناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تھے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تھا اُسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی
نہین چھوڑتے تھے۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تھا۔ زار زار روتے تھے۔

بیچینچ چیخ کر آہین مارتے تہے - افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکدو بند بہی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے - اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تہی - ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تہے - جو طلبہ ہوتے تہے علم و فن حاصل کرتے تہے - جو شائق موسیقی ہوتے تہے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تہے - جو شاعری کے طالب تہے وہ شعر و شاعری مین فرہ پاتے تہے - جو درویشی تصوف کے جویا تہے وہ بہی آپسے مستفیض ہوتے تہے - جو مصوری کے شائق ہوتے تہے وہ بہی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکہتے تہے - ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تہے - خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تہے - اُسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچا تہا نہ کوئی شاعر - اکثر اُن آپکے خوشہ چین تہے - اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی - اُسکو برادرزادہ سید نقیر اللہ سے منسوب کردیا تہا - اور برادرزادہ کو بجائے فرزند سمجہتے تہے - اُس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تہا - اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تہا جو کچہہ اثاث البیت تہا وہ سب اُس کے تفویض کیا تہا داماد لائق و اطاعت گزار تہا - عم بزرگوار کو بجائے والد سمجہتا تہا - کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتا تہا -

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تہے - آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند - اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تہے - کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تہے - اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تہے مجلس کی رونق و زینت تہے - صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

درین زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا ۔۔۔ کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۲۶ رجب سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین اس عالم فنا سے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن مین میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ ملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کرین اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھہ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہوجائیگی۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را مایۂ جرم دگر باشد ۔۔۔ کہ در ہر سجدۂ عزلت شود نزد امن بینا

وله

یار صاحب اعتبار از حلقۂ آغوش ماست ۔۔۔ یکقلم بر مصرع بالائے او صاد ہیم ما

وله

کو دماغت کہ کشتی در دسر کشتن ما ۔۔۔ میکشد تیغ ترا جاذبہ گردن ما

وله

محتسب میکشتی ما بود از حکم خدا ۔۔۔ از ازل جام چو تر کش شدہ جز و تن ما

وله

بشتہر ما کہ باشد فخر عاشق چو یار آنجا ۔۔۔ چو فانوس خیالی گشتہ می قصد بدار آنجا

وله

از بسکہ اسیریست پسند ہوس ما ۔۔۔ شد غنچہ صفت جز و تن ما قفس ما

وله

کے شب ہجرش تلاش دادرس ما شد مرا ۔۔۔ مشفقے چون بیکسی ارم کہ بس ما شد مرا

وله

جنون سامان شاہی گشت جانبازان ہامون را ۔۔۔ بود تخت روان ہر گردبادی خاک مجنون را

زجوش لالہ ہا ہر داغ و خون شد سینہ ہامون را ۔۔۔ زبام افتادہ دیدم یک بیابان طشت مجنون را

وله

با خیال خط سبزش بسکہ خو باشد مرا ۔۔۔ چون صنوبر سبز بر تن مو بمو باشد مرا

وله

چون گردباد عشق بر آورد کام ما ۔۔۔ گردد ز دست طالع برگشتہ جام ما

ولہ
هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا — همچو مژه سائیم دو کف از نام تماشا

ولہ
ز فیض خاکساری مشرب نقش قدم دارم — بفرقم هر که پا زد جا دهم در چشم پایش را

ولہ
سرکشیدی تابی عاشق ز جیب یار هم — گل گریبان میدرد در عزلت بجای عندلیب

ولہ
از ملایم طینتان روشن ضمیران را چه سود — جز طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب از آب
آبرو سرمایهٔ روشندلان بیطاقتی است — چشمهٔ آئینه را پیداست از سیماب آب

ولہ
ز شوق او بعدم هم رها نکرد بدم — چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست
گذشت سیمتنی مست با ز دلم عزلت — اشک حسرت من ره یاسمن باقیست

ولہ
ازبسکه کشیدیم ز مطلب بحیا دست — برداشته زاهد بدعای ما ز دعا دست

ولہ
داغش که بوده است جگر گوشهٔ دلم — خون گشتم از چه راه در آغوش لاله رفت

ولہ
خوابیده است پایم و راهش فرع یاد منست — دستم ز کار رفت و گریبان دریده نیست

ولہ
دستک زنند گرد من اطفال جای سنگ — دانسته اند خاطر دیوانه نازک است
بصرفه وا مکن لب دشنام بر دلے — آهسته ریز باده که پیمانه نازک است
بگرم جوشی یاران عصر تکیه مکن — که چون معانقهٔ عید اعتمادی نیست
شور سنگ اندازی طفلان هم آواز منست — داغ دل سوز منست و باده دمساز منست
همچو قرآنی که بنویسندش از خط فرنگ — هست بی عشق علی سید شدن تنها عبث
جامه وار است توکل بقد همت تو — کله فقر بدست آر ز دنیا سر پیچ
میخواستم که وصف لب او رقم کنم — گردید در کفم چو رگ لعل خامه سرخ
ز داغ سوگ دل هرگه آتش دیده میریزد — سر شکم چون قلم رخت سیه پوشیده میریزد
او گرم دلبر است جهان را خبر کنید — ما باختیم دل دگران را خبر کنید

دل صدپاره ام چون گشت وگاهی هم نزد عزت

سنم آنقدر دان ورد گر طفلان اگر سنگی

معجز نمود خط لبش چون نمود کرد

بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدم ست

پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می آید

حق دل دادن من باز تلف کرد آخر

روزی گذشت از لحدم مهر طلعتی

پرگهر ساختیم از گریه بیابان امروز

یاسمن اندام من گلگون قبا میپوشد

قدر وسعت مشرب عزلت شناخت کهسار

پرکن و خالی نما باقی همین باندز تو

این زمان عزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع

گر شود منظور چشم مست او روی چراغ

زده ست تا بدلم برق آرزوی نجف

بسکه بی سامانیم فقرست خوش خانه ام

پس زمردن هم ز سوز محبت نیستم فارغ

برنگ لاله دل را از غمش خوشحال میکردم

قد او دیده طرح مصرع فرباد میکردم

تا دل خونین زهند و دیده تر میبرم

گلی کم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد

بمن ناخورده افتد میزنم بر سر بدست خود

یعنی زنیلم آتش یاقوت زود کرد

ورنه آن آب بقا را آبجویان گفته ام

ز چاک چشم امشب ناله زنجیر می آید

چشم هجران مرا ای هدف کرد آخر

چون صبح میدمد ز غبارم صفا هنوز

کرده ام شام غم خویش چراغان امروز

صبح عید شفق نام خدا میزیبدش

گردباد از سیر صحرا میکند هر گام رقص

میکند گریان بساقی شیشه و پیمانه عرض

در لعل دارد جدائی هست هرجا اختلاط

متصل آید شمیم باده از بوی چراغ

چو آفتاب ز سر میروم بسوی نجف

چین فتد از بوریا بر جبهه ویرانه ام

چو رنگ لاله دارد دامان قاتل داغ شد خونم

ز داغ سینه بر روی تمنا خال میکردم

ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم

نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبریم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود
زہر قبرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعارہٖ الہندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا
آب تر سے جیون گوہر وضو کرنا پڑا

سیہ روزی مین میری قدر کو جب آ کیا جانین
اندہیری رات مین کسکو کوئی پہچانتا ہیگا

غیر آہ سحر مین داغون کی جانیکا علاج
جز صبا کیا ہی چراغون کے بجھانیکا علاج

کس خوشی سے کاٹتا ہون اُن لب میگون کا غم
ہے قمر ہنس ہنس کے رونیکا سند اُلقین مین نفس

دل سسکتا ہے اے زلف و چشم خوبان الوداع
ہم چلا دیوانہ اے زنجیر و زندان الوداع

تیری زلف کے شب کا بیدار مین ہون
تجھ آنکھون کی ساغر کا میخوار مین ہون

کدہر ہنتا پھرتا ہے اے گریۂ غم
کہ آنکھون سے تیرا خریدار مین ہون

دیکھ رنگین چمن کو دل مرا غمناک ہے
گل کے ہاتون خون بلبل کا گریبان چاک ہے

خاطر یاران مین ہے ہم خاکسارونکا غبار
صاف ہے شکوہ دلون مین کیا صحبت خاک ہے

غرض ہے وہ صنم آنکھین دکھاتا نظر پھر آتا ہے
یہ دل دینے کے عصیان کی سزا ہے حق کہتا ہے

عمر۔ معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص۔ معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے۔ عالمگیری زمانہ مین اورنگ آباد وارد آئے۔ اور آپکا مولد اورنگ آباد رہے۔ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی۔ ولی کی عنایت توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعرگوئی مین ہمعصرون سے فائق ہوا۔ آپکے کلام نمکین سے اہل سخن مزہ پاتے ہین۔ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہین۔ کلام سلیس ہے اسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار و خوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج مین خاکساری و انکساری تھی۔ عالمگیری منصبدارون مین ملازم تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ھ ہجری مین ہوا۔ اورنگ مین مدفون ہوے۔

من ۲ شعارہ الہندی

مست وہ ہے کہ روز محشر مین
گر نہین میری صید کے مائل
اپنی آنکھون اوپر نگاہ کرو
بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
تل مین دل لیکے یون مکرتے ہو
مجھے رنگین کہا کیا سبب ہے مین نہین پوچھا
باغبین صرصر سے ہوئی ہے خزان آخر کو دیکھو

اوٹھ کے پوچھے یہہ غلغلہ کیا ہے
تل بنا نیکا مدعا کیا ہے
آج مخمور ہین پیا کیا ہے
کیا اسیرون کو مار ڈالوگے
جمع کر کیا اچار ڈالوگے
کہ گویا ان تلون مین تیل نہین
اولجھنا اوسمین لگا وقت تہا مین نہین چہپا
عاقبت عاشق کی آہ ای گلبدن برباد نہین

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہین معلوم ہوا کہ کس شہر کا ہے مگر ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہا۔ اسکے بعد مین فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تہا۔ پیرپرست اولیا دوست تہا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکہا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تہا جہان اسکا شیخ ہوتا تو

کبھی اسکی طرف پشت نہین کرتا تہا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تہا اور کبھی پیر کے سامنے آنکھہ اُٹھا کے نہین دیکھتا تہا۔ ہم کو بجُز چھمی نرائن کے تذکرہ سے اُنکے دو شعر ریختہ دستیاب ہوے۔ ھو ھذہ

ڈرتا نہین ہون بانک و کٹاری کے زخم سے	بانکی نگاہ دیکہہ تری ٹل گیا ہون مین
کان نمک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکہہ	لونی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی - نعمت خان

عالی تخلص - مرزا محمد نام - نعمت خان خطاب - آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہین - آپکی والد ماجد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے - اور یہان سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی - صغرسنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین مین نشو و نما پایا - اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی - ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن کرتا تہا - تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین مین شریک ہوا - بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا - حیدرآباد کے محاصرہ مین شریک تہا - جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور مین پیش کیا - عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا ؎

از نصرت بادشاہ غازی	گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ	شد فتح بجنگ حیدرآباد

پہر ۱۱۰۲ھ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا - اور نعمت خان خطاب پایا -

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد مین جواہر خانہ کا داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا۔ سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سربلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامہ تیموریہ لکھنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ نسخہ تمام کرے آخر شہر لاہور مین ۱۱۲۱ہجری مین فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپایدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور میر محمد مومن استرابادی کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا پتا نہین ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے مجھکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی کہ جسپر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ والعلم عنداللہ بحقیقۃ الحال۔

تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے۔ اور عالمگیر کے فوت ہونے کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ مذکور ہوا نورجہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر مذکور مین مدفون ہوا۔ بندہ ماخوذہ من تذکرہ گلزار عنا وغیرہا۔

عالی عالم فاضل و ادیب کامل جامع فنون کمال و عجوبہ عدیم المثال تھا۔ انشاپردازی مین بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تھا۔ ہجوگوئی مین استاد ہجو مین اُس کا قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گولکنڈہ سے اُسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دبا تا ہے۔ اور ابوالحسن تانا شاوالی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے
وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تہا۔
عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند کامگار خان کے شادی کی ہجو مین ایک قطعہ عجیب و غریب لکہا ہے
مشہور ازام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل لاینحل تہا میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین
اسکی شرح بہ تقاضاے احباب لکہی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت ہجو کی جہ سے صرف قطعہ کی
اول بیت پر اکتفا کرتا ہون۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ وھو ھذا

بار دیگر کد خدا شد خان عالی منزلت   با کمال عز و تمکین با وقار زیب و زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار مین جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت
گذر گئی مگر اسکی قیمت وصول نہین ہوئی ایک رباعی لکہکر پیش کی ے

اے بندگیت سعادت اختر من   در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خرید نیست پس کو زر من   ور نیست خرید نی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکہتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی
قدردان و جوہر شناس تہی۔ خود دیوان کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ مین ابتدا حال مین
طبابت کا شغل موروثی رکہتا تہا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تہا
آخر چونکہ حکیم لفظ حکیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی
تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے
ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشا پردازی مین شوخ و دلیر ہے۔ موقع
و محل کا بڑا لحاظ رکہتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم
والفنون تہا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تہا۔ علم ہیئت و نجوم و رمل مین

علماً و عملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علما سے استفادہ کیا تھا
باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تھا کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم
ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تھا۔ صاحب التالیف والتصنیف تھا۔۔ من تصانیفہ
واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات و حسن و عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زار می سازد مرا
خوش نمی آید دل آسودۂ محبوب مرا

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا
کار با طرفہ جفا پیشۂ افتاد مرا

ز عیش رفت بہا دانچہ بود در گرہم
در تماشا طاآرد و صال و ستان مشتاق را

نیشکر بر بند بند خویش خنجر بستہ است
ترسم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب

زخم شمشیر چو بر سنگ رسد بر گردد
در غمت بخت سیاہی دارم و چشم تری

مصیبتی است ملاقات مردم عالم
فیض را افتادہ کوئے قناعت یافتہ است

اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست
اہل سعادت از پی ایذا نمی شوند

آخر آن ہندو پسر زنار می سازد مرا
بدشود با ہر کہ گو یدپیش او خوب مرا

نگاہ گرم رقیبان کباب کرد مرا
کہ بیا دم کند و نی رود از یاد مرا

چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا
حلقۂ صحبت نمی باشد کم از جام شراب

تا بدا نی ہیچ نوشی در جہان بی نیش نیست
دیدہ ام تقویم را امشب قمر در عقرب است

سخن ہند بہ سنگدلان نادانی است
از سواد ہند تا سرحد جیحون از من است

ہمین کہ دست دلہا بسر سلام شدہ است
سایۂ بال ہما نور سعادت یافتہ است

خواب شب تعبیر خواہد یافت چون فردا شود
بر تیر ہیچکس پر و بال ہما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
بیخودی فرصت تصویر بنقاش نداد
کشت امید مرا نشو و نما معکوس شد
ببزم وصل و کاش اینقدر ہم میشدم محرم
کوکب سوختہ میکرد گراندک مددے
از عصائی خویش طفلی را جنیبت میکشیم
گیر ونگہ چشم تو شاید بکمندش
بیاض گردنت از بوسہ ہر جا نقطہ می خواہد
ہر کہ بپرسد این سخن عمر دوبارہ چون شود

آخر این شیشہ شکستند و بناتم دادند
جان کشید از تن و جان نکشیدہ است ہنوز
رو بپائین میکشد قد ہمچو باران دانہ ام
کہ چون آئینہ حرفی از پس دیوار می گفتم
ہمچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم
از رکابش در وقت نیسواری نیستم
رم کردہ تر از آہوی صحرا ست دل من
بدستم ساعتے بسپار و سیر انتخابم کن
از برای می برو باز بیا کہ ہمچنین

عاصی۔ شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص۔ شیخ نور محمد نام۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکہا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تہے۔ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوئے۔ نواب جنت خان کاشغری کے ہمراہ دلّی مین سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تہے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تہے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلّی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے۔ اُسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تہے صوبہ دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمت مین رہے

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تھا اُسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے۔ فانی المشرب طالب درویشی۔ رقیق القلب حلیم الطبع تھے۔ علم تصوف و حقائق معرفت مین بے نظیر تھے۔ مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے آپکے حلقۂ درس مین مشائخ و شائقین شریک ہوتے تھے۔

پس شہر برہانپور مین عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی جب آپ نے سن شعور کے میدان مین سبقت کی تب آپکے والد فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوے۔ مولوی صاحب و دیگر علما کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی پڑہنے لگے۔ سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق ہوا۔ قدرۃً طبیعت موزون تھی۔ اور سخن سنجی سے دلچسپی بھی تھی۔ شعر گوئی شروع کی۔ اور کلام کی اصلاح میرزا محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے تہوڑی ہی مدت مین شاعر ہوگئے۔ شباب کا عالم تہا مزاج مین چالاکی موجزن تھی۔ آپنے اپنے آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ موزون کر کے پیش کیا۔ فقیر مولف کو آپ کے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوے **هو هذا**

سینہ ام از گریۂ شوقت مصفا گشتہ است	کردہ ام از آب این آئینہ را روشنگرے
مصرع شمعی است نو افشان بزم اہل دل	تا شدم در وصف او سرگرم معنی گسترے

نوابصاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور کتبخانہ و قلمدان کی داروغگی پر معین کیا۔ آپ تا بہ زندگی نوابکے کتبخانہ کے داروغہ رہے نواب صاحب کے فوت ہونیکے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے - ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک
غزل پیش کیا - حضور آپکے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے - اور آپکے
کلام کی احسنت و مرحبا کہہ کے داد دی - اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی -
اور اُسیوقت سنائی - عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے - حضور نے
منصب مناسب پر مقرر فرمایا - علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت و مرحمت سے سرفراز فرماتے
تھے - حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمت مین
رہے حسب دستور رہا ہوا منصب پاتے رہے آخر ۱۱۶۶ھ ہجری بقول بعض ۱۱۶۵ھ ہجری مین
نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے - نواب صاحب
نے میر عبدالحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا - آپ
چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے -

مرحوم دیدہ کے مولف نے لکھا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے ولیخانے
پر ملا تھا وہ پھر میرے مکان پر تشریف لائے - بہت محبت و شوق سے ملے - لائق
شخص ہین آپکی طبیعت سلیم و حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے - خوب کہتے
ہین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا
ہے انتہی کلامہ -

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی - اور درویشی
اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پھر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوئے
چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی - یہہ واقعہ ۱۱۷۵ھ ہجری مین واقع ہوا
شہر مذکور مین مدفون ہوئے -

من اشعاره الفارسی

ساقی ما گر مے آرد بدست آئینه را　　سازد از جام نگاه خویش مست آئینه را
می نشیند پیش رویت هر سحر با اعتقاد　　شعلهٔ حسن تو کرد آتش پرست آئینه را
تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن　　پیش رخسار تو حیرت نقش بست آئینه را
از تغافلهائے او در سینه شد دل لخت لخت　　کم نگاهیهائے آن ظالم شکست آئینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها　　تسلیم کرد آشنائیها
داغ شد لاله تا بصحرا دید　　گل بنقش برهنه پائیها

وله

فتاده عکس رخش بیحجاب در ته آب　　نمود جلوهٔ صد ماهتاب در ته آب
چنان ز هجر عاصی گریست ای ظالم　　گذشت خانهٔ مردم خراب در ته آب

وله

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت　　ساقی مست جام لعل میگون خود است
مصرع خود را اگر سرو سهی موزون نوشت　　غنچه هم در فکر بند و بست مضمون خود است
اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست　　دامن ما پر گهر از چشم پر خون خود است
رو نمی آرد دل عاصی بسوے هیچکس　　تا جمال یار در خود دیده مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح　　از برائے نام خود نقش نگین کردیم طرح
تا پود خرقه را کردیم رنگ از خون دل　　تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح
تا کردم ازان کاکل مشکین سنجے طرح　　گردید بهر طرف سواد ختنی طرح
در گلشن آئینه عکس تو جا کرد　　از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از در کشید آہے　　تیر ناوک ز کمان جست خدا خیر کند
میروم در سفر عشق بچشم گریان　　راه این بادیه آبست خدا خیر کند

حسن شانہ دام بلا بود بدل — شانہ با زلف تو پیوست خدا خیر کند

اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف — با تتار نگہ از مژہ شیرازہ کند چشم

ولہ

گر یک قدم از لطف گزاری سوی عاصی — از دل بکند خانہ و دروازہ کند چشم

ولہ

زدود آہ ما این گنبد میناست میدانی — سحاب اشک از کف دریائے اشک ماست میدانی

نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل کہ می بینی — زخون کشتگانت این نشان پیداست میدانی

بخون عاشقان از بسکہ بازی کردہ ظالم — بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوہ گر این آئینہ آفاق است — ہر کس بجمال خویشتن مشتاق است

ازسوز تو اے درد کسی آگہ نیست — این راز ز پردہ دل عشاق است

ولہ

در عرصہ دہر تا کہ پیداست سخن — روشن گر آئینہ دلہاست سخن

از بسکہ بد ہر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماہ نو کاست سخن

ولہ

اے شکل ہلال کردہ ابرویت — آئینہ ماہ پرتوے از رویت

آسان نتوان زبند عشقت رستن — آویختہ دل بحلقہ گیسویت

من رباعیات الہندی

گر نسخہ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھہ بہر طرف کہ ہے جلوہ حق

نادان نہ پاوے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکرے سینہ شق

ولہ

تجھ غم کی آگ لمبی کہا ہون چھپا کے مین — ڈرتا ہون تا فلک اڑے بہتر کہین

تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن مین جا — دیکھا نہ تب سے سرو نے روئے ثمر کہین

ولہ

سمجھے مین ہم کہ اب کہین تم نے دل ربا — بیٹھے کہین ہو بات کہین ہے نظر کہین

آتا تھا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب	ولہ	ایسا گرا کہ تیغ کہین اور سپر کہین
کیا ظلم ہے اے سوئی پلکون والے		آہستہ سیو زخم ہین دل کے آلے
ترچھی وو نظر گذر گئی سینے سے		ورنہ نہیں رہے بہت ہین دیکھے بھالے

عشرت۔ خواجہ ابوالبرکات خان

عشرت تخلص۔ خواجہ ابوالبرکات خان نام۔ آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہین۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے۔ آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب ہوا مین ہوا۔ سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی اساتذہ شہر سے ختم کین۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تھی۔ کلام موزون کرنے لگے۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تھے۔ طبع رسا و ذہن فلک پیما سے موصوف تھے۔ خوش خلقی و نیک سیرتی مین معروف تھے۔ آپکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین ہے۔ آپکی وفات تخمیناً ۱۱۸۰ہجری مین ہوئی۔ بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن ہوئے۔ ھو ھذا

شب کہ دل در گرہ کاکل مشکین تو بود		وارث عقدۂ او شانۂ رنگین تو بود
ور دو سر بود بہ از بخت سعید آنروزم		کہ بہ پیشانی من دست نگارین تو بود
یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال		حلقۂ گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ الہندی

مین ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا		تب سیتی خواب ہوا دیدۂ حیران سے جدا
رات دن اس دل بیتاب کی صحبت برار		آہ سوزان سے جدا اور دیدۂ گریان سے جدا

عشق کی آگ میں قائم ہوں گل شمع ساں میں | سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس وا اس | سر کہیں آنکھیں کہیں اور دل علی ہذا القیاس

وله

کیا ہوا حاصل تمہیں توڑے ہے اس مفلس کا دل | ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

وله

احتیاط جان کئے جب تک کہ دل پاک تھا | اب تو ہم گذرے سبھوں سے کس کے جان اور کسکا دل

وله

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے | آب دریا آب گوہر کیونکر شامل ہو سکے

وله

گلشن دل میں اگر سرو خراماں گذرے | اشک خونی سے گلستان میں طوفان گذرے

وله

مسی پان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی | خمار مے سے ظاہر ہے تماش سرخ کنجابی

پلک مارتے آنکھوں سے ہو گئے غائب | ہمارے اشک خونیں کر گئے پرواز سرخابی

ہمارے دلکو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو میں | کہ جیوں محراب میں خوش ہے سدا شئہ نور محرابی

وله

دیکھا ہوں جب سے باعین اس خوش نگاہ کو | نرگس نے کی ہے کل میرے سر سے بجائے آنکھ

عشرت مدام مد نظر رکھ یہی دعا | دل جائے جان جائے ہرگز نجائے آنکھ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص - محمد قمر الدین نام - آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہیں اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ - تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تھے - خدائے تعالی نے آپکو فی زمانا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے - آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت میں دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کیں اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا - ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ وما علیہ خوب سمجھا۔ اور شاعری کے میدان مین قدم رکہا۔ اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑہ گئے۔ جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ۔ آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوی۔ شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوے۔ من کلامہ۔

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے		چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی۔ مولوی سید علوی

علوی تخلص۔ سید علوی نام۔ آپ کنی المولد والمنشا ہین۔ فارسی وعربی مین استعداد کامل رکہتے ہین۔ عبد الحلیم خان حاکم شاہ نور نکاپور کی خدمت مین ملازم تہے ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تہے۔ مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نیازمندی کا رابطہ قائم کیا۔ اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا۔ تا بہ زندگی عبد الحلیم خان کی خدمت مین ملازم رہے۔ آخر سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ **وھو ھذہ**

داغ شمع وآہ مینا چشم جام اشکہا		طرفہ طرحے انجمن دارم تماشا کردنی است
من برنگ خنگر از سوز جگر در زندگی		جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ		در دل لعلت بمن دارم تماشا کردنی است
بفر بان مزاج نازک آن صندلی جسم	ولہ	کز آواز شکست رنگ دردسر کند پیدا

	مستی عشق بہ پیرانہ سری بسکہ فزود حلقہ قد دوتا نشاء دوبالا بخشید	

عابد - میرزین العابدین

عابد تخلص - میرزین العابدین - اصفہانی المولد والوطن ہے - شہر حیدرآباد مین بغرض تجارت آیا تہا - چندمدت دکن مین بسرکرکے وطن مالوفہ چلاگیا - خزان و بہارکے مولف نے لکہا کہ جب حضرت بلیغ حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے تب عابد آپکی خدمت مین حاضر ہوا تہا - اوراپنے چند اشعار حضرت کے ملاخطہ مین گزرانا تہا انتہی کلامہ من کلامہ

تانقاب از چہرہ آن طناز رور انداختہ است	شہرۂ حسنش ببے درشہر شور انداختہ است

رباعی منہ

عشاق ترا کعبہ و بتخانہ یکے است	با مہر تو آشنا و بیگانہ یکے است
عابد تو بہ گرد خانہا چند روی	ہرجا کہ روی تو صاحب خانہ یکے است

عروج - میربہاءالدین حسین

عروج تخلص - میربہاءالدین حسین خان نام - آپ ضیاءالدین حسین خان رنگین اورنگ آبادی کے فرزند لبند ہین - آپکی ولادت ۱۲۵۷ھ سنہ ہجری مین شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے کتب درسیہ مولوی میرانورالدین علی سے تحصیل کین اور شاعری مین آپکو اولاً میر عبدالغفار مہربان سے ثانیاً مولوی بلیغ سے تلمذ ہے - اور مولوی قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض و قوافی مین پڑہے - اور کلام فارسی و ریختہ کی مشق بہی آپسے کی - اور مولوی صاحب کی جناب مین حسن عقیدت و صدق ارادت سے بیعت بہی کی - صوفی المشرب پیر پرست تہے - شعرگوئی سے آپکو دلچسپی بہتی ہے - جو کچہہ کلام موزون

فرماتے ہین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرۂ گل عجائب من المقالات الغرائب کے
مولف نے لکہا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان و بہار تالیف کیا۔ اسمین شعرائے معاصرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے مین محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابہی تذکرہ کا
مسودہ مبیضہ نہین ہوا تہا کہ آپ ۱۲۳۰ھ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کرکے
مبیضہ کرایا۔ اُن اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندہا۔ تذکرہ کی خوبی دیکہنے سے معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکہتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان
سلف نسلاً بعد نسل علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہین۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود
عالمگیری عہد مین عالم و فقیہ متبحر تہے۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تہا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بہی کیا تہا۔ آپکے جد علامۂ عصر تہے۔ دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام
فرماتے تہے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکورہ پر مقرر ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر و مدارا ۃ کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد مین ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپ کی رحلت ۱۲۳۰ھ مین واقع ہوی۔ اور اورنگ آباد مین جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ مین جو نہر رسول کے کنارے واقع ہے دفن ہوے۔ **من اشعارہ الفارسی**

بجا گستر نشاند تاب رویت آتش گل را پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق ‏ سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را
عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری ‏ رگ اندیشه‌ات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا ‏ شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا
شهادتگاه سرجوش نیرنگ دگر دارد ‏ ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

زینتی در کار نبود حسن تابان ترا ‏ هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
نشاء رنگ افزا کرد حسن مدهوش ترا ‏ باده کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن افشان گذشت ز تربت نگار ما ‏ موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

بپیچ کاکل مشکین خویش را ظالم ‏ متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

وله

نغمه پردازی من کرد چو آهنگ عروج ‏ شور از حلقهٔ مرغان غزلخوان بر داشت

وله

محفل روشندلان را نیست سامان احتیاج ‏ در شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

وله

عرصهٔ فرهاد رفت و دور مجنون هم گذشت ‏ سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود
گرد غمگین فکر فردا خاطر شاد مرا ‏ بر سرهم آرای فغان امروز جلاد مرا
شب که محو رنگ نقش چشم آن مخمور بود ‏ خامهٔ بهزاد ما از ریشهٔ انگور بود
یاد چشم مست او رنگ دل ما بشکند ‏ میزند جوش آن قدر این می که مینا بشکند
وسعت آباد جنون آئینه دار حسن کیست ‏ صدمه بر مینا رسد گر تیشه خارا بشکند
قد ترا قیامت ناز آفریده اند ‏ زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند
ای فدائے مختصر قد تو بالائے پری ‏ وے بقربان سراپایت سراپائے پری

من اشعاره الهندی

کب لگ رہیگا ہم سے تو بیزار دیکھنا ‏ بنتا ہے کان تلک ترا انکار دیکھنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین
روئے خوب اُسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ
یون ظلم اے پیارے کر تو کیا کرے گا
یہہ بھی اک عاشقون کا سودا ہے

اگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی
اُسطرف صبح وطن شام غریبان اِسطرف
اے دل اُس زلف مین اٹک تو سہی
شاخ ریحان ہو اگر آہ میری دور نہین

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہندمین آئے وزیرالممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے - نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مرادآباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے - تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے - دولت بنگش کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اُسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہر ایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - **ھو ھذہ**

گر چنین غمزہ او دشمن ایمان باشد
ہر گاہ بار رقیب برا بر گذشتہ ایم
عاشق بکوئے یار ز احوال ما مپرس

کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
اینست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین - اورنگ آبادی الموطن ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف - اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تہا خوش سلیقہ و خوش طریقہ تہا - عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا - میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا - طبیعت کی چالاکی و شوخی دکہلانے لگا - کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا - رفتہ رفتہ مرتبہ سخن کو درجۂ بلند پر پہنچایا ۱۱۷۵ھ سنہ ہجری مین زندہ تہا جب میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری ۱۱۷۵ھ سنہ ہجری مین اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا - واقف آپکے حق مین کہتا ہے

دیدیم کتب خانہ ہفتاد دو ملت ؛ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تہا - احباب سے نہایت خوش خلاقی و محبت سے ملتا تہا - مرد خوش صحبت و با مروت تہا - ۱۱۹۵ سنہ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

اگر وو قاتل جان بخش کہینچے تیغ ابرو کی	ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو
مین وو تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند	کٹی گردن سے میری و زبان شکر پیدا ہو
ادہر بلبل گذر جا گل سے ادہر گل گلستان سے	جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو
سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر	ولہ نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مور سے نکلے

عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص - مرزا عاشور بیگ نام - آپکا اصلی وطن برہانپور ہے - آپ ۱۱۷۵ سنہ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے - اُسوقت آپکا عالم شباب تہا - ذکی الطبع و ذہین تہے - علمی لیاقت بہی درست تہی - شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا - طبیعت کی چالاکی سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے - اور شاہ ساجی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے
چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا - سنہ ۱۲ ہجری مین آپکا انتقال ہوا -

من اشعارہ الھندی

جو مست جام شیشۂ صہبائے سبز ہے	وله	بر جا ہے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا لگر آئی ہے موت	وله	چھٹیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکھہ	وله	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	وله	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق - میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص - میر یحیی نام - عاشق علیخان خطاب - برہانپوری المولد ہے
کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکھتا تھا - انشاپردازی مین یگانہ تھا - بندگانعالی
نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تھا - لشکر ظفر پیکر مین
زندگی بسر کرتا تھا - سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تھا - زبان ریختہ مین شعرگوئی کا شائق
و عاشق تھا - موزون الطبع و خوش فکر تھا - جو کچھہ کہتا خوب کہتا تھا - آپکے اشعار
ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تھے - اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے
تھے - آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے - ارباب مذاق نہایت رغبت
سے مطالعہ کرتے ہین - آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۰ ہجری کے قریب ہوا -

من اشعارہ الھندی

اوٹھا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا	گر و سب یار مل سامان شیشہ و دارو کا

اب تو کچھہ باقی رہا ہہین	وله	کیا مگر بیچون خدا
جیت میری ہے عشق بازی مین	وله	جیسے دلبر نے مجکو ہار دیا
جام کو لب سے آشنا مت کر	وله	نام اوسکا پیا کٹورا ہے
جس گھر مین جب تلک تھے	وله	ہیچ کہاتا تھا فقیر
گشت کو توال کرو موقوف	وله	آج کی رات جام بھرتا ہے
نشہ او تری محبت کی ہماری	وله	کہاو سبزی خط سبزی کو پیاری
مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے رکھہ	وله	ہنس کہا جوگی بسر نے خاک لگتی ہے. بہلی
مجھہ کلیجے مین برہ کی تجہ پلک ہول ہے	وله	ہے حال اپنا کیا لکھون پیاری یہہ ہول ہے
ہر اک سیاغر کے پیچھے چومنا تپہ ہمن اوسکا	وله	گزرک عاشق علیخان کوستی مین بہاتی ہے
ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات	وله	دیکھہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات
جسوقت جان نکلی مجھہ پاس کوئی نہ آیا	وله	شمشیر تیری اکیدم بیٹھی تہی میرے سر پر
جب نقش اوس صنم کا نقاش کھینچتا ہے	وله	بازو کے کھینچنے مین وہ ہات اینچتا ہے
مین شہید کربلا سب سرخ پوش	وله	مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے
صاف دل آرسی سا کوئی نہین	وله	لیک منہ دیکھے آشنائی ہے

عجب - محمد عبد اللہ حیدرآبادی

عجب تخلص - محمد عبد اللہ نام - چھوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآبادی المولد ہین - فارسی مین مستعد طالب العلم ہین - شعر گوئی کا شوق لمبین پیدا ہوا - زور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست وصاف ہوگیا فارسی وار دو زبان مین کہتے ہین۔ خوش مزاج ونیک سیرت ہین۔

من اشعارہ الفارسی

در عین گریہ چشم بر تبسمش	سلک گہر کنم مژۂ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ایم	پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑہا رنگ یار کا	اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا
او رہرہ وش جو کرتی ہو در پردہ چہیڑ چہاڑ	کافی نہین ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکہنو ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد وطن مین بقدر ضرورت فارسی مین استعداد حاصل کی طبیعت مین تیزی وچالاکی تہی۔ شعرگوئی کی دلمین رغبت کامل تہی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خراش طبیعت مین تہی۔ آپنے زور فطرت وجولانی طبیعت سے شعرگوئی شروع کردی۔ اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تہے۔ اُن سے صلاح لینے لگے۔ بہائی کی توجہ واصلاح سے شاعر پختہ کلام ہوگئے۔ ۱۲۹۵ھ ہجری مین بہائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن مین آئے۔ آتے ہی سررشتۂ تعلیم مین ملازم ہوگئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر مین میرمنشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کہان ہین۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالیٰ سلامت رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خنجر بکف وہ آئے ہین ایک اژدہام ہے
اللہ میرے قتل کی یہہ دھوم دہام ہے

رخ کردیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے
اسلام و کفر دونون کو اپنا سلام ہے

اٹہو بقول آتش مرحوم اے عدیل
مین مقتدی ہون اور میرا دل امام ہے

ولہ

کوئے جانان سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے
ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے

رنگ آجائیگا رفتہ رفتہ طبع یار مین
پہر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے

ولہ

ہوی ہے زخم کاری کی ہوس پہر بے مروت کو
نگاہ آرزو سے دہونڈتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص - محمد عنایت اللہ نام - محمد عظمت اللہ کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن قصبہ برنیرہ بی بی ضلع امراوتی برار ہے - آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن و پیش امام ہین - یہ خدمت آپکی موروثی ہے - آپ صحیح النسب و الحسب ہین - آپنے برار کے مدارس مین تعلیم پائی - مولوی حسن صاحب مرحوم آروی اسوقت برار کے ہائی اسکول مین صدر مدرس تہے - مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پرائیوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ تحصیل کین - آکولہ کالج مین ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی - اور منشی نور خانصاحب ہڈ ماسٹر ٹریننگ کالج سے شعر گوئی کی مشق کی - سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین - سنجیدہ مزاج خوش گفتار و خوش گزار ہین - فقیر مولف کے ہم وطن ہین - مگر مین دس برس سے اس شہر مین ہون کبہی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا - مین آپکی ملاقات کا مشتاق ہون بصدق

کل مرہون باوقا تہا کسی وقت ہوجائیگی - فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس ہے کی میانہ قد کشادہ پیشانی - آہو چشم - دراز بینی - گہنی داڑہی - گندمی رنگ ہین خدا یتعالے آپکو خوش خرم رکہے - آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین -

من اشعارہ الفارسی

خرام دیدہ و نشستہ بگوشۂ گلزار — ہمہ تدرو چمن از تو شرمسار انند
چہ دوست ہست بہین حسن اندرین دنیا — کہ جملہ مردمان بے دام تا بعدار انند

من اشعارہ الہندی

پہر گلون سے ہوگیا ہے اندنون گلزار سرخ — عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی — ولہ — خون سے سرخ تہے میدان ہزارون لاکہون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تہا - چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے

ع تیرے سخن کی نغمۂ رنگین کا سن ولی — ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

یہ قول لچہمی نرائن کا ہے - میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہین ثابت ہوتا - عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین صوفی المشرب گذرا ہے مراد ہو - ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو - اُسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین چمنستان مین صرف اُسکا ایک شعر ہے ہم بہی اُسکو نقل کرتے ہین -

جسکے جاری نہین نین سو دل سدا ویران ہے — معمور ہو کیونکر بسے جس گانون مین پانی نہین

عاشق۔ میر قاسم خان اکبر آبادی

عاشق تخلص۔ میر قاسم خان نام۔ آپکے والد یا جد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ مالوہ
کے دیوان بادشاہی تھے۔ خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی
خدمت مین آئے۔ نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے منصب
جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی۔ نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری
خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا۔ حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے
تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے۔ حضور جو کچھہ سوال
کرتے تھے اُسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتھہ دیتے تھے۔ آپکی تقریر سے
امراء دربار دنگ ہوتے تھے۔ اہل دربار مین کوئی ایسا ذکی و تیزرائے زندہ دل و دلیر نہ تہا۔
آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے۔ بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت
و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے۔ یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر
آپ سنہ ۱۱۵۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ میان عاشق صاحب جمہ آپکے فرزند بھی
بندگان حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے۔ ہونہار و ہوشیار تھے
چند ہی روز مین سرکاری کامون مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے
اسی اثنا مین بحسب تقدیر آپ سے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا ہے
وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی
کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا۔ آپ خدمات مفوضہ سے
معزول ہوئے۔ سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین رہے۔ مگر ہمارے سرکار نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین وتحسین کے لائق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی مصاحبت مین رہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد مین ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے تا عمر دلی مین رہے آخر سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی وحکیمی اور نگ آبادی وسراج وبہامی وافتخار وغیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تہے تمام سے یارانہ تہا۔ آپ طباع وفہیم تہے شعرگوئی کا شوق تہا۔ آپکا کلام نزاکت وخوبی سے آراستہ تہا اشعار درست ومضامین چست ہوتے تہے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین تاکہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہوویں۔

من اشعارہ الفارسی

ہر سال در بہار بسبب شرف جنون / آید برہنہ پا بطواف دماغ ما

پیش من چمن می نباشد میرم زدرد خمار / شیشہ چون خالی شود پرمی شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکہا۔

صراحی در بغل از دو قدح در دست می آید / ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید

زفیض نو بہار سال شصتم اے بلند اختر / تو ذوالقرنینی و عالم ترا در دست می آید

مبارکباد سال نو ترا اے شاہ جم شوکت / زماہی تا بہ شاہا ترا در شست می آید

بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی / بچشم شوکت کاخ بلندت پست می آید

بدامانش زدم دست امید خویشتن عاشق / کزو بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی - یزدی

عشرتی تخلص - سادات یزد سے - سید صحیح النسب تہا - وطن سے ملک دکن مین آیا - قطب شاہیہ زمانہ مین ترقی کے اوج پر عروج کیا - پہر مومن استرآبادی کے سایۂ عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا - خوش نویسی مین لائق و فائق تہا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکہتا تہا - شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا - موزون الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تہا - اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تہا - آخر عین عالم شباب مین تیس برس کی عمر مین اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا - سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا - مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الفارسی

دوستان بوستان چون عزم می خوردن کنید
اول ز یاران دور افتادہ یاد من کنید

مقصد ز کاخ و صفہ و دیوان نگاشتن
کاشانہائے سر بفلک برفراشتن

ولہ

گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار
در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن

دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران
یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن

ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کند
از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق - مولوی سید عبدالودود

عاشق تخلص - سید عبدالودود نام - آپ سید غلام محی الدین نقوی سالک تخلص کے

صاحبزادے مین آپکے بزرگان سلف گڑھ ضلع صوبہ الہ آباد مین سکونت پذیر تھے۔ آپکے
اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال مین آئے
عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک
آپکے خاندان مین درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور
جاری تھا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ مین مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان مین واقع
ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول مولوی مین اللہ
مدرس و مولوی سراج الدین علیخان و مولوی غلام سبحان خان قاضی القضات سے
ختم کین۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل و تکمیل کے
بعد سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین حسب الطلب حکام مدراس مین آئے۔ خدمت افتا پر مامور ہوئے
چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف تہر نگر پر مقرر ہوئے۔ تقریباً گیارہ برس خدمت
قضا پر مامور رہے پھر صدر عدالت مین خدمت افتا پر مقرر ہوئے۔ پچیس برس تک
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے
جنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوئے۔ پٹہ مذکور مین سکونت اختیار کی۔ پھر مدت کے بعد
بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے تارک الخدمت ہوئے۔ صاحب التالیف و التصنیف
تھے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر و چند حواشی کتب متداولہ فارسی و عربی
کوئی کتاب نہین لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین مدراس مین وفات
پائی۔ شاہراہ میلاپور مین مغرب کے جانب متصل مقبرہ دلیر جنگ بہادر مرحوم مدفون ہوئے۔ اشعارہ

دست از آیات بستہ در عشق صعود داریم		از مسائس مصحف ولیش گنہ نوشتہ اند

چنین چین ها که دارم بر جبین وقت کهن سالی | وله | بصد لب میکنم تفسیر رنج ضعف پیری ها

چه فائده که بهمدم دو روز پروازم | چو رخت خویش بندم ازین جهان تنها

مرا عاشق باین ضعف بصارت مصرع شوخ است | چو میل سرمه روشن میکند چشم تماشا را

نکند صبر این دل نادان | ،، | کار با سخت جاہل افتاده است

برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد | ،، | سرے کشد بعدم جامۂ کفن پوشد

عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است | ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد

از بس بہ جمع مال جہان من غنی ترم | ،، | دست زدم ز رعشہ دلیلم بران بود

یار دل را بردو اشکم جوہر نور ز چشم | ،، | نقد را وز دم ربود و جنس سیلاب برد

منتظر را یک نظر انعام ده | ،، | خشک مغزم روغن بادام ده

درک دہنت محال عقلی | ،، | در وصف لبت کجا رسائی

نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون | ،، | میخرم این مال عاشق میدانیم فرزانگی

عالی - خواجہ کامگار خان

عالی تخلص - خواجہ کامگار خان نام - آپکے نسب کا سلسلہ خواجہ نقشبند قدس سرہ سے پہنچتا ہے - آپ اورنگ آباد ہی المولد ہیں - آپکی تربیت و تعلیم شہر بندر کور کی آب و ہوا میں ہوئی - علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کیں معقول و منقول میں عالم متبحر تھے - فقیہ کامل تھے - مسائل جزئیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکھتے تھے - متقی و متشرع تھے عالمگیر بادشاہ نے آپ کو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تھی - فیصلۂ قضایا میں خوب غور و فکر فرماتے تھے - اہل شہر آپ سے مانوس تھے - نیکو سیرت

وخوش خلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نورالدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب شاہجہان پور سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ و مکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی تا بزندگی شیخ اسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اسی مقام مین مدفون ہوئے بزار و تبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع و محل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتاب سے اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا و احبا کو سخت رنج و الم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند
قدسیان عالم بالا بتعمیر لبش
خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند

چشم ما را در پئے نظارہ حیران ساختند
تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد
حسن یوسف را درون چاہ زندان ساختند

ہر کہ غمزہ او خورد تا محشر نمرد
آب حیوان ساختند
آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند

تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو
قامت خم گشتہ را عشاق قربان ساختند

ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا	وله	بهر عالی شه نظام الدین برہان ساختند
طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر	وله	چشم خود تا بر غبار خط وے انداختیم
پریشان گیسوئے او را ازان زنار خود کردم	وله	که از روز ازل چون حلقهٔ زلفش پریشانم
نگاہے یا ادائے کیست در کار من عالی	وله	باندازِ تغافل میکند صد رخنه در جانم

عشق حکیم عبد الباسط

عشق تخلص۔ عبد الباسط نام۔ حکیم الممالک خان بہادر خطاب۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۳۵ سنہ ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی۔ اور آپکی تربیت و تعلیم بہی مین ہوئی۔ آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ ختم کین۔ اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی۔ اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بہی لیتے تہے۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری سے زیادہ مناسب تہی۔ غزل و قصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تہے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تہی گویا تازہ تازہ مضامین آپ کے میدان خیال مین دست بستہ کہڑے ہوئے ہین۔ جب چاہتے تہے فی البدیہہ مضامین متفرقہ و معانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال و سخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تہے۔ بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تہے۔ تحسین و آفرین کے ساتہہ واہ واہ کہتے تہے۔ آپ فن طبابت یونانی وانگریزی مین قدرت کاملہ و ملکہ تامہ رکہتے تہے۔ طب انگریزی حکماے فرنگ سے اخذ کی تہی

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے۔ اکثر اوقات بیمارون کے معالجہ مین صرف فرماتے تھے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے۔ بناءً علیہ آپنے ایک اخبار مسمیٰ بہ تمیز الاخبار جاری کیا تھا۔ یہہ اخبار ہفتہ واری تھا۔ ہفتہ مین ایکبار طبع کرکے تقسیم فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغہ منصب مین ملازم ہوے مدۃ العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے۔ ہمیشہ بیمارون کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے باقیات الصالحات سے خیر خواہ قوم جناب ملا عبد القیوم صاحب مولوی عبد الحی صاحب مولوی عبد السلام وغیرہ ہین۔ ملا صاحب سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب بھی فوت ہوگئے۔ مولوی عبد الحی سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے برادرزادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ہو هذه

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف — بود گرانمایہ و والا گہر
در شب پنجم ز ربیع نخست — کرد ز دنیا سوی عقبیٰ سفر
شکل گریبان بغمش خلق را — ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد با سال وفاتش نوشت — حادثہ عشق جہان ہنر

۱۳۰۲

من اشعارہ الفارسی

گفتم کہ دل بروئے تو بستم بخندہ گفت — این تازہ شاعریست کہ مضمون بستہ گفت

ولہ

اے نقش نام روشنت انگونہ خوش سواد — کز حرف حرف سرمہ بچشم نگین کشد

گرمئی عشق تو زد در دل ناشاد آتش — خانہ ام کرد چو آتشکدہ آباد آتش

صد زبان میکند از شعلۂ پرسوز بلند — از غم سوختگان است بفریاد آتش

خستۂ عشقم و ہر چارہ گرے بہر تشخیص — رنج من گفتہ دگر یک مرض صد تشخیص

دست بردشت ز من بوعلی نبض شناس — طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص

بزلف تو حال دل شیدا کہ کند عرض — سرگشتگی قیس ببلبلی کہ کند عرض

بلب رسید و زسودائے ابروت دم تیغ — دلیل قوت ضعف ست قامت خم تیغ

بار کسوت بر نتابد از سبکروحی تنم — بس بود ہمچون سخن تار نفس پیراہنم

میزنم بعد شہادت دم شناہی ازخون — سشہدم راست سحرمہ ماہی ازخون

چشم شوخت نشد از کشتن عشاق ملول — نشود سیر بلے مرد سپاہی ازخون

دیدہ بے دیدار تو از اشک وارد شستشو — چون قلندر مشربان بے نماز د باوضو

در دلم ابروان تیغ دو و نیام یک — غمزہ بہر دو چشم تو تیغ یک و نیام دو

بر سر راہ آن صنم طرح نماز افگنم — سجدہ بنقش پا کنم کار یکی و کام دو

عروجی - سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص - سلطان فیروز شاہ نام - آپ علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے پوتے ہیں - آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے
چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے
مقرر ہوا تہا۔ آپ فطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تہے۔ ذہین و فہیم تہے۔ سولہ برس کی
عمر مین ملا سے کتب عربیہ فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑہین۔ معقول و منقول مین
علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتہہ زیادہ مناسب تہی۔ اور
اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکہتا تہا۔ درس و تدریس کا شائق تہا۔ ہفتہ مین تین دن
طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تہا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ مین بحث و تکرار کرتا تہا۔
اسکی حلقۂ درس مین منتہی طلبہ شریک ہوتے تہے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول
و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ مین شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہارشنبہ
کلام مین شرح مقاصد وغیرہا پڑہاتا تہا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو
خوب سمجہاتا تہا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تہے۔ طلبہ آزادی سے
سوالات و اعتراضات کرتے تہے۔ نہایت خوشی سے سنتا تہا۔ ہر ایک سوال کا
جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تہا۔ کہ سائل و معترض کو
ساکت کر دیتا تہا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تہے۔ سنہ ٨٠٠ ہجری مین تخت نشین ہوا
پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتہہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت مین
اکثر معرکون مین کامیاب و فیروز رہا ہے۔

فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ مین از روئے علم و فضل
ممتاز تہا۔ میدان بہادری مین سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نادر الوجود
سے بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ ملک کشائی مین

ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تھا۔ اسی بادشاہ کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تھا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا۔ فوج و خزانہ کی حالت بہت درست تہی۔ یہہ بادشاہ صاحب ترجمہ نہایت ہی رحم دل تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروزشاہ صاحب ترجمہ صوفی مشرب غربا پرور فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب و رحم دل تہا ایک روز دولتخانہ کے درشنی دریچہ مین بیٹہا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکہہ رہا تہا کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوے جا رہا تہا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اسکی کشکول یا جہولی مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے جوار کی زراعت نکرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد لنگرخانے شہر کے محلون اور کوچون مین قائم کردئے۔ لنگرخانون سے فقرا کو روزانہ گیہون کی روٹی و حلوا دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوے کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا فراغت سے بسر کرتے تہے۔ پہر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول کی طرح کہانے لگے۔ پہر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان کو کلچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

مورخین نے لکہا کہ انکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹھہ ہزار پیادہ حفاظت کیلئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے تہے۔ سرما و گرما مین برابر تکلیفین سہتے تہے۔ ایک رات جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جم غفیر کو

آرام سے محروم رکھنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے
ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالی مجکو قیامت کے دن اس سختی کے
ارتکاب مین ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی
کے افراد رکھہ لئے۔ اور انکو بھی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا ہے
رعایا کے ساتھہ ہمدردی کرتا تھا۔ غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تھا۔ چنانچہ پرتہال
دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ لڑکی کو دیورائے والی بیجانگر کے ظلم سے
بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکھہ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین
مذکور ہے۔ فیروزشاہ دوربین و دوراندیش تھا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تھا۔ تحفۃ السلاطین
و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ ۸۰۱ھ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ
آنیوالا ہے۔ فیروزشاہ صاحب جبکہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی و پیش بینی سے
حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو
مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا۔ اور ایک عرضداشت
بھی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تھا بھیجی۔ بہمنی کے سفرا دریا و صحرا طے کرکے
دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ دربار مین سفیرون کی
بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ چھہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے۔ جب سفرائے بہمنی نے
تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا
تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروزشاہ منجملہ تابعداران سرکار کے ہے
اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو
اسوقت از روئے بندگی کمر بستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ اور جان نثاری کے

مراسم بجا لائیگا - امیر تیمور سفر کی تقریر سنکے فیروزشاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت
خوش ہوا - جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروزشاہ کو گجرات و دکن مالوہ کی سلطنت
عطا کی - اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ کے رکہنے کی اجازت دی - اور ایک فرمان اسی مضمون کا
فیروزشاہ کے نام سے بہیجا - اور فرمان مین فرزند خیر خواہ لکہا - اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع
و چار قبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ نامی بہیجے - اور سفیرون کو انعام و اکرام کے
ساتہہ روانہ کیا - یہی فیروزشاہ صاحب ترجمہ اسلام کے سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ
ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا - چنانچہ بیجانگر کے
راجہ دیورائے سے لڑکی لی - دیورائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے
تجمل و عظمت سے شادی کردی - اسیطرح کہرلہ کے راجہ کی بہی لڑکی لی - راجہ نے خوشی سے دی
فیروزشاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین معجد ہے - اور اکبر بادشاہ ہند
بہمنیہ کا مقلد ہے - حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین
دہلی سے دکن مین آئے - آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا - آپکے استقبال کے لئے اعیان
دولت و ارکان سلطنت کو بہیجا - جب آپ تشریف لائے نیاز مندانہ ملا - آپکو قلعہ مین
معزز مکان مین رکہا - چونکہ فلسفی مزاج تہا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تہی - آخر حضرت سے
ناخوش ہوا - آپ قلعہ سے اٹہکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپ کا
مزار ہے - فیروزشاہ صاحب ترجمہ کا بہائی احمدشاہ آپ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا - آپنے
احمدشاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تہی - یہی وجہ ناخوشی فیمابین کا باعث تہی -
فیروزشاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تہا - نہایت سادگی و خاکساری سے
ملتا تہا - اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتہہ مجالست و مکالمت کرتا تہا - اور حاضرین مجلس سے

کہتا تہا کہ آپ میرے ساتہہ بے تکلفانہ رہین کسی قسم کا لحاظ نکرین باہم یارانہ دل کے خوشی کے ساتہہ بسر کرین۔ اور مجکو ایسا سمجہین کہ مین بہی آپ سب مین ایک فرد ہون میرے ساتہہ ہم پیالہ وہم نوالہ رہین۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تہا کہ اس مجلس مین کوئی صاحب دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نکرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تہے۔ کبہی کسی نے خلاف حکم نہین کیا۔

شعر وشاعری کا شیفتہ تہا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین مین فیروزشاہ بے نظیر فرد تہا۔ علوم وفنون مین آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ اکثر زبانون مین ملکہ تامہ رکہتا تہا ہر ایک زبان مین اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تہا۔ سامعین ناظرین دونون مین تمیز نہین کرسکتے تہے۔ کہتے تہے صاحب ترجمہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے ہر ایک زبان کے محاورات واصطلاحات سے خوب واقف تہا۔ خاص زبان عربی وفارسی وترکی کی مملکت مین حکمرانی کرتا تہا ہر ایک زبان مین ناظم وناثر تہا۔ متقدمین شعرائے عرب وعجم کے اشعار وقصائد ہمیشہ حافظہ کے خزانہ مین محفوظ رکہتا تہا۔ سخندان وسخن سنج تہا۔ کبہی کبہی سرور وفراغت کے وقت مین کلام موزون کرتا تہا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پہر شاہی زمانہ مین فیروزی رکہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکہے ہین فقیر مولف بہی تذکرون سے ذیل مین گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین ودل نشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن مین شرح وبسط سے لکہا ہے۔ ان کنت فارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروزشاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا - آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ سنہ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون -
فرشتہ نے لکہا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتہہ اُٹہا کے آبا و اجداد کے پہلو مین دفن کئے گئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اُسکے تیار کئے ہوئے گنبذ مین جو شاہ کمال پیر کے لئے تعمیر کرایا تہا دفن کیا گیا - مدت سلطنت ۲۵ سال - جلوس ۸۰۰ سنہ ہجری - مدفن گلبرگہ -

من اشعارہ الفارسی

گرشمہ جنبش آہو رست مژگان درازش را — ستم کردست واجب بر زبان تعلیم نازش را
محبت چاک سازد دل مینداز ہر کہ در بر مے — بجوش مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری — بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد — ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را
فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را — بسرو و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مثابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است — کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم عدہ و لے — ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
بقطع راہ محبت مخور فریب امید — کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرود محبت نکرد زمزمہ نائے — کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ آہنگ است
و لے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم — کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است
دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے است — چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است

ولہ

در آتش ار زرہ فکر زائل نکنی — اندیشہ بہر خیال مائل نکنی

این نقد خزینۂ دماغ است بگوش	تا صرف سخنہائے باطل نہ کنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبۂ چایسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہین - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوفہ مین اساتذہ سے کتب متداولہ پڑہتے رہے ابہی تحصیل سے فارغ نہین ہوئے تہے کہ دل مین تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکہنو مین آئے علمائے لکہنو کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکہنو سے برآمد ہوئے اولاً بہوپال مین پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت مین ملازم ہوئے - چند مدت نوکری مین بسر کر کے حیدرآباد دکن مین آئے - اُسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تہے دار الانشا مین مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت مین عزت و آبرو کے ساتہہ رہے - آخر آپنے ۱۲۷۵ھ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال خوش فکر تہے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من ۲۰ اشعار ۲۴ الفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد	گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغان نے طپش نے اضطراب	امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم سرے میداشت پنہان غمزہ	خون روان دیدم و نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی نہان و درد دل را نشانی ہیچ نیست
باده می بینم بجا ساغر نمیدانم چه شد

اینکه می پرسی عطا از من چه گویم حال او
نیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چه شد

ولہ

کشادم چشم بر روئے تو و از عالم نظر بستم
باین بستن کشادن تنگ الفت خوبتر بستم

سرے باشوخی مژگان او دارم خدا را زمن
دل آسوده را بر دم بنوک نیشتر بستم

طبیب مہربان بگذر زمن و ز فکر مرہم ہم
ببین من بیرهٔ الماس بر داغ جگر بستم

چو بگسست آہنے زنجیر کردم ربط با زلفش
جنون دستے گر بگشاد و من بند دگر بستم

کجا کے سست گردد عہد من از سختی ہجران
که من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم

بدست غیر داد او دست تا بہر حنا بستن
حنا بر پنجهٔ مژگان من از خون جگر بستم

چو دیدم سخت اندازست آن ناوک فگن رفتم
بروئے سینه از داغ جگر تا رگ سپر بستم

دل آرا نامه آمد رفتم از خود در جواب او
دل مشتاق را بر بال مرغ نامه بر بستم

عطا خو کرده ام با ہجر شوق از من چه میخواهد
که من وقت دعا خود بر دعا راه اثر بستم

علی - ناصر علی سرہندی

علی تخلص - ناصر علی نام - آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہین - آپ کی ولادت سرہند مین واقع ہوئی اور نشو نما دلّی مین ہوا - تربیت و تعلیم بھی دلی مین پائی - اور کتب درسیہ بھی اسی شہر مین تحصیل کین - نقشبندیہ طریقہ مین جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت مین مرید ہوا - مثنوی مین شیخ کی خوب تعریف کی ہے

چراغ ہفت کشور خواجه معصوم
منور از فروغش ہند تا روم

روا از ماہتاب شرع بر دوش
چو صبح از ریا کی باطن نقب پوش

اوائل حال میں سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد پر ہوئی
خاں موصوف کی رفاقت میں الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسرا بخشی اسلام خان
والا کا داماد ہے۔ سنہ ۱۰۷۹ ہجری میں عالمگیر کے عہد میں کشمیر کا صوبہ دار رہا۔ چند مدت صوبہ داری پر
مامور رہا بعد میں صوبہ داری سے دست بردار ہوکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے
اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہوکے سنہ ۱۰۸۶ ہجری میں بعطیہ منصب وخطاب الہ آباد کی نظامت
پر مقرر ہوا۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری میں فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے
بعد سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں ہند سے بیجاپور دکن میں آیا۔ اور نواب ذوالفقار خان بن نواب
اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ہے

بعد سیف آخر علی را ذوالفقار آمد بکار — لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذوالفقار خان کی خدمت میں پیش کی
وہ یہہ ہے

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار — نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
دشمن کش جہانی و یکدوست پروری — فتح و ظفر دو بختی مست اندر قطار
تسخیر داستان الٰہی نمودۂ — اے نوبہار خلق تو بر بوی گل سوار
ترسم کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند — آن دل کہ بردۂ ز من آنرا بمن سپار
مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردۂ — اے طائران عرش خدنگ ترا شکار
یاران چند در فن خود منشی خود اند — این جمع را بیک نظر عاطفت سپار
ناصر علی ترا ز تو خواہد مراد و بس — وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور تیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ میں صلہ کی

طاقت نہین کہتا ہون - میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکہتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف
مطلع پر اکتفا کیا - کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے - جب نواب ذو الفقار خان
سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین کرناٹک کن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا - چندروز وہان
رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

اینک اینک ساقی شیرین رسید　　نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود　　انجمن افروز یجانی بود
گر جمال او بر انداز د نقاب　　روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنچی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد
علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبذ بنوا دیا - یزار یتبرک -
ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے
خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا - شاہ عادل تارک الدنیا
تہا - ناصر علی نے اُسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اُسکا مطلع یہہ ہے ؎

منم آن طفل نظر کردہ استاد قدیم　　کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت کہتا تہا - اور غضنفر خان ذو الفقار خان کے رفیقون
مین تہا - کنچی کی حکومت پر مامور تہا - کنچی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے
ہنود کے معابد سبعہ سے ایک ہے - غضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

ہمچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما　　بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا - توکل و قناعت پر
قائم تہا - کسی سے التجا نہین کرتا تہا - اسی عام مین سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین
مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید — گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔
میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے
زائد برآمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی سہو پر محمول نہین ہوسکتا
سرخوش مرزا قطب الدین کے حوال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے
تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جبل جنتہ مثواہ تاریخ نکالی۔ اسے ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی
وفات ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوی دونون مادون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوی ہے۔
مائل کی تاریخ مین شبہہ ہے کیونکہ اُس نے تا رجنہ سے چارسو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہئے
کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ تلفظ۔ بخلاف
اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر۔ ثانی کا مدار ذکر پر۔
بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہین لفظ معتبر ہے نہ تلفظ۔
سید عبداللہ بریمی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہی قول خزانہ عامرہ
مرزا بیدل نے رنگ نازشکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق ۱۱۰۸ ہجری ہے۔
خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت رائے
قلندر داماد چندربہان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھہ مین
سوار ہوکے دلّی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا
کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دہڑک رتہہ سے کود پڑا۔ ہم سمجہے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ
سنہری فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا
ایسی نازنین پری پیکر کو گہوڑون اور گدہون کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔
اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہین تو مجہہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ مین حیوانات سے
بہتر ہون۔ سنہری فروش اور رستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے
حیران ہوئے۔ پس اُسیوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جہگڑا رفع ہوگیا۔ اُنہی کا
سرخوش کلمات الشعرا مین کہتا ہے کہ مین نے ناصر علی کی زبان سے سُنا کہ کہتا تہا کہ مین نے
مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہین کہا ؎

چو تو ساقی شوی در دور تنک ظرفی نمی ماند — بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

وہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض اعزہ کہتے ہین کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ
ناصر علی کے ہاتہہ مین آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان
کیجئے۔ کوئی غزل طرح کیجئے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است
سامنے تہی۔ اول فقیر نے اس میدان مین قدم رکہا مطلع یہہ ہے ؎

تن ز اشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ است — سر بروئے تن عیان ہمچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور معیوبون کو اس عبارت سے جواب دیا ؎

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس — خیمۂ افلاک بیچوب طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع مین تصرف کیا تہا۔ سرخوش نے اسکے جواب مین کہا ہے ؎

علی آن پیشوائے خوش خیالان — چو شد در مثنوی کلکش را فشان
رسانیدش پایۂ معنی بمعراج — بود این مطلع او درۃ التاج

الٰہی ذرۂ دردے بجان ریز ‌‌ شرر در پنبہ زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیہا ‌‌ یکے از پیران جاہل دخل بیجا
کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت ‌‌ کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور ‌‌ درستش کرد در زعم خود این طور
الٰہی ذرۂ دردے بتن ریز ‌‌ شرر در پنبہ زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم ‌‌ چو گل خندیدہ بر رویش بگفتم
چہ این حاجت از حق خواہی اے یار ‌‌ توانم کرد من ہم اینقدر کار
کہ مشتی خس ز آتش برفروزم ‌‌ ہمہ موہی سر و ریشت بسوزم
سزائے آنکہ در شعر بلندی ‌‌ کند زینگونہ دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامہ افتاد ‌‌ بر اہل سخن این شعر استاد
چراغے را کہ ایزد برفروزد ‌‌ ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ ناصر علی روز چہار شنبہ آخر صفر سرہند میں سیر باغ
کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی رونق افروز تھے۔ سیر کرتے ہوے
ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا بہت ہی غصہ ہو کر فرمایا
ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہیں۔ شیخ چلتے ہوئے۔
صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان
راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی
میر آزاد لکھتے ہیں کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھہ سے نقل کی کہ میں نے شاہجہان آباد میں
ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ رستہ میں ملاقات ہوی۔ رتھہ میں سوار ہو کر بیگم کے باغ میں

واقع چوک جاتا تھا مجکو بھی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پہرمین نے دیکھا کہ
ناصرعلی اور اُن کے دوست آپسمین آنکھون سے اشارہ کررہے ہین۔ مین سمجھ گیا۔ اور
مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹھا
شیشہ اور پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے
جہاگ وکف ظاہر ہوا ناصرعلی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را امشب سر جنگ ست با زاہد — کہ مینا ہم ز جوش می زرہ زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نائی نوش کا سامان اُٹھائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی
بیاض مین لکھ دیجئے بیاض حاضر ہے۔ اُسیوقت لکھدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکھا تھا۔ بدیہۂ ناصرعلی
ستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکھی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصرعلی نے شیخ معصوم قدس سرہٗ
کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہیٰ ما فی خزانہ عامرہ
نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ سید جعفر روحی رنبیر پوری نقل کرتا ہے
کہ ہم چند احباب ناصرعلی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تھے۔ ایک دوست
ناصرعلی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد ہنوز افغان ما — خم شکست اما نمی ریزد می جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصرعلی کا افغان رقص کررہا ہے۔ تمام دوست
خوش ہوئے انتہی کلامہ۔ ناصرعلی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہوگیا ہے
شعرگوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی
مین تسکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیوان سے چند
اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین۔ **من اشعارہ الفارسی**

وله — خودنمائی است گذشتن ز لباسی که تراست / ورنه پیراهن از خویش چو تصویر برآ

وله — گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را / چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را

وله — سرمهٔ آواز درای کاروان وحشت است / نافه وابسته از چشم غزالان رنگها

" — درین دریا نگردم لب بحرفی آشنا هرگز / چو ماهی شد زبانم آب از شرم تکلمها

" — بود دنیا و دین پشت رخ آئینه هستی / بزرگ آید جو خویشتن بچشم شاهان را

قدآرا خلعتی در عالم امکان نمی باشد / دل تنگی نیاز آورده ام این جامهٔ عریان را

" — یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست / آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست

" — چشم بربند اگر میطلبی رزق حلال / مرغ بسمل خورش از نظر دوخته است

" — خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر / تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست

" — خوی نازک بدل من چه ستمها که نکرد / شیشه بر شیشه زدن کار چه خارا نکرد

" — ما و تو ای پریوش و کیش ستم نامیم / گر از تو بهتری نیست از ما بتر نباشد

" — آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد / سخت بیرحم است میترسم که آزادم کند

" — انتقام دادخواهان قیامت شد تمام / می فشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز

" — کلاه سلطنت خسروان شکست نداشت / نمیزدند اگر پشت پا فقیرانش

" — دوش یک لحظه بخواب آئینه بازشدم / طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم

" — بود یک جنبش ابروی تیغ قاتلم / میتوان از سایهٔ شمشیر کردن بسملم

" — ز معنیهای بیغش سینه نتوان ساختن خالی / بود گر صد پری در شیشه باشد همچنان خالی

نشاط اینجهان هرچند کمتر سیر حاصل تر
بطفلان عید روز جمعه آید بود افسوسے

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے - حضور پرنور مین دوسو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا - اُسکو رشید الملک بہادر نے خرید کیا - اور اُسمین اور جدید عمارات بنواکر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر متقرر ہوا مشارالیہ نہایت عقیل و ہوشیار تھا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا - اور شعر گوئی مین بھی بے نظیر تھا قصائد غرا موزون کرتا تھا مضامین دلچسپ معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندھتا تھا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تھا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے - آپ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین زندہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال سن ساٹھہ و ستر کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس جان باشد	شاہ شاہان خدا یگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد	قیصر روم پاسبان باشد

حکم رانی کہ گر نماید حکم — حکم او بر فلک روان باشد
سرور دہر ناصر الدولہ — تا جہان ہست در جہان باشد
رایت عدلش گر بلند شود — قاف تا قاف در امان باشد
صعوہ را در زمانہ معدلتش — چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو اے سپہر رکاب — کہ جہان امن و امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی — گرچہ ز یقین مہوشان باشد
ذکر نام تو در جہان بادا — تا جہان جہانیان باشد

ولہ

گرفت از رخ خود زلف عنبر افشان را — نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطرۂ بنوشد خضر — ہزار بار زند طعنہ آب حیوان را

ولہ

ندیدم از کسے این جور و کین را — خدایا رحم دہ آن نازنین را

ولہ

نسیما اگر دوست داری خدا را — بگو از من آن بیوفا دلربا را

ولہ

تا بکے خورم بیجا روز و شب غم دنیا — مطربا بزن بربط ساقیا بدہ صہبا
شد کنارم ز سر رشک مژہ خونین امشب — بسکہ یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنائے رخ و طرف بناگوشش بود — دیدہ ام تا بسحر بر مہ و پروین امشب

ولہ

گرفتم کہ آن ماہ گاہے بر آید — کجا کام دل از نگاہے بر آید

ولہ

شاد باش اے دل غمدیدہ کہ جانان آید — باز درین تن افسردہ جان آید

ولہ

خدارا اے صبا روزے گذر بر کوئے جانان کن — بیان احوال زارم آن سر خیل خوبان کن
اے زدہ آتش بدل آفت جان گیتی — نخل غم من آمدی سرو روان گیتی
اے بت شوخ نازنین ناوک غمزہ ات بکین — کردہ بقصد من کمین سخت کمان گیتی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو بندۂ آن تغافلم عاصی کہ بہر بسملم	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی آمد و گفت قائلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور ۔ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص ۔ محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے ۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہین ۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلیٰ ہین ۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی او نافت مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ گل رعنا مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب و خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہوکے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے ۔ اول دریا کے کنارے کوکن مین پہنچے ۔ پھر وہان سے بیجاپور دکن مین آئے ۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار مین باریاب ہوئے ۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا ۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا ۔ ملا احمد ناعطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تہا دیکہا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کرکے امیرانہ تکلف سے شادی کردی ۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے ۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرا محمد حیدر ۔ دونون صاحبزادون کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا مین ہوا ۔ اور تربیت و تعلیم بہی ہان کے

علما و فضلا سے پائی - دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے - عادلشاہ نے محمد باقر کو میر سامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا - دونون بہائی خدمات مفوضہ کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تہے - شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے عادلشاہیہ سے تہے اُن کی دو ہمشیرہ ناکتخدا تہین - ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی - دوسری بلاسچی مخاطب مخلص خان سے منسوب - پہر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت تجمل و شان کے ساتہہ کردی - شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بہائی سکندر عادلشاہ کے زمانہ تک بیجاپور مین میر سامانی و بخشی گری پر مامور رہے - آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے باہم ناموافقت ہوئی - بنا بر علیہ دونون بہائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین عرضداشت بہیجی - اور اسمین ملازمت کی درخواست کی - بادشاہ نے آپکی درخواست منظور کی - اور دونون کو فرمان طلب بہیجا - دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے مشرف ہوئے - بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دارالخلافہ شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا - اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز - مدت تک دونون بہائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تہا - دونون خوش خلاق و پسندیدہ صفات سے موصوف تہے - امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب ذوالفقار خان امیرالامرا سے نہایت موافقت رابطہ نیازمندی رکہتے تہے - پس محمد باقر نے وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین - بادشاہ نے ازروئے عنایت شاہانہ دونون بہائیون کو دیوانی کوکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم مسند سے رخصت ہو کے دکن مین آئے - چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے - کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے - آخر خدمات سے مستعفی ہو کے دکن مین آئے - چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے - کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے - آخر خدمات سے مستعفی ہو کے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال برقرار تہی - اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی پر قانع و صابر رہے - آمدنی جو کچھہ ہوتی تہی اُسمین گذرا وقات کرتے تہے - آخر شیخ محمد باقر نے ۱۱۲۸ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی -

شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول و منقول تہے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف والتصنیف تہے وزیر اعظم و امیر الامراو دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکہتے تہے - آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتہہ لکہے ہین - آپ کتاب کے دیباچہ مین لکہتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کر کے روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا - انتہی کلامہ -

آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب اور بہادر شاہی زمانہ مین پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تہے - اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغہ جنریہ ہوئے - جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے داروغہ ہوئے - آخر آپ ۱۱۴۵ سنہ ہجری مین فوت ہوئے - آپکے فرزند حیدر یار خان منیر الملک بہادر جو ۱۱۱۳ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے تہے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تہے - والد کے انتقال کے بعد

سیصدی منصب پر ترقی پائی۔ بہرنادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی
سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ
سے سرفراز۔ اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے
سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ مین رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار
و ماہی مراتب خطاب منیر الملک و میر سامانی سرکار والا سے معزز ہوئے۔ بعد ازان دیوانی دکن
پر مقرر ہوئے۔ آپکے فرزند نواب غیور جنگ اشجع الدولہ صاحب جنکی ولادت چہارم
جمادی الاخری ۱۱۴۵ہجری مین واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین منصب دو صدی
و نیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ مین باضافہ سیصدی منصب پانصدی
شش صد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے۔ آخر منصب چار ہزاری و خطاب
غیور جنگ بہادر و اشجع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان رائے ہنر تخلص نے آپکے
خطاب یابی کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون
۱۱ہجری
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون مین منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے
آپ یعنی غیور صاحب جنکہ علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلیم و مروت
مین معروف تھے شعرگوئی و شعرفہمی مین ممتاز تھے۔ کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکا
کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین دلنشین و معانی شیرین سے ملا ہوا
جو کچھہ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ علم دوست و ہنرپرور تھے۔ علما و شعرا کے ساتھہ
ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت غمی و خوشی مین حسن سلوک کرتے تھے۔ شعرا و علما آپکے
کلام کی داد دیتے تھے۔ یہہ داد تکلفانہ نہین ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بدون
مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپنے ۱۲۰۵ہجری مین بہ قلعہ پانگل اس دار ناپائدار سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے یادگار باقیات الصالحات چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک قوی جنگ محمد نقی خان خانساماں۔
دوسرے اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد
سوم امیر الامرا منیر الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم
چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب جمعہ مختار الملک ملک مدار المہام اول کے جد اعلیٰ تھے۔ فقیر مولف نے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن میں آپ کے بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہیں عنقریب میں مطبوع ہو کے ناظرین شائقین کے ملاحظہ میں گذرے گا۔

من استفارہ الفارسی

سحر چو برق بت سرخ پوش رفت و گذشت		بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت
طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت		کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت
جلوۂ برق تجلی سخت اندازی نمود	ولہ	چشم تا بر ہم زدم دیدم قیامتہا گذشت
در خلوت جنون کہ دلم آرمیدہ است	ولہ	خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است
حاشا کہ آشنائے شکایت شود لبم		از قسمت است آنچہ ز یاران رسیدہ است
از میکدہ برون نروم تا ظہور حشر		ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
زاہد ترا بمیکشی ما چرا حسد		ما را خدا برائے ہمین آفریدہ است
صد بار سینہ را بتمنا سپر کنم		شوخی بناز خنجر مژگان کشیدہ است
ہر چند بسفلہ ساختن درد سر است		مغموم مشو زمانہ ہم در گذر است
تسکین دلم نماید این حرف غیور		آدم نشود کسے کہ اصلش ز خر است

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمد نگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے - سرکاری کسی محکمہ مین مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے - ذی استعداد و لائق تھے - شعر گوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا - آپ شعرا بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الہندی

اگر گل تجھہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جاے	ترا منہ دیکھہ بلبل پھول سے بیزار ہو جاے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تھے شعر گوئی مین بہی چست و چالاک تھے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام و لب لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھہ نہین لکھا - فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین ملا - من اشعارہ الہندی

کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی	تمہین مژدہ ہے دیوانو سفر پھر بہار آئی

حرف الفاء

فخر الدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی ثم ندی

فخر الدین تخلص - میر فخر الدین نام - آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہیں حاجی عبداللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد - جنکا تکیہ اورنگ آباد میں متصل دروازہ بارہ پلہ ہے - صاحب مردم دیدہ نے لکھا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے - اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تھے - علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے صوفی روشندل و عامل تھے - اورنگ آباد میں آپکی ذات بابرکات عدیم المثال تھی - اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت میں فیضیاب ہوتے تھے - خوش گفتار و خوش کردار - زندہ دل خندہ جبین - پاکیزہ مشرب پاکیزہ دین تھے - آغاز جوانی میں سپاہی پیشہ تھے - فن سپاہگری میں استاد تھے - ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تھے - فن بنوٹ میں خوب مہارت رکھتے تھے چند مدت تک اسی فن میں رہے - آپ آصفجاہی زمانہ میں اورنگ آباد دکن میں آئے - جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے تھے - اُنکی خدمت میں پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے - پس شاہ صاحب نے آپکے نسب و حسب سے واقف تھے اور لیاقت سے بھی ماہر - اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور خلافت کی خلعت بھی مرحمت کردی - آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے - عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ میں لکھتا ہے کہ میں ۱۱۵۷ھ ہجری میں شہر اورنگ آباد میں آیا - شاہ مسافر کے تکیہ میں فروکش ہوا - اُسوقت اورنگ آباد میں اکثر علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تھے - میں اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا - مشائخ میں عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخر الدین ترمذی کو پایا - جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

واقف حقائق و معارف تھے۔ ذاکر و شاغل و را سمار آلہی کے زبردست عامل تھے
مین نے آپسے کئی اسما کی اجازت لی ہے۔ لاہور مین حسب ہدایت سامی پڑہونگا
انشاء اللہ تعالیٰ شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اورنگ آباد مین آپکی ذات
بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین
مستفید ہوتے ہین انتہی کلامہ۔
آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے
فقرا نواز غربا پرور تھے۔ آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تھا۔ آپ
حسن خلق مین مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر
و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری۔ اور تحمل و بردباری کی وہ شان تھی
کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا
امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ مین تھے۔ کیا وزیر و کیا فقیر مین مابہ الامتیاز
نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و
عشق کی دریا مین غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی
عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تھا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ
نور علیٰ نور تھا۔ زبان پر انا الحق کا حرف تھا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تھا۔
تکیہ کی دیوار سے شعلۂ طور نمودار تھا۔ وہان آپ تھے اور دیدار یار تھا۔ آپ سچے
درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے
سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے
سوال نہین کیا اور نہ اُن سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا

توکل مین ثابت قدم و راسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے
ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون
زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین۔ کلام شستہ
و برجستہ ہے۔ حقیقت و وحدت کی معانی سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ شاعری کے مذاق
و لطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سننے اور دیکھنے سے وجد و حال پیدا
اور دلمین جوش و خروش ہویدا ہوتا ہے۔ کلام با محاورۂ اہل زبان بلاغت و فصاحت
مین سحر البیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا
ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار ہاتھ آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔
حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف و ماہر تھے
آپکی عیادت کو آئے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے
آپکی سنہ ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا
اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مردم دیدہ
کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تھے۔ اُسوقت آپکی
عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب
صلابت جنگ و ناصر جنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسد جنگ
آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً سنہ ۱۱۹۰
مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اُنکی اولاد مین یہان
مولوی فخر الدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب زندہ ہین۔ اور مولوی ضیاء الدین صاحب
ترمذی و مولوی امین الدین صاحب ترمذی فوت ہوچکے ہین۔ مرحوم کے ولاد بھی

موجود ہین۔ فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری کی خدمت پر مقرر ہین۔ پدر و پسر خیرخواہ سرکار عالی ہین۔ امانت دار و خدمت گزار ہین ہمدردی ہین ہمہ تن مصروف و نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین۔ ہمدردی مین پرجوش و غمخواری مین سراپا خروش ہین۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہین۔ خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین۔ ہان زمانہ کے ساتھہ ہین۔ کبھی اوہر دو قدم کبھی ادہر دو ہاتھہ ہین۔ زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن وبیدہ وگوش ہین۔ مردہ فروش نہین حق بات سے خاموش نہین۔ اس زمانہ مین غنیمت ہین۔ خلیق ولئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہین۔ خاطر و تواضع سے پیش آتے ہین۔ آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے۔ اُن کے بہی باقیات الصالحات ہین۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم دے رہے ہین خدا اُن کے بچون کو کامیاب۔ اور بزرگون کے سایہ مین سرسبز و شاداب کرے آمین ثم آمین۔

من اشعارہ الفارسی

ہستم گر عاشق روئے تو حیرانم چرا		ور نیم آشفتہ زلفت پریشانم چرا
گر نہ خال عارضت بر دل نمود افسونگری		چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
گر نگاہِ ناز ساقی بر دلم می ریز نیست		ہمچو چشم مست و مدہوش و غلطانم چرا
فخر دین گر طرۂ گیسوی جانان و انشد		بوی عطر فتنہ می آید دل از جانم چرا
گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب	ولہ	ز فیض بحر محیط است زیادہ ام سیراب
سراپا درد شو اید ل اگر خواہی دوا ہست	ولہ	بہ می خانہ زخود بگذر کہ خوش دار الشفا ہست

شرارآسا پی نظاره چشم معرفت بگشا / تماشای یک تجلی شو غرض از جلوه‌ها اینست

سراپا گوش شو کنه حدیث عشق را بشنو / زبانی هر نفس در پی انشاها اینست

گهی سوی حرم پویی گهی در دیر می‌جویی / تو خاطر محو کن خود را ره قرب خدا اینست

وله

چو نسیم یک نفس رنگ و بوی گل مشو مائل / طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست

دلم خون گشت از چشم ترم غلطید بر دامن / شهید عشق را نشاید که دشت کربلا اینست

اسیر زلف را از یک نگاه ناز بسمل کن / طپیدنهای عمری جان بطپید مبتلا اینست

دلا گر فخر دین خواهی بهر تاری ز گیسویش / دو صد زنار بر دوش تسلیم و رضا اینست

وله

تا دل به حقیقت آشنا شد / بیخود شد از خودی جدا شد

بیخویش او حیرت افزود / آئینهٔ حسن صاف حق نما شد

وله

عارض ز هزار حسن بنمود / چون زلف سیاه گره گشا شد

گل گشت و فغان ز بلبلان خواست / مل گشت و زخم و شیشه‌ها شد

ساقی شد و انجمن بیاراست / مستان و هزار ماجرا شد

چون یار ز رخ نقاب برداشت / مستیم مپرس تا چها شد

هر سو که عنان کشید رفتم / رقصان رقصان که مدعا شد

ای یار چه جای وعظ و پند است / خاموش که هر چه شد بجا شد

وله

عمریست چو آئینه صفا معراجیم / وز بار خدنگ غمزه را آماجیم

کو مست ز ما شهودش اما بوجود / چندانکه خدا غنیست ما محتاجیم

وله

نقطهٔ مشکین خال عارضش چون مردمک / در نگاه دیده و دل بین سویدا کرده ام

با وجود صد جراحت من از آن کان نمک / ساده لوحی بین تمنای دلاسا کرده ام

تا حریم خلوت دل گشت ماوای کسے ‏ نیست گنجائش مرا کے می شود جائی کسے
میرمیم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم ‏ خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرائی کسے

من اشعارہ الہندی

یار ہر شان عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا ‏ بے نشان عین نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
لکھے کے مصحف ہر چند تھے آیات کبیر ‏ تا از کشاف بیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
تحیر دین عمر سون تھا جسکے بدل سرگردان ‏ اس تعین مین نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا

ولہ

جیسے ن مجھ دلکا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون ‏ ہر نفس ہے شعلہ زن تجھ شوق کی تاثیر سون
ابر مین تیری ہوا مین ہے بہارستان حسن ‏ آسمان مین ڈوبے ہے مجھ آہ کے توفیر سون
برگ گل پر ہر سحر شبنم نہین اے گلعذار ‏ آسمان ہے زار میرے نالہ شبگیر سون
یک بیک دل عشق مین پیدا کیا دیوانگی ‏ پائے بند ہوں ہین سے حیرت زلف کی زنجیر سون
جیب جان صد چاک ہے تجھ شوق مین اے گلبدن ‏ کیا چلے اب تجھ حسن گریبان گیر سون
ناز کے خنجر کا بسمل ہوں تغافل مت کرو ‏ جان جاتا ہے مرا آن کی تاخیر سون
آرزو بندی لکھنے مین قلم ہے سینہ چاک ‏ شوق کا طومار میرا بسکہ ہے تحریر سون
تحیر دین اب یار پر قربان کرون ننگ و نام ‏ عشق نے فارغ کیا تجھ عقل کی تدبیر سون

فقیر - میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص - میر شمس الدین نام - عباسی النسب - دہلوی المولد ہے سرآمد ارباب کمال تھا - عالم فاضل ادیب کامل تھا - جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول - ماہر فروع و اصول - مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی مین گرم رہا -

بعد ازان لکھنو مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین بارادۂ زیارت وحج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب شیر افگن خان باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بھیجا تہا دیا۔ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی شاگرد آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ہے

دار این شہر ز ذی الحجہ شد ۔۔۔ شاعرِ والا شعور روشن ضمیر

سال تاریخ قدوم او شفیق ۔۔۔ گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم ہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تہے اور آزاد بہی جاتے تہے باہم خوب جلسہ رہتا تہا۔ ایکروز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا عربی قصیدہ بدیعیہ میر معز الیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تہے اور داد دیتے تہے اور فرماتے تہے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔ بعد ازان ۶ محرم سنہ ۱۱۸۱ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہوکے بیت اللہ روانہ ہوئے وہان پہنچکے حج و زیارت سے فارغ ہوکے مکہ سے بصرہ مین آئے اور کشتی مین سوار ہوکے عازم ہند ہوئے۔ راستہ مین کشتی دریا مین غرق ہوگئی آپکی عمر کا بہی پیمانہ لبریز ہوا یہہ سانحہ آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ہے

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے ۔۔۔ خوابیدہ بخاک شاعر رنگین ہائے

	آزاد نوشت مصرع تاریخش گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے	

من اشعاره الفارسی

ببزم باده مرا گفت خواہمت روزی — بنائے وعده شناسم که بوده ہست برآب

وله
غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف — مارا چو سایه عمر بخواب عدم گذشت

وله
اقامت آن سرو قامت گذشت — ورین نشاءه برپا قیامت گذشت

وله
از ہستی من دود برآورد بیکدم — آتش نکند آنچه بمن نالۂ نی کرد

وله
زاہدان را ز بانگ نے چه اثر — سیر این کوچه را کجا کردند

وله
ہر لحظه چون عصاکش کور از روئے دل — دستم گرفته بکوئے دیگر برد

وله
بیک تغافلت از سینه دود آه برآید — که ہست زہره که از عہدۂ نگاه برآید

وله
نیست حرف عشق در دفترہا و مجنون منحصر — رفته رفته حرف ما ہم داستانے می شود

وله
آبی نزد بر آتش ما ہیچ ہمدمے — در کوئے یار سخت غریبانه سوختیم

وله
جائے رحم است به بلبل اگرام دست دہد — از گلستان جہان رسم خزان بردارم

وله
خوبان بما فقیران عیب جنون مگیرید — دیوانه ایم لیکن دیوانۂ شمائیم

وله
مشت غبار خود را از کوئے یار بردیم — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله
رو بدنیا ہر که آرد از خدا شرمنده است — از رحم زمین بدے که کودک سرنگون آید برون

وله
نظر درابر تنگ ز آفتاب خیره نگردد — ز حکمت است اگر روئے در نقاب گرفته

وله
ز کوئے یار دور افتاده ام اے ناله آوازی — ندارد زینہارم وصل وای شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی ہست خود بینی — جز آه ہم نیست ہمدم دیرینی
داغ است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیرازدہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دہدار متعلقہ شیراز اُسکا وطن ہے - صوفی مشرب وعالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین و مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت سا زر بہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچہہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین اُنکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہی کلامہ - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اُسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین - اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہ دار ہوا - اور پہر اُس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر مین ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خدا شناس سے اُسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب و شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات ہین - اور صاحب دیوان تہا - من اشعارہ

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنی دم الستت برسد

این جام نهاده اند بر طاق بلند ‌‌ ‌ پا بر سر خویش نه که دستت برسد

ولہ

در آئینہ خال پشت چشم ار بینی ‌ ‌ یک چشم بپوشی و بدیگر بینی
کورت بنید هر آنکه بیند ز قفا ‌ ‌ این ست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص۔ رضا طلب خان نام۔ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا۔ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے۔ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفاخانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار۔ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگانعالی نواب غفرانمآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے۔ قلعداری فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے۔ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار و ہوشیار۔ نجیب و شریف صحیح النسب والحسب۔ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بیباک تہے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجایا ہوا۔ گلہائے معانی و شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا ہوتا تہا۔ خوش فکر و سخن سنج تہے۔ تیز فہم و ظریف الطبع تہے۔ آپکی وفات سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی۔ رائچور مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

گفتم که بود منتخب آن مصرع قامت ‌ ‌ ابروش نشان داد که این بیت دگر ہم
جائے که نه بینی نه تمیزست انصاف ‌ ‌ زنہار ز قامت نکنی بلکه گذر ہم

فقیر میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص۔ میر ہاشم نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ مستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اگرچہ بزرگ مانع ہوتے کیونکہ شاعری کی وہت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکہتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس فقیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طباع تھے چند ہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پر بھی آمد و رفت کرتے تھے انتہی کلامہ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ و سلامت تھے پھر قریب ۱۲۱۲ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہم کو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ **من اشعارہ**

اُٹھا ہے جوشش حسرت عجب جفن شہیدان سے ۔۔۔ وہ قاتل شوخ شاید وان خنائی دست گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام۔ شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب و سیاق مین بے نظیر تہا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تھا کلام مرغوب دل و بامزہ ہوتا تھا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تہا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب چوٹین ہوتی تہین - حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا - اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تہا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے - ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے - مین ہجاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون - اسوجہ سے قلم انداز کیا - مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون - آخر آپ نے سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی - میر مومن کے دائرہ مین دفن کئے گئے - من اشعاره الفارسی

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس		گر بسنجند ز کونین فزون می آید
آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل		گر ز در رو نم نفس آلودہ بخون می آید
ہر کرا آتش سودائے سر زلف تو سوخت	ولہ	نافۂ مشک توان چید ز خاکستر او
ہم زانوئے غیر و من ز غیرت	ولہ	بخون دیدہ تا زانو نشستہ
وہم کشتن بکشم آہ ازان می ترسم	ولہ	کہ با آئینۂ تیغ تو غبارے برسد
رنگ حناست بر کف پائے مبارکت		با خون عاشقانست کہ پامال کردہ
ز سنگین برفتن تا بوسم از کوئے تو بترسم		گر یاد بد عا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپ کے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچہہ نہین لکہا - ہان میر عزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین حیدرآباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

معزز و مکرم تہا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تہا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا۔ دوست پرست و محبت پرور تہا۔ آپکا کلام ایہام و تلازمۂ شعریہ سے پاک و صاف ہے آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا	جا من جان جہان تہا مجہے معلوم نہ تہا
چپ عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل	عشق یون فیض رسان تہا مجہے معلوم نہ تہا
سہم مژگان سے کیا تن کو مشبک ہیرے	شوخ دل برو کمان تہا مجہے معلوم نہ تہا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تہا۔ عالم لبیب و فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکہا ہے نیز صائب اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از انجملہ یہہ ہے

ہمین زہ ماک فرج کامران شد صائب   کہ فیض ہم نظر طہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدرآباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اوسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی ۔

مغان کہ دانۂ انگور آب می سازند	ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
در ہوائے بادۂ گلرنگ بیتابیم ما	سالہا شد گرد ہا داران این آہیم ما

ازره بہانگ ہرزه درایان نمیزدم | کے میدہد فریب صدائے جرس مرا
گر زیر سپہریم عجب نیست کہ دریا | در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست
ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری | کہ نیمۂ ز دلم شیشہ نیمہ سنگ ست
بے رخت از رنگ خود گل چون گیاہ افتادہ است | بو میان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است
ذرہ از بالا روی خورشید تابان کے شود | مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی میشود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پہر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی و شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ دارالانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدردانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال و برقرار رہا۔ آصف جاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی باکمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ لچھمی نرائن گلرعنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر ان کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تہا۔ دیوان صائب اکثر آپکے مطالعہ مین رہتا تہا۔ ایکروز دیوان دیکہہ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہہ تہا ؎

بت اگر بت گر نماید مزبان حاصل ز سنگ　　من بتے دارم کہ او ہم تراشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہوگی۔ مین نے اُسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل مین سے اشعار لکھے جاتے ہین۔ اور مستعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مراد دل ز سنگ	برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ
حرف صوفی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن	یک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ
ناقصان را سختی دوران باصلاح آورد	آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ
سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار	منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ناپسند قاتلم	می نہد بار گران بر سینہ بسمل ز سنگ
در عدالت خانہ حکام سرکار جنون	وای میرانے کہ وزن ناو بشند کامل ز سنگ
می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب فیل	ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ
کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہیچ است	سعی خوب چون کوہکن ناحق مکن باطل ز سنگ

مستعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تہا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

وملکۂ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت و مرد مہذب یارباش و دوست پرور و مہمان نواز تھا جب آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے فتوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

سعد خان امیر دانشمند	نیّر بالانشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم	ہائے از فوت سعد ز من

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہہ ہے۔ منہ ۱۱۸۱ھ

اے موتراشش دست تو باشد بریدنی	اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نواعط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم وفضل سے آراستہ فن و ہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینئ مضامین پیدا اور جادوبیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ ۱۱۷۹ھ سنہ ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سرو خرامان شدہ است		کاش می آمد واز دور تماشا می کرد
تا کہ گلزار قدم خندہ فروشم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقۂ صدپارہ بدوشم کردند

دامن از قافلہ اشک بدخشان کردند	از لب لعل کسی نکتہ بگوشم کردند
دست در دامان یار باز بین واریم ما	چین پیشانی بروئے آستین واریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص - محمد باقر نام - سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہین آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر مین والد ما جد کے ہمراہ حیدر آباد دکن مین آگئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی بوتراب صاحب جعفری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری مین جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدر آباد کی شاگردی کی - طبیعت مین جوش و خروش قدرتی تہا میدان شاعری مین خوب سبقت کی - اپنے ہمسرن مین ممتاز ہوگئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہوگی - آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار - و تذکرہ شہید ا فارسی و روضۂ رضوان - و دیوان کامل وغیرہ ہین من اشعارہ الہندی

آہین کرتے کرتے ہجر یار مین ہم مرگئے	وله	تہی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہوگیا
سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا		آج مریخ کے جامے مین وہ جلاد آیا
کبھی گلزار مین گلچین کبھی صیاد آیا		ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
مرگیا دیکھہ کر اُسکو مین شب فرقت مین		ملک الموت کے برقع مین پریزاد آیا
جان پر کہیل کے بیٹھا جو شب فرقت مین		کبھی سمجھا انکو مجنون کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکر نا تہا اقرار دید کا
کچھہ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

فیاض۔ محمد فیاض الدینخان حیدرآبادی

فیاض تخلص۔ محمد فیاض الدینخان نام۔ آپ حاجی عزیزالدینخان کے فرزند ہین۔ آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو نما بہی اسی زمین کی آب ہوا مین ہوا۔ نشو نما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین اور دیگر علمار شہر سے بہی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بہی سند یافتہ تہے۔ کتب درسیہ فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تہی۔ اور حسینی و چالا کی بہی طبیعت کا جزو اعظم۔ ہم عصرون مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت تہی۔ آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا۔ جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہوگیا۔ رفتہ رفتہ آپ درجۂ استادی کو پہنچے۔ اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق ہمدست ہوے ہین انکو ذیل مین ہدیۂ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف و مزہ اٹہائین۔ اور آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے۔ فارسی مین مختصر رسائل لکہے ہین۔ منجملہ غرائب حسابی۔ لطائف فارسی۔ دیوان فارسی۔ دیوان اردو وغیرہ ہین۔ آپ خاندانی شریف و معزز ہین۔ آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تھے۔ خوش خلق و پاک طبیعت۔ دیانت و امانت مین بےمثل ہمدردیٔ اہل وطن مین بے بدل تھے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر سنہ ۱۲۸۶ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر فروکش تھا۔ اُسوقت آپکو دیکھا تھا۔ پہر جب مین سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین سیاحت ہند سے شہر حیدرآباد مین آیا۔ آپکو دیکھا بجنسہ اُسی لباس و صورت مین پایا۔ طرز و روش مین ذرا بہی فرق نہین تہا۔ مگر اُسوقت شباب کا عالم تہا۔ اب زمانہ شیب تہا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور سنبھال رکھا۔ کبھی نئی طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی۔ ثابت قدم و راسخ دم تھے آخر آپ سنہ ۱۳۲۸ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور آپ مشرف جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے تھے

من اشعارہ الھندی

ہے جب آنسوؤن کے ساتھ لخت دل ہوا اشتاب / غم فرقت لہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے
کلیجے سیکڑون کہائے ہین پہر غم اسپہ بہی / نہ بہرتی اُسکی نیت ہے نہ اُسکا پیٹ بہرتا ہے
ہمارے داستان پر کان وہ رکہتا نہین شاید / کوئی درپردہ اُس گل پیرہن کے کان بہرتا ہے
نکل آتا ہے جب مذکور اُنکی سرد مہری کا / تو بیمار محبت ایک ٹہنڈی سانس بہرتا ہے
زبان پکڑے ہے کوئی کسطرح سے فیاض پہر اُسکی / ٹہکانا بہی نہین اک بات کہتا ہے مکرتا ہے

فرحت ۔ لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص ۔ لالہ خوشحال چند نام ۔ قوم کایتہ سری باسنت ۔ ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تھا - نیک سیرت نسان طینت تھا - لالہ صاحب کے کلام تازہ سے دلوں کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپنے ۱۱۴۷ سنہ ہجری میں انتقال کیا - آپ خوش اخلاق و با مروت تھے - طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تھے - اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تھے - جہاں کہیں فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہوا اسکو صلح کے پانی سے بجھاتے تھے - من کلامه

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار ہر کجا گل چہرگان وا وند ترتیب چمن	قالبم گوئی ز خاک کوے ایشان ریختند نرگس چشم مرا گشتند حیران ساختند

فرح - فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص - فرح بخش نام - ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تھا - خوش کلام و خوش بیان تھا ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا - آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے - نزاکت و لطافت کی چمک باہر ہے - آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تھے - کسر نفسی سے متواضع و خاکسار تھے - امرا و شرفا کی مدح کرتے تھے جائزے و صلے خوب لیتے تھے - آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے - آخر ۱۲۰۵ سنہ ہجری میں اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے - من اشعاره

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص - شاہ فضل اللہ نام - سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہیں نقشبندی مشرب تھے

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً۔ درویش کامل و عارف صاحب دل تھے۔ جامع علوم
وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے۔ ایک مدت تک حسب بشارت و ارشاد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے۔ ہمیشہ
حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے۔ اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر
غالب و مظفر ہوتے تھے۔ نواب عضد الدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا
علیہ السلام کے ہاتھہ کا لکھا ہوا امیر الامرا حسین علیخان کے کتب خانہ سے بہدست ہوا تھا
وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آپکو دیا تھا۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال
یعنی سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے۔ شاہ فضل اللہ
کے صاحبزادے میان محمد نے اُسکو ہدیہ کیا تھا۔
آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے۔ صاحب تصنیف و التالیف تھے کئی رسائل
آپکے یادگار موجود ہین۔ رسالہ زاد الزاد سلوک مین قصہ برہ بہو کا و قصہ پریم لوکا بزبان
ہندی۔ اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد مین فارسی کلام بھی صاف و شیرین ہے۔ آپکا
انتقال سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین ہوا۔ اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما — گنج باد آور دشد این آہ ما
اندکی گر قند شد خواہید دید — آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و بر گرد سر گردیدنش — شکر للہ گشت خاطر خواہ ما

ولہ

آنچنان دل یگانۂ یار است — کہ دل از لفظ دوست بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد — ہر کہ بیمار نیست بیمار ہست

زلف و خالش بدلبری یکسان — اینچه کم حسن و انچه بسیارست
در نگاه تو شیشه است و پری — در نگاہم ہمه پریزار است
دل ما بر چشم و گردش چشم — این چه کفرست و این چه زنارست
صبح محشر بخواب نوشین است — در سحر ہر که چشم بیدارست
ہمچو من عشق باز و تو معشوق — این چه آئینه و این چه دیدارست

وله

تا خط ندمیدست بود حسن و ادا ہیچ — اسلام بجز دوستی آل عبا ہیچ
بیجلوۂ رخسار تو ای جان گلستان — گل ہیچ چمن ہیچ نوا ہیچ صبا ہیچ
معنی توحید بروییت نگشایند — سجاده و تسبیح و مصلی و ردا ہیچ

وله

یار میرفت و گریه می‌کردم — چشم و رویم تمام آنسو بود

وله

بکثرت گرچه رو دارم ولیکن وحدت آئینم — ز وسعت مشربیها بر دعای جمله آئینم
تجرد مشربیها آنقدر دارد سبکروحم — که گر در خاطر خود بگذرم ناگاه سنگینم
تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستۂ الفت — نگاہش حاصل دنیا ادا سرمایۂ دینم
دعای اہل عصیان در گرو دارد اجابتها — چه باشد گر براه عاصیان تضمینم
بزاہد ہمسری دارم برہمن را نیاز آرم — مسلمان کردۂ عشقم نه با آنم نه با اینم
خداوندا بمن ہم شور محشر در میان باشد — غلام آل طه بندۂ اولاد یاسینم
بیا فصلی تماشا کن بہار بید لیہارا — چو شاخ گل بیکرنگی برنگ شعله رنگینم

ابیات ایہام زبان ہندی

نگہ سون اپنے عرق کون دور نکر — حسن کا عطر مجکو لینا ہے
دو بہوان دیکھ کر کہا مین یون — دو گھڑی رات دنین آئی کیون

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین — مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے

ولہ

جبتلک تہی جنس گہر مین ہیچ کہاتا تہا فقیر — اب تو کچہہ باقی رہا نہین ہے گر ہیچون خدا

ولہ

طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا — کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

ولہ

اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل — چاہ تیہری مین زلیخا ہورہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص - المعروف بلارازی - آپکا اصلی وطن ری ہے - علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا - ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا - سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا - خوش اخلاق و اشفاق تہا - شاہ طہماسپ ماضی کے زمانہ مین تہا شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین - اور بہت سے صلے پائے - بمصداق - قرار بر کف آزادگان نگیرد مال جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا - ذخیرہ نہین کرتا تہا - آخر ایران سے احمد نگر مین آیا - شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی - تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہوگیا - بیجاپور ہی گیا وہان بہی مالامال ہوا - پہر وہان سے حیدرآباد گولکنڈہ آیا - یہان بہی چندروز قطب شاہ کا مہمان رہا - کئی ہزار ہون لیکر احمد نگر گیا - پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی -

من اشعارہ الفارسی

رخصت گل گل شد از می ترک سیر باغ و بستان کن — بگیر آیینہ در دست و تماشای گلستان کن

نمی گویم دلم را خون بکن یا جان بکاہ از غم — دل و جانم فدایت ہر چہ خواہد دلت آن کن

ازان نرگس کہ بالای گل غلطید از مستی — ببین بر ہر کہ ہشیارست و رامست و غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسباً فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین بسر زمین مدراس واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو اظفری و نامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے رہے - فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع و دیندار تہے صوم و صلوۃ کے پابند سنہ ۱۲۴۵ ہجری مین واعظ رام پوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس و تدریس و ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجۂ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات تہی - علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلتا تہا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۳ ہجری کے بعد تیرہوین صدی مین واقع ہوا۔ سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دور از تو زیستن چہ بود آرزو مرا ۔۔ دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا

وله

عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد ۔۔ کہ دارد نقش یوسف پیر کنعان بر جبین را

باشد ز فیض بوسہ شکر دہان ما ۔۔ شان عسل شکستہ شان بیان ما

وله

در عشق او چو دانہ فشاندہ بر زمین ۔۔ باشد امید سود قرین زیان ما

وله

ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا ۔۔ عنان برق کجا و کف سحاب کجا

وله

بہر حبابش گرہ عنبر سارا بندد ۔۔ گر فتد پرتو آن زلف گرہ گیر در آب

وله

چشم پر خون مرا روز سیہ پیش آمد ۔۔ لعل و تا ز مسی تنگ سیہ پوشی ریخت

وله

نگر ندامت پروانہ سوختن دارد ۔۔ کہ شمع میگزد شعلہ بار بار انگشت

بعہدہ جلوہ حسنت خط شعاع از رشک ۔۔ زند بدیدہ خورشید نور بار انگشت

وله

چون فقیر کہ کند سلسلہ را دستاویز ۔۔ شانہ گردید بآن زلف مسلسل محتاج

دیدہ اہل دل بین چہ قدر تاریک است ۔۔ کہ بود در شب مہتاب بہ مشعل محتاج

وله

بالداران جہان سرمست غفلت گشتہ اند ۔۔ نقش بنیا رو درم اینجا طلسم خواب شد

وله

بہر نظارہ خاک شہیدان کشیدہ سر ۔۔ این گرد نیست کز رہ آنجو رشد بلند

وله

ز خاکستر نشانہا بر تن ہندوستے دیدم ۔۔ ہجوم قمریان بر سرو موزونست پنداری

وله

ز خود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم ۔۔ اگرچہ خار و خس بردم سوئے آن شعلہ خو دستے

سبوئے ہر چہ بخشد دستیاری ناشنا ور را ۔۔ ز نیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر چشمک زدن روز و دل صد چاک عاشق را	بود تا ز نگاہش راہ چو سوزن در رفو دستے
درین میخانہ نام فاروق مست قلقل نغمہ	چو مینا بر سر ہوشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ ۱۱۸۵ھ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق کے نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ بر آمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام اودگیر میں جناب مولانا امیر الدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کر کے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چند روز کی مداومت میں اُستادی کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے - آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ اُستادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے - اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ ۱۲۳۲ھ ہجری میں مدراس سے شہر حیدر آباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں بکمال خوشی و خرمی کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس و تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپنے ۱۳۴۲ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من الشعراء الفارسی

الهی نغمه سنجی بخش چون بلبل زبانم را ‌ ‌ برنگ گل بهار آرای محفل کن بیانم را

وله

آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا ‌ ‌ یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

وله

عجب نبود اگر فرزند بهتر از پدر باشد ‌ ‌ که عطر صندل افزون تر ز صندل میدهد بو را

وله

در گلو رشته زنار فگند ایمم را اشک ‌ ‌ رام با این نشد از بت بیگانه ما

وله

حجاب دیدن روی تو می شود اشکم ‌ ‌ بلی بموسم باران شود نهان مهتاب

وله

نشاء جوش میدهد در موسم پیری شراب ‌ ‌ خواب را کیفیتی باشد بزیر مهتاب

وله

چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نو بهار ‌ ‌ کرد تاثیرش بباطن تا لبهای عندلیب

وله

صاف مشرب را نباشد تهمت آلودگی ‌ ‌ دامن گوهر ز موج خود نگردد تر در آب

وله

بسکه از وضع جهان بیگانگیها رونماست ‌ ‌ هر کرا دیدیم چون آئینه صورت آشناست

وله

حیرت زده عالم امکان وجودم ‌ ‌ دارم ز زبان در دهن خویشتن انگشت

وله

سیاه رو شود آنکس که عیب بین گردد ‌ ‌ چو خامه بر سخن هیچکس مدار انگشت

وله

بر مزارش گنبدی گردد بنا از گردباد ‌ ‌ هر که در رقصت هلاک و در دامان میشود

وله

سرخی چشم من از گریه نباشد عائق ‌ ‌ آفتابی ز نظر رفت و شفق باقی ماند

وله

مظهر رحمت حق جرم سیه کار است ‌ ‌ همه کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبۂ حسن تو امینست کہ از بالِ نگاہ	وله	طائر مرد نکم سوئے تو دارد پرواز
ہستیم با فنا ہم آغوش است	وله	رمز این نکتہ بر شرار نویس
کجا فائق تواند سیر باغ از ناتوانیہا	وله	کہ موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش
ز دردِ عشق او یارب کتابے در بغل دارم	وله	کہ آہ من بود چون بسم اللہ عنوانش
داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے	وله	شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ
تماشائے زر افشان چہرۂ او کردہ ایم	وله	پنجۂ مژگانِ ما از اشک شد اختر بکف
زخم من چون ماہ نو دارد ہلالیدگی	وله	خوردہ ام از یاد ابروئے کسے شمشیر شوق
ماجرائے بر دلِ زارم گذشت از آب اشک	وله	مشت خاکے بود آنہم رفت در سیلاب اشک
بسان آبلہ در ہر قدم بکوچۂ یار	وله	نہادہ چشم برہ زار زارو گریہ کنم
در دست خویش دارد دل اعدار من	وله	این مہر نام تست نیاید بکار من
داشتم در دل تمنائے کہ از خود بگذرم	وله	ہیچے کردم بحمد اللہ با دست سبو
طبع نازک سخن سخت کجا بر دارد	وله	حلم شمشیر کند چین خط پیشانی
کسے بر نقش من از بیکسی حیفی نخورد آخر	وله	بہم آوردن مژگانِ من شد دست افسری

فرحت ۔ محمد صبغۃ اللہ

فرحت تخلص۔ محمد صبغۃ اللہ نام۔ آپ محمد جعفر قوم ناعطا کے فرزند ہین۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بسرزمین مدراس ہوئی۔ نشو و نما بھی یہان کی آب و ہوا مین ہوا۔ اس شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسی والد ماجد و حاجی احمد حسین سے ختم کین۔ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا۔ شعر گوئی

و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکھا - اور کلام کی اصلاح ابو طیب خان والا و مولوی واقف
سے لیتا تہا - محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا - چراغ ہدایت و مصطلحات
وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا - اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا - اور اہل زبان
کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا - معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے
تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا - والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا
سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا - اور نواب کے
ملازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا - آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاساً
سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوئے گل بر تن مرا — ذوق عریانی برون آرد ز پیرہن مرا

وله: آب بنان روشندلان از سنگ پیدا مے کنند — گشت از آئینۂ فرحت این سخن روشن مرا

وله: گر نیست ضعف ما زغم آن عارض تابان — در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را

وله: از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام — از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

وله: آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من — لشکر کشید شب بے شبخون آفتاب

کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست — زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب

وله: چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب — میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب

وله: شرم حسن تو مگر گرد عرق آلودش — شمع با چرب زبانی کہ خموش است امشب

وله: تا بد بکف چو رشتہ عشقت ز دست رفت — رنگ نہ رخ پریدہ کسے را شکار نیست

وله: قامتم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت — میزند آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

نگشد داغ دل لاله ز سر هم سست — وله — درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج

از نگه مهر او شاد بود جان صبح — وله — دعوی من صادق است از لب خندان صبح

برقع ز رخ بباغ چو آن نازنین کشد — وله — خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد

مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود — وله — میرسد در گوش ما را این صدا از کوهسار

در گلشن زمانه چو سوسن بصد زبان — وله — فرحت نیافتم بگفتن زبان هنوز

شوم اندوهگین چون دامن افشان بگذرد یارم — وله — نشیند بر دلم گردیکه برخیزد ز دامانش

کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جهان — وله — آب گوهر فصل تابستان بود بر حال خویش

بریدن از همه عالم سرشت مردان است — وله — برندگی است هر آئینه کار عالم تیغ

بی تو رسد رنج ز دیدار گل — وله — میل کشد در نظرم خار گل

فرحت چو گشت ماه رخم مهربان غیر — وله — وادیم ربط دیدهٔ گریان و آستین

خورده ام خنجر زبس از دست آن خورشید رو — وله — نیست چاک سینه ام چون صبح محتاج رفو

بخون غلطم ز حسرت دیگری پائی تو گر بوسد — وله — شوم قربان بده رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہیں - کبھی کبھی فارسی میں بھی کلام موزوں فرماتے ہیں انتہی کلامہ

گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہیں - اہل مناصب کے زمرہ میں منصب مناسب سے سرفراز تھے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - وفات کی تاریخ وسن دستیاب نہیں ہوا -

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چه چاره کنم		کو گریبان که پاره پاره کنم
قاصدا یا چه دیده می آئی	وله	که گریبان دریده می آئی
دست را کے دراز کردم من		که تو دامن کشیده می آئی
زتیغش نیم بسمل ماندی ایدل	وله	تو شاید اضطرابے کرده باشی
چون نظر می کنم بخندهٔ خویش	وله	گریه بے اختیار می آید
اے ہم نفسان ز ما مرنجید	وله	مهمان دو روزهٔ شمائیم
گر نه نالم چون کنم ای آشنائی دیگران	وله	قهرت برائے جان ما مهرت برائے دیگران
اے فلک پیش تو منظور اگر انصاف است	وله	داده آنچه بهر و نیز بغیر ما دیده

فتوت۔ خواجہ عنایت اللہ خان

فتوت تخلص۔ خواجہ عنایت اللہ نام۔ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب لشکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے۔ مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی و فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق و سابق ہوئے۔ اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق۔ آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو و فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین۔ آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف فرماتے ہین۔ مشاعرہ مین آپکے اشعار پر

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انہی کلام آپ صیغہ منصب مین ملازم تھے
فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - بارہوین صدی کے
شروع مین فوت ہوئے - **من اشعارہ الفارسی**

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت ... دل ما را اختلاط آتشت دیرینہ سوخت

وله
ز ضعف طاقت از خود کے رسم تا گرد جولانش ... مگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

وله
کرامات نگاہ مست او از چشم خود دیدم ... ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہیدانش

وله
وارستگی نمود مرا تا فراغ پا ... بر عرش می نہم ز علوی دماغ ما

وله
مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کند ... غلام حضرت شاہم بشہوار قسم

من اشعارہ الہندی

کہلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین ... مرا ٹکڑے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین

گیا رہا ایدل دوانے دشت مین جانیکا لطف ... لیگیا مجنون اپنے ساتھ ویرانے کا لطف

بزم سے شعلہ صفت گرہ زرہ پوش اُٹھے ... دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اُٹھے

یہان تلک مجھ سے ہے فریاد کو ربط قلبی ... دمبدم نالہ مرے دلسے ہم آغوش اُٹھے

دور مین اُس ساقی کیفی کے می نوش نہین ہم ... مدتین گذری کہ ہین مشہور مدہوش نہین ہم

یہہ سبکروحی تجھے معلوم ہے باد صبا ... خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بر دوش نہین ہم

باغ مین جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے ... دلکو آخر گم کئے انگور کے خوش نہین ہم

تجھ بنگ کے وہاں سے پانی ہو جو نہین پیچھے ... اے ستمگر جالے ہین اُبرہ پوش نہین ہم

اُس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین ... وائے اشک مرا جون گل مرجان ہووے

ٹک ذرا زلف کے لٹ جان فتوت کہولو ... کیا بجا ہوئے جو یہہ شام غریبان ہووے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا دارالامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تھا - متعدد زبانین جانتا تھا - فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا - عمدہ طرح سے مہمانداری کی گئی - یہین مرزا ابن شفیق نے آپ سے آتش پرستی کے بابت نظم مین سوالات لکھکے بھیجے - ملا نے بھی سوالات کے جوابات نظم مین دے - ملا و شفیق باہم ملے چندمدت باہم خوب مذاکرۂ علمی رہتا تھا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد مین ملا ہیضہ وبائی مین مبتلا ہوکے ملک عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس ہوا - ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تھین عالم شباب کا آغاز تھا آپکو تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چندمدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تھے انکو تلاش کیا اور آنسے ملا - ان کے ساتھہ حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تھے مال و زر سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اُسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہان آکے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کردیا فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملّا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلدون مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین۔ ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمہ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون

حمد و ثنا

جو ہلکر سوئے پونہ شد رہگرا — وله — کہ وردست خود آورد پیشوا

روان گشت از جائے خود سیندیہ — وله — نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ

بپونا بیاورد فوج و سپاہ — وله — باہنگ پیکار با کینہ خواہ

سپاہیکش اندر جہان کس شمار — وله — ندانست جز پاک پروردگار

ہمان آلہ و سازو سامان جنگ — وله — ز ہندوستان وز بوم فرنگ

ز اندازہ افزون برون از شمار — وله — ستو ہیدہ گاو زمین زیر بار

از ین سو دو سالار وزان سو یکے — وله — نکردند آزرم ہم اندکے

به پیش اندر از پیل بسته رده	وله	پیاده پس پیل صف برزده
به پشت پیاده سواران کین	وله	بجسته زسم سواران زمین
جهان گر شد از بانگ و آوائے کوس	وله	ز گرد سواران هوا آبنوس
بتاریکئے گرد تیغ یلان	وله	درخشنده چون برق بر آسمان
نم خون بماهی ز دشت نبرد	وله	فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض - میر شمس الدین محمد

فیض تخلص - میر شمس الدین نام - آپ دہلوی الاصل ہین آپکے جد محمد مولوی
رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین دلی سے
حیدر آباد دکن مین آئے - حضور کی قدر دانی سے منصب مناسب پر مقرر ہوئے -
آپ درس و تدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے - آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان
کا تولد حیدر آباد دکن مین ہوا اور اس ملک مین تعلیم و تربیت پائی - آپکی والد ماجد بھی معزز
منصب پر ممتاز تھے - اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا - اسی تعلق کے وجہ سے ۱۱۹۰ سنہ ہجری مین
بلدہ ایلچپور برار مین مع عیال و اطفال گئے - وہان آٹھ نو برس تک رہے ۱۱۹۵ سنہ ہجری
مین جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار مین واقع ہوئی - ہم برار کو مبارکباد
دیتے ہین کہ وہان ایسا آفتاب طلوع ہوا - جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کر دیا
فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے - حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے - مجھے
اس بات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا - فقیر مولف
نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و کیا فقیر جم غفیر کو زندہ کیا - اور فیض نے اپنے نور کے کرنون سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا - ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشو ونما یہین کی آب وہوا
مین ہوا - آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا - آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ وفنون متعارفہ کی تحصیل
کے طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے - ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت وجولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی
شعلہ زن تھی - طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے - آپ کی
طبیعت شعر و سخن سے ایسی مناسب تھی ور کلام کو ایسی خوبی و خوشنمائی سے موزون فرماتے
تھے کہ اسوقت کے بڑے بڑے اُستاد ذہی استعداد دیکھکر حیران ہوتے تھے - اور کہتے تھے
کہ یہہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب رنگ کہلائیگا - بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تھا - آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تھا - آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تھے - رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے - دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے ور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکھنے لگے - آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑہنے لگی ہر ایک یہی کہتا تھا
ع نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا اور روسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے
ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تھے - آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقرر تھا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بھی ہوا تھا اور آپکے فرزند بھی مناصب
مناسب پر ممتاز تھے - آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگوفہ شگوفہ مضامین سے تختہ گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگا رنگ لطافت سے رشک بہار ہے ۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ
و شایستہ ہے ۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریزہ اور ہر ایک
کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے دردو میر کا انداز نمایاں اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان
ہے ۔ آپ نازکخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے ۔ آپ اہل زبان مین
سرمو فرق نہین اُن کے جلسہ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ
مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تھے ۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت
نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تہی ۔ تلامذہ اور
اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین ۔ جناب حکیم
مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرا یا
حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیراً ۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے
ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑہا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے
ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکھیے ۔ آپنے بغیر تامل اُسیوقت کہا ع منکے ڈہلے ہوئے
مری گردن کے دیکھیے ۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے
ایک مصرع آپکی خدمت مین بہیجا ؎ سکندر طالع جمشید سطوت ۔ اور لکہا کہ یہہ تاریخی
مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بہیجیے
آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولوی صاحب
کو لکہو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسر شان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور
جملہ موصوف نہین ہوتا ہے ۔ مقام وصل کا خواہان ۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر
اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹہیک و درست ہو جائیگا ع سکندر طالع و جمشید طینت

ایک روز علامہ مصطفیٰ متخلص سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف میں رحمۃ و نعمت کا لفظ بعض مقام میں تائے مدورہ اور بعض مقام میں تائے دراز سے آتا ہے جیسے نعمت اللہ و رحمت اللہ نعمت ربک رحمت ربک ۔ آپنے اسیوقت فرمایا چونکہ رحمت و نعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے ۔ شان ایزدی نے کہ وہ منان و منعام ہے اسبات کو نہیں پسند کیا کہ نعمت و رحمت کو کوتاہ اور کم کرے کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چارسو ہوتے ہیں ۔ اسلئے مع اضافت تاء دراز و بغیر اضافہ تائے مدورہ لکہا جاتا ہے ۔ میاں سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے آپ تاریخ گوئی میں بہی بے نظیر تہے ۔ آپکے مطبوعہ دیوان میں بہت سی تاریخین میں ہم اسمیں سے دو چار بطور نمونہ لکہتے ہیں تاکہ شائقین لطف اٹھائیں ۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندولال مدارالمہام ۔ مرد با خدا بود چندو لعل ۱۲۶۲ھ

تاریخ بنائے مسجد عبدالشکور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہست بیت المقدس این مسجد ۱۲۶۵ھ

تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شد باوقار اقبالمند ۱۲۸۳ھ

تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصر الدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی ۱۲۴۳ھ

آپ خوش اخلاق و خوش اشفاق تہے ۔ پاکیزہ سیرت و پسندیدہ صورت ۔ صاحب مروت و سخاوت ۔ صوفی المشرب صافی المذہب ۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے مالک تہے ۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج و زندہ دل تہے ۔ ضعیف تہے مگر دل میں جوانی کا جوش ۔ بڈہوں میں بڈہے جوانوں میں جوان بچوں کے ساتہہ بچے تہے ہر ایک کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپ سے خوش تہے اور آپکی صحبت سے مستفید ہوتے تہے ۔ مزاج میں کسر نفسی زیادہ تہی تکلف ظاہری سے متنفر تہے مکان میں فرش بوریا

ہوتا تہا۔ اُسی پر امرا و غربا آتے تہے اور بیٹہتے تہے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازان فقرا و کملا کے خواہان تہے۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تہے کہ ابہی شیر کی شکل مین جلوہ دکہاتا ہون زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہون۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت مین جلوہ فرمائیے۔ شاہ صاحب ششدر ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود و جود تست
یہہ بزرگ بہی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد سنی المذہب تہے آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تہی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوئے تہے آخر آپ ۱۲۸۳ھ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکہی۔ دیوان مطبوعہ مین موجود ہین ہم چند مادے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ع احیدرآباد سے بس گیا فیض ۱۲۸۳ - جناب فیض واصل حق ۱۲۸۳ - فیض از ینجا نمود عزم جنان ۱۲۸۳

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میان۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق و فائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہوگئے۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے منجملہ۔ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ و منسوخ۔ شرح کلمة الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض و قافیہ مفید الاحکام حلت و حرمت۔ خزانة الامثال در اصطلاحات لغات اردو۔ جداول نصف النہار فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی و اردو دکن مین دائر و سائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ من اشعارہ الفارسی

جا بایش سجدۂ خانقاہ و بہ میخانہ جائے ما		تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہرانچہ شارع میخانہ آن کنیم		اینست در شریعت ما اتقائے ما
ناوک عشق از کمان دیگر است	ولہ	مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست		یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیاز سر فرو		سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا		بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الہندی

کفر جو تھا دین مرا ہوگیا		بت ہی نصیبون سے خدا ہوگیا
کیسی دوا مجکو مسیحانے دی		درد محبت کا سوا ہوگیا
موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے		فیض تو پہلے ہی فنا ہوگیا

حرم مین دیر مین جب کوئی روبرو آیا — ولہ — مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا

کسی کا کوئی بہی ہمعون نہین ہے کر انصاف — ادہر سے مین نکل آیا اُودہر سے تو آیا

اُڑائین جیب کی لاکہون ہی دہجیان مین نے — مگر نہ قبضہ مین دامان آرزو آیا

نہین فرق کچہہ دیر مین اور حرم مین — ولہ — جو بہت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے

تقاضا دہیت کا نکر فیض اُن سے — خدا سے کوئی خونبہا چاہتا ہے

فدا ـ شیخ احمد نواعطہ

فدا تخلص ـ شیخ احمد نام ـ اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے ـ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ خوش فکر و موزون الطبع تہا ـ فارسی عربی مین مستعد طالب علم تہا شعرگوئی کا فریفتہ تہا ـ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتا تہا ـ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تہا ـ سنہ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تہا تقریباً سنہ ۱۱۸۲ہجری مین فوت ہوا ـ من کلامہ

دست در دامان یار نازنین داریم ما — چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

دیدن روئے ترا ہرکہ تمنا میکرد — ولہ — حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد

دلم از داغ جنون سر و چراغان شدہ است — کاش می آمد و از دور تماشا میکرد

تا زگلزار عدم خندہ فروشم کردند — ولہ — ہمچو گل خرقۂ صدپارہ بدوشم کردند

دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند — از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز ـ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص ـ آقا میرزا قاسم علی نام ـ رشتی الاصل والنسل ہین ـ جامع العلوم والفنون تہے ـ فارسی انشاپردازی مین نظماً و نثراً وحید عصر تہے ـ اور خوشنویسی مین فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے۔ خاص خط نستعلیق مین استاد و ثانی میر عماد ہے
آپ اکثر اوقات درس و تدریس مین مشغول رہتے تھے۔ حیدر آباد مین اکثر امرازادے آپکے
حلقۂ درس مین شریک ہوتے تھے۔ نواب مختار الملک مدار المہام اولکو بھی آپسے تلمذ تھا۔ آپ خوش اخلاق
وصوفی مشرب تھے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع۔ سرکار عالی کے صیغہ منصب مین ملازم تھے۔ شعر و شاعری کے
شیفتہ تھے۔ جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تھا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے آپکے
ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے۔ صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہین ہوا تھا کہ آپنے
دسوین تاریخ جمادی الاول ۱۳۰۲ ہجری مین دار البقا کیطرف رحلت کی میر مومن استر آبادی کے دائرہ مین
مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ باپکے قدم بقدم
ہین۔ شاعری اور تاریخ گوئی مین مہارت کامل رکھتے ہین عربی و فارسی مین استعداد و خوشنویسی آپکی میراث
ہے۔ خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہین فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالی۔ کتبخانہ
آصفیہ مین ملازم ہین۔ **من اشعار صاحب ترجمہ**

درد ما کہ علاجم ز مسیحا شدنی نیست	این عقدہ بغیر از لب او وا شدنی نیست
افسوس کہ از بام نگاہش بفتادیم	چون اشک کہ افتاد دگر پا شدنی نیست

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات قم خاندان
امام ہشتم سے ہین۔ میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس مین تمام علما
کے سرآمد تھے آپکی ولادت ۱۰۵۰ ہجری مین ہوئی۔ افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت ہے
نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم مین مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن
مالوفہ مین فارغ ہو کے عالم شباب کے شروع مین اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہو کے

دار السلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجۂ کمال کو پہنچا۔ ۱۰۸۲ہجری مین ہندوستان مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کر دی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بنا کے سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم بن امیر الامرائے شایستہ خان اور میرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تہا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکہتا تہا۔ اور میرزا صاحب بہی بادشاہ کی ہم زلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین نہین جہکاتا تہا دونون کی نا اتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تہا۔ آخر نا چاقی کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا۔ ۱۰۹۹ہجری مین موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا۔ جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب مرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد سے ایک رباعی موزون کرکے بہیجی **ہو ہذا**

ایام بکام دوستان راگشتہ	کار مرزا معز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پہر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر با جل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ ۱۱۰۱ہجری مین واقع ہوا کلمات الشعرا مین سرخوش لکہتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر نے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف دانا مردن افسوس
نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے
دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف		زعالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ	ولہ	معز الدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست		معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش		خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی مین بے نظیر تہا مستعدان زمانہ اس بات
متفق ہین کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند مین نہین
آیا۔ فضیلت و وقت آفرینی و جدت طبع و خورده بینی مین ید بیضا دکھلاتا تہا۔ علم معقولات
مین رستمی کا نقارہ بجاتا تہا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم | طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون
کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجہہ سے آگے نہین بڑہ سکتا ہے لیکن
جب فنا فی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کرسکتا ہون
نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑہتا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق
مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون۔ میری طرح
وہ کہاتے پیتے ہین۔ سمجہہ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون
مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب و خطاب جانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذه من بوارق طبعه

شدم خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم
در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صد راه معصیت باشد پریشانی مرا
داشت عریانی نگه زآلوده دامانی مرا

شمیمه غنچه پریشان کند دماغ مرا
بود فتیله خود آستین چراغ مرا

کار ما پیوسته در بند از کشاد ناخن است
عقده همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست
چون بوی گل چیده هم سفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفیهاست
آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت ست

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد
شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

عاجز شد از رفاقت ما رهنمون ما
استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاده استعداد فیض
گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شور قیس ببرقع از دل بنیاب کم نشد
این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من
برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم در ته پا بود و لے همچو سپند
گام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بریست
ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیه مست غرور از باده خود پرورست
شیشه تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند
حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود
چون بخود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهر است
کار چون نیکو بود کار فرما می شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد — جادہ بالید آنقدر بر خود کہ سدّ راہ شد

حیرتم برقع کشائی شاہد مقصود گشت — عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد

نہان بگذاشت افسون عشقش در پردۂ ناموسی — پری در شیشہ رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی

شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم — کف خاکستری افشاند بر دامان فانوسی

فیضی - ابوالفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابوالفیض نام - عربی الاصل و النسل ہے - آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تہے - آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کرکے سیر سیاحت کرتے ہوے سندہ و ہند مین آئے - قصبۂ ریل علاقہ سندہ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کرلی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندہ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کرلی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تہا علوم معقول و منقول مین کامل تہا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تہے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تہے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلی خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تہے لیکن تعصب تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تہے - اور مہدوی فرقہ سے آمیزش و محبت رکہتے تہے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی دہری ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کی -
خدا تعالی نے کثرت اولاد عطا کی - اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے - فیضی ۹۵۴ سنہ ہجری
مین پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت مین تعلیم شروع کی -
عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا - درجہ کمال کو پہنچا لیکن بد قسمتی سے مدت تک زمانہ کے
مصائب مین مبتلا رہا جب ۹۷۴ سنہ ہجری مین فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا
درس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ مین مصروف ہوئے تب حاسدین نے
اکبر بادشاہ ہند کو اسبات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک مہدویہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیے
بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا - پس شیخ بامر لاچاری
مع فرزندان فیضی و ابو الفضل گہر سے برآمد ہوکے چند مدت تک ادہر اودہر پوشیدہ ہوتے
رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتوی بہی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے کامل دینا چاہیے
چوطرف جاسوس تلاش مین سرگرم ہوئے - آخر ۹۷۴ سنہ ہجری مین فیضی دربار اکبری مین باریاب
ہوا - بادشاہ نے اسکی قدردانی مقدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا
فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدہ طویل مین لکھا ہے - **من اشعارہ**

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
بشارت سعادت ندا کنان کہ بخوان	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابو الفضل نے آئین اکبری مین مذکور کیا ہے - فقیر مولف طوالت کیوجہ سے
صرف وہی شعر پر اکتفا کرتا ہے - ان کنت شائقًا فارجع الیہ -
پہر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا - فیضی عالم فاضل
طبیب حاذق فلسفی مزاج - شاعر ماہر تہا دربار کی خدمت پسند نہین کرتا تہا - افادہ عام کے

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی ۹۹۰ سنہ ہجری
مین بادشاہ نے آگرہ۔ کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور ۹۹۳ سنہ ہجری مین
جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا تب فیضی
کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور ۹۹۶ سنہ ہجری مین ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔
اور ۹۹۷ سنہ ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ
لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر — کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب ۹۹۹ سنہ ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم جزم کیا حکام دکن مثلاً راجے علیخان
فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمدنگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرما کے
بہیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن طوعاً و کرہاً قبول کیا اُس نے سفارت کا
کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجے علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے۔ فیضی نے
برہانپور مین دربار منعقد کیا تخت پر شاہی تلوار و خلعت اور فرمان شاہی رکہا۔ راجے علیخان
پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی
ادب سے ہاتہہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجے علیخان نے فرمان کو
سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجا لایا۔ خلعت و تلوار کو بہی لیکر تسلیمات بجا لایا۔ پہر برہانپور سے
احمدنگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے
مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہہ کے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت مین
تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ رستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون
کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بہی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بہی حالات اور نقلین و حکایتین بہی موقع و محل پر بیان کرتا ہے - چنانچہ عرضداشت
مین ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونون کے نسبت لکہا کہ مین یہان دو شاعر
صوفی مشرب سے ملا - دونون خوش محضر و نیک سیر ہین - قدمبوسی حضور کے مشتاق ہین
اور دونون کے قصائد و غزلین بہی بہیجین - آخر سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین سفارت کے کام سے
فارغ ہوکے حضور مین پہنچا - اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا - انعام صلہ سے سرفراز
فرمایا سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکہا جائے چنانچہ فیضی
نے نلدمن کا قصہ شروع کیا - چار مہینہ مین ختم کرکے پیش کردیا - اُس مین چار ہزار شعر ہین
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

کانگیختہ ام بہ آتشین آب	این چار ہزار گوہر نایاب

مرکز ادوار - وسلیمان و بلقیس - ہفت کشور - نلدمن - اکبر نامہ - ان مین سے دو کتابین
ختم ہوئین - ایک نلدمن دوم مرکز ادوار - باقی مثنویان ناتمام رہین - بادشاہ نے حکم دیا کہ
نلدمن خوش خط لکہوا کے کتب خانہ مین رکہین - اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑہ کر سنایا کرے
موارد الکلم اخلاق مین غیر منقوط حروف مین لکہی - یہہ نسخہ کلکتہ مین مطبوع ہوچکا ہے -
پہر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے - یہہ بہی مطبوع ہوچکی ہے - اکثر شعرا و علما نے
کتاب پر تقاریظ لکہے ہین - یہہ تفسیر غیر منقوط حروف مین سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی -
مُلا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی - یعنے بحساب جمل اس سورہ کے
حروف شمار کئے جائین تو ۱۰۰۲ ہجری برآمد ہوتے ہین - ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور
رباعیان لکہین - حاسدین رشک سے کہتے تہے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا - آج تک کسی نے
ایسی تفسیر نہین لکہی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے - فیضی نے جواب دندان شکن دیا -

کہ خود کلمۂ توحید لا اله الا الله محمد رسول الله از سرتاپا غیر منقوط ہے۔
صاحب دیوان ہے۔ دیوان مین تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہین دیوان کا نام طباشیر الصبح
ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ
کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب مین ہے فیضی نے سنسکرت سے
فارسی مین ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرةً راغب تھا کسی سے کلام کی اصلاح نہین لی جو کچھہ
کہتا تھا زور طبیعت سے واقع ہوتا تھا اہل زبان کے ساتھہ آمیزش و اختلاط
رکھنے سے کلام مین اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف
و شستہ ہوتا گیا۔ عربی مین فاضل ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار مین صنائع
و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت
مترشح ہوتی ہے فارسی مین عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہین معلوم
ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکھتا تھا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا
سلسلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتھ
یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ؎

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت — در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ ام

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح مین لکھکے بھیجا۔ فقیر مولف
قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا فگند بر نظم امور م پرتو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشینیان حتی ظہیر الدین	اسیر دیدۂ اہل زبان حتی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی
وگر من ستجیرم آستان او مجیر من

کلیم با او رسد در شاعری عوائے ہمچشمی
کہ درین خانقاہ من مرید و اوست پیر من

زمین ہند با قرب ورش نعم النعیم دل
ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تھا۔ آخر مین فیاضی اختیار کیا۔ چنانچہ کہتا ہے ۔

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود
فیضی رقم نگین من بود

اکنون کہ شدم بعشق مرتاض
فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے ھو ھذہ

منم فیضی کہ در میدان معنے
چو من چابک سوارے تیز تگ نیست

بجلد شعر من از پوست تا مغز
بجائے مردم ناپاک رگ نیست

بدان می ماند این پاکیزہ گفتار
کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہہ بیت نہین گذری۔ اسمین لفظ سگ آیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی　　چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ　　کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا۔ اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا والا فیضی ایسی غلطی کبھی نہین کریگا۔ مگر غنا کے مولف نے

لکھا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لیے آیا۔ دیکھا کہ فیضی کے پیچھے چند کتے پھر رہے ہیں۔ عرفی نے پوچھا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب میں کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تھا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونوں روایت میں معارضہ ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونوں قول باہم متعارض ہوں تو ساقط ہوتے ہیں ایک بھی اعتبار کے لائق نہیں رہتا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بہ نسبت اسمائے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہوگی حاسدین نے اس قسم کی نقلیں فیضی کی اہانت و ذلت کے لیے بنا کے مشہور کیے ہوں گے۔

اخلاق و خصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تھا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تھا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ جہانتک ممکن ہوتا تھا ہمدردی و مساعدت کرتا تھا۔ فیاض و سخی دل تھا غربا دوست مہمان نواز تھا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تھا۔ عرب و عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تھا۔ عرب و عجم کے اہل کمال جب ہند میں آتے تھے اسیکے مکان پر فروکش ہوتے تھے۔ مہمان کی خاطرداری و مدارات میں حسن سلوک کرتا تھا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ میں پیش کر کے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تھا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تھا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بھیجتا تھا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کرا دئے تھے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بداونی فیضی و ابوالفضل کو بُرے الفاظ کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھہ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور مین سفارش کرکے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک دل ہے فیضی نے سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین احمدنگر سے بادشاہ کو ایک خط لکھا۔ اسمین ملا صاحب کی بہت تعریف لکھی کہ اُن کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کرکے آخر مین عرض کرتا ہے کہ مین گویا حضور مین حاضر ہوکے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہون اگر یہ عرض کرتا تو گنہ گار ہوتا۔

دیکھو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہین۔ واقع مین فیضی حکیمانہ خیال کا تھا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تھا۔ شیعہ و سُنی کے مناظرہ کو بیہودہ سمجھتا تھا نہ اُسے شیعہ سے کام تھا نہ سُنی سے بلکہ ملاؤن کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تھا۔ متعصب ملاؤن نے ابتدا مین اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنا لیا تھا۔ جو یہہ کہتے تھے اکبر تسلیم کرتا تھا بدعتی و رافضی کُشی کا ہنگامہ گرم تھا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جُرم مین قتل ہو چکے تھے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت مین پہنچے تب دونون نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہہ متعصبین اصل مذہب سے بیخبر ہین اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہین ہین انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچھہ نہین سمجھتے دونون کے کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کُشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤن کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونون کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کردی جسمین ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ سب آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تھا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ہجری مین فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکہی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد

آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتہہ اور بہی امراض عاید حال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل مزاج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابوالفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب و تسلیم بجالائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابوالفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو این حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ بماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عائد حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانۂ علم کو تغسیل

وتکفین کرکے بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن کئے ۔

من اشعارہ الفارسی

گر بسیہ اینچنین شود چشم تو بہ ہلاک ما ۔۔ از پی مرگ عاشقان سرمہ کنند خاک ما
در ہوس شکر لبی فیضی خستہ داد جان ۔۔ روح قدس ببین کہ شد واسطۂ ہلاک ما

وله
خال منما کشتۂ آن نرگس مستانہ را ۔۔ کس نبیند از وبہ پیش مرغ بسمل دانہ را

وله
آزاد دلان در خم امید نمانند ۔۔ مرغان بہشتی نشناسند قفس را

وله
گر بدانی قدرے لذت یکتائی را ۔۔ بدو عالم ندہی گوشۂ تنہائی را
ہست ہر ذرہ از ریگ روان مجنونے ۔۔ کہ سر گردہ قدم بادیہ پیمائی را

وله
بروای محتشم از مجلس رندان کاینجا ۔۔ سر خاقان شکنند کاسۂ فغفور امشب

وله
کدام ساقی بدمست گرم خونریز است ۔۔ کہ بوئے می بدماغم ز بوی خون کم نیست

وله
امشب وداع یار ز مرگم علامت است ۔۔ شام وداع نیست کہ صبح قیامت است

وله
دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پرواست ۔۔ از کجا ہم خبرے گیر کہ آتش تیز است

وله
دل خوبان سشہر مائل تست ۔۔ سنگ آہن ربا مگر دل تست

وله
خاک ہستی ہمہ بر باد فنا رفت ببین ۔۔ آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست

وله
خاکبیزان رہ فقر بجائے نروند ۔۔ گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند

وله
وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود ۔۔ یکبار شد میسر و دیگر نمی شود

وله
اے سنگ تراش دل ترا یاد کند ۔۔ وز سنگدلیہائے تو فریاد کند

وله
رویت افروخت از عتاب امروز ۔۔ طرفہ گرم ست آفتاب امروز

وله
وقت ست کز خرابۂ دنیا برون رویم ۔۔ زین دیر زندہ ہمچو مسیحا برون رویم

بہرس از قید دلہا در کمند عنبرین مویان — کہ می بینم سلیمانہا بزیر بہ بیرہ بان

ولہ

شرطست جان بیاد رخ یار باختن — شطرنج غائبانہ بدلدار باختن

ولہ

خواہی من دیوانہ را شیرین شو و شور جنون — سنگ ستم تہا بزن دشنام ہم چندے بدہ

تواے پروانہ این گرمی ز شمع محفلے داری — چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری

شدی فیضی شہید یار شرمت باد اگر نالی — بحشر این خونبہا بس کہ چون او قاتلے داری

شستند پاک از دل ما نقش و رنگ بوئے — پیران سادہ لوح و جوانان سادہ روئے

فطرت - میر ابو تراب

فطرت تخلص - میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے - صاحب استعداد و ذکی الطبع تہا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تہا وطن مالوف سے ہند مین وارد ہوا سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدرآباد دکن مین پہنچا - قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۱۰۶ ہجری مین فوت ہوا - میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن گیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تہی - اسکی لوح مزار پر کندہ کراے مین ھو ھذا

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد — ننواخت بمہر و خارج آہنگی کرد

آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد — اکنون ز نبرد و نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بہی ہے - معنی بجنسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تہوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد — مرغ دلم از قفس شتاب آہنگی کرد

آن سینہ کہ عالمی درو مے گنجید — تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے - اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے - صاحب دیوان ہے مگر دیوان نادر الوجود ہے

حرف ف

فرخی - سید شاہ ابوالحسن

فرخی تخلص - سید ابوالحسن نام - آپ سید عبداللطیف نقوی کے صاحبزادے ہیں۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چہ سال ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پہر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا - اور سکونت پذیر ہوا - محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخرالدین ناعطی سے کتب حقائق اور محمد ساقی سے کتب صرف نحو کی سند حاصل کی - کمتر مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد ہوگیا - اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا - کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکہنے لگا - اور سخن سنجی مین بہی مہارت کاملہ حاصل کی آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تہے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف کی طرف تہا - جب کبہی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تہے تو حقائق و معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتہہ اشعار مین درج کرتے تہے - آپنے اولاً حضرت محمد فخرالدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن فرمایا - ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشعار مین مشغول ہوئے - پہر آپنے حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بہی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلبائے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجہ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص راز انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائیدار سے بہشت بریں کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۸۲ھ ہجری میں واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت رکھتے تھے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذا

بوالحسن آنکہ از نم فیضش	چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوش عرشیان گردید	آن گہرہا کہ در معارف سفت
باعیانش نکردہ ظہور	باعیانش نہان ہا ندہ نہفت
از پئے واروان شہد غیب	خس و خاشاک غیر از دل رفت
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل	تا شود با جہان مطلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس	دوش بر دوش شاد و خندان خفت
بود جان جہان ازین معنی	از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم	غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیرم بگداز زہرہ کردی	از حال دل خبردہ یکبار جان ما را
ز زلف او پس از چندین شب تار	بدست خویش تارے وارم امشب
فزون چشم آہ با نالہ روان شد	رسم است کہ ہر قافلہ بے جرسی نیست
نیست قوارہ اے پری ہیکر	آب بر خاست بہر تعظیمت

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے - گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ ہمدانی الاصل ہیں
آپکے جد اعلی خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہیں - خواجہ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان
سے سیر کرتے ہوئے کشمیر میں وارد ہوئے - کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکھکے وہان فروکش
ہو گئے پدر و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے - پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھا
اہل کشمیر آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے - امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل
رکھتا تھا - ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تھا - خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبد الغفور
کشمیر سے برآمد ہو کے کابل میں امیر خان کی خدمت میں پہنچا - امیر خان نے مرشدزادے کی
بہت خاطر و مدارات کی - اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجھکے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر
کرنے کی بادشاہ کے حضور میں درخواست کی - درخواست منظور ہوئی - خلعت دیوانی و خطاب
خانی حضور سے سرفراز ہوا - مذکور الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام دیکر
امیر خان کے ہنگامہ میں شہید ہوئے - آپکی تعمیرات سے کابل کا پل سرا مسجد ہے - عبد الغفور کے
فرزند خواجہ عبد اللطیف کابل سے شاہجہان آباد میں آئے - اور وہان سے اورنگ آباد میں امیر الامرا
حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے - آپکے خلف الصدق خواجہ عبد الغنی خان والد خان قدر
صاحب ترجمہ صوبہ حیدر آباد کی کچہری دیوانی میں مدت تک مامور رہے - آپکی رحلت کے بعد
نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدر دانی سے قدر صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی
کی خدمت میں باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرا دیا سنہ ۱۱۹۲ ہجری تک دیوانی پر مامور تھے

انتہی کلامہ ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے ۔ کلام و خط شفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے ۔ خوش مذہب خوب مشرب تھے ۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احبا کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے ۔ فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آغاز مین بہشت برین روانہ ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار راہش	وله	دُرِ غلطان اشکبار من است
زنجیرہ چو ماغریبان شود مشبک گرنہ ہر شب	وله	فلک را انجم زرہ بپوشد قمر زہالہ سپر نہ نہد
ماہ نو باکمال آرائش	وله	نعل شبرنگ خوش خرام تو باد
من زشادی چو عید مید انم	وله	چون بہ بر گلعذار می آید
قدر از بہر گریہ و زاری ٭	”	کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الهندی

مو شگافی خوب نین اے شانہ اس زلف کی	وله	بال سے باریک ہے یہ بات کا کل کی قسم
پیتا ہے بسکہ لوہو ہر شب یہ بلبلون کا	وله	دہوتی ہے شبنم آکر صبح وضوئے غنچہ
کوہ کن کی مفت جان کٹی تیشہ سے	وله	ہات شیرین کے لگا تو بہی نہ تا رو ہن
ساقی گیا ہے روٹہہ کے ہم سے ہزار حیف	وله	آئی ہے کیون تو موسم سے اکیے بہار حیف
بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب	وله	رکہتا ہے کس قفس مین یہہ صیاد دیکہنا
شیرین کا بیستون مین تو کہینچا ہے نقش پا		تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکہنا
آنکہون مین مرے پہرتی ہے سچ آہ کسو کی	”	دیکہا تہا مین تصویر سر راہ کسو کی
بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر	”	غنچون کے کان کہولنے باد صبا چلی

مہر داغون کی ہوئی ہے دیکہہ لے اے بیوفا	وله	عشق کے دفتر سے رکہتا ہون مین یہ فرمان دل
تخت شاہی ہے زمرد کا دوا کے لئے	وله	مینہ برسنے سے نہین سبز ہے ہر رنگ صحرا

قدرت ۔ محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص ۔ محمد قدرت اللہ خان نام ۔ آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین ۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ خود صاحب ترجمہ نے تذکرۂ نتائج الافکار مین لکہا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے ۔ ہند کے شہرون مین پہرتے پہرتے بلدۂ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے ۔ پہر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد مین قصبۂ گوپامو مین پہنچے ۔ قصبہ کو وطن بنا لیا ۔ اور وہان کے شرفا و معززین سے موافقت پیدا کی ۔ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے ۔ اور حکام نے صاحب فضیلت و ذی لیاقت دیکہہ کے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا ۔ اور معاش کافی جاری کر دی ۔ سلطنت تیموریہ کے انقراض کے بعد ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی ۔ ہمارے ہی خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا ۔ پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپامو مین قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی ۔ آپنے باد عقل و شعور مین تحصیل علوم و فنون کیطرف متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہون گا کسی سررشتہ مین نوکری نہین کرونگا ۔ پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو و صرف تمام پڑہین ۔ اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کین ۔ اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقادی حاصل کی ۔ اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیر الدین سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا ۔ سلسلہ قادریہ مین اشغال اذکار کی

سندلی سنہ ۱۲۲۷ ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض وحساب مین لیاقت پیدا کی سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین نواب رضوان مآب کی خدمت مین باریاب ہوکے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال دیانت کے ساتہہ کرتا رہا۔ پہر مشاعرۂ اعظم کی مجلس مین حکم بنایا گیا۔ تاکہ شعراکے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تہے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تہے۔ اکثر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تہے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتہہ لکہا ہے۔ مدراس مین نواب صاحب کی عنایت سے سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین مطبوع ہوچکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا		وز پرتو جمال تو در سینہ داغہا
فزود حسن چو از ساغر شراب ترا	وله	سزد از ین دل بریان من کباب ترا
بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے		اگرچہ منع کند عالم شباب ترا
گر بگورستان گذر افتد من رنجور را	وله	نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را
خدمت اہل صفا بیم شرق انوار کرد	وله	فیض شاگردی رساند آخر باستادی را
طفل بدخوئیکہ بستم رشتہ الفت با و	وله	می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا
فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی	وله	آوردہ درین دہر تماشائے تو ما را
بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت	وله	شد اشک ریز دیدۂ پرخون آفتاب
قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان		من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

کارم شود تمام بیک ناله چون سپند | وله | جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست

بر تهی دستان نظر بر اهل همت را بود | وله | سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث

دود حسرت ز دل خویش بر آورد رقیب | وله | من گرفتم چو ازان لب نے قلیان گستاخ

اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید | وله | بیارم گوهر مقصد بکف در جوی آب آید

دل ستم زده در وصل یار می نالد | وله | چو بلبل که بفصل بهار می نالد

آتش سینهٔ بے کینه هدف کرد آخر | وله | نقد جانے که مرا بود تلف کرد آخر

شور آوارگیم برده سبق بر مجنون | | زنده دیوانهٔ من نام سلف کرد آخر

از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس | | از دم سرد خود آئینه کلف کرد آخر

دریا د چشم مست تواے نور دید ها | وله | از دیده خون ناب چو صهبا گریستم

دل خسته و آه سرد دارم | وله | یکجان و هزار درد دارم

پوشیده چسان کنم غم دل | | چشم تر و رنگ زرد دارم

در کنج قفس خوش باسیرے گذرانم | وله | در کار تو اگر این مشت پر من

ساغر می شبانه باکه زدی | وله | با رخ لاله رنگ آمدهٔ

بر نخیزی ز کوئے او قدرت | | چقدر پا بسنگ آمدهٔ

بر نمی خیزد صدائے از نواے مجروح عشق | وله | کشتهٔ تیغ نگاه سرمه دار کیستی

اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی | وله | آشفته و زار و بیقرارم کردی

میخواستی از روز ازل خواری من | | آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس۔ محمد صدیق حیدر آبادی

قیس تخلص۔ محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدر آباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر متقرر تھے۔ چنانچہ آپکے
نانا محمد عاقل خان نائک مخبرین کے افسر تھے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا
ارسطو جاہ کے مصاحب تھے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تھے۔ آپنے نشو و نما کے بعد
سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی عربی پڑھکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی
اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعر گوئی بھی شروع کی۔ کلام کی
اصلاح خالوئے بزرگوار سے لیا کی۔ چند مدت مین لائق ہوگئے۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ
ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکھلاتا ہے۔ رنگینی معانی و شیرین بیانی
سے کرشمہ نمایان کرتا ہے۔ شاعر نازک خیال خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی
وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ صاحب دیوان ہے
اور دیوان کا نام پیشکار رکھا تھا۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی
بول چال مین لکھی۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تھا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی
مین غرق آب ہوا۔ نہین تو اسمین سے چند اشعار ہدیۂ شائقین کرتا۔ آپکو مہاراجہ بہادر
چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کردیا تھا اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے بھی خاص
اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تھا آپ خوشی خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے
خوش اخلاق و خوش فکر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین جان بحق ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

کان کا ہلتا ہے دریون اس بت مغرور کا
جام مے مین عکس ہے کیا اس رخ پرنور کا

جسطرح جھولے ہے گہوارے مین بچہ حور کا
گود مین لیکر پری بیٹھی ہے بچہ حور کا

بسکہ طے کرنیکو مین راہ فنا آمادہ ہون
کا غذ گل خوردہ ہون سیماب آتش دادہ ہون

برمین جو وہ سیمبر نہین ہے — اپنی ہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر — کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا — اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتھ رکھا — یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کر کے تہک گئے ہم — ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلئ جہان سوز — جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا زلفون کا ہے اگر قیس — ہمکو تو یہہ درد سر نہین ہے

ولہ

کان مین کہدو کوئی شانے کے — سانپ ہین یارے سرہانیکے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم — پاؤن پوجے تمہارے آنیکے
مژہ تر مین دیکہیو اے برق — خار و خس اپنے آشیانیکے
کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے — یہی اسلوب ہین زمانیکے
قیس کہتا تہا اپنی چہاتی دیکہہ — صدقہ ہاتون کے اس نشانیکے

ولہ

یون نمایان زلف کے حلقہ سے خال یار ہے — حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت ۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص ۔ غلام ابراہیم خان ۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ۔ آپکی ولادت دکن مین ہوی ۔ پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایہ مرحمت مین ختم کین ۔ خوش فہم و خوش فکر تہے ۔ شعرگوئی کے میدان مین قدم رکہا

جو کچھہ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا تلاش معاش کی راہی فکر نہین کی۔ والد متوفی ۱۱۴۹ھ ہجری کے بعد قطع تعلق کرکے ادہونی مین خانہ نشین ہوا تہوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھہ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین اُستاد تھا۔ حالت قناعت مین بہی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرازادے جو لہو لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گھر فروخت کرکے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان ۱۱۸۷ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ و رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ حریفان ہم مشرب کی خوب خاطر و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اے خوش آندل کہ بدلدار سری پیدا کرد	صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد
ناتوزہ کردہ از ناز کمان ابرو	بسلم بستم بال و پری پیدا کرد
جفائے او بدلم ہمیشہ دمساز ست	بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم راز ست
کرد غارت بنگاہے دل و دین قدرت	این دو صید آنقدر انداز بیک تیر گرفت
باین شوخی صبا گر قدرہ فصل بہار آرد	گریبان چاک سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب تھے۔

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب مین وطن سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ مین شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت مین مثنوی شریف پڑہی۔ مزاج مین صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتھہ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت مین شکر ریز۔ آخر آپنے ۱۱۶۷ھ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

من اشعارہ الفارسی

کسے کند چو نظر تو بہار چشم ترا	کشند بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا
سیاہ مستی عاشق دگر دو بالا شد	چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا
چو عندلیب نواز است نغمۂ مستی	کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی - نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تھے۔

نواب شاہ سیار الملک کی اقارب قریبہ سے اور ہنگن پلی کے جاگیرداروں میں سے تھے
آپکے بزرگوں نے قدیم زمانہ مین کارنمایان کیے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات
سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس و شریف مین فارسی عربی و ہندی مین عمدہ لیاقت
رکھتے تھے۔ اور شعر گوئی مین یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلین طرحی و غیر طرحی
لکھین اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندولعل بہادر کے مدح مین
کہے اور حضور مین پیش کیے۔ شہر مین آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف
آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری کے خطاب سے
ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تفرقے سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب
مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت مین حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش
اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر نامور و فیض
گستر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

نہین معلوم لگی کسکی جگر مین شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگان ہی کو خاصیت تیر
خلق کی سمت سے بہاگے ہے دل وحشت دوست
یہ نہین ہے مہ نو قتل عزیزان کے لیے

آج پھر لال ہے قاتل کی کمر مین شمشیر
ہے خم گوشۂ ابرو بھی اثر مین شمشیر
جادۂ شیر ہے آہو کی نظر مین شمشیر
چرخ دون پیشہ نے باندھی ہے کمر مین شمشیر

ولہ

کیون نہو اُس چشم نازک کو گران بار نظر
اُس حیا پیشہ کا مفتون ہے دل نادان میرا
شب جو نقشہ چشم مین اُس شعلہ رو کا پہر گیا

کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
دیکھنا آئینہ کا ہے جسکو بھی عار نظر
اب تلک جیون سوئی آتش دیدہ ہے تار نظر

لگا دی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین
بہر اس چشم مین کس شوخ کا تہا شوق نظارہ

ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرا اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تہا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کر کے نیک نام ہوتا تہا - اور کارہائے دست بستہ کو ادنی توجہ مین حل آسان کرتا تہا - بہادری و دلاوری مین ثابت قدم و راسخ دم تہا - غنیم کے مقابلہ مین کبہی پس پا نہین ہوتا تہا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پس پا کر دیتا تہا - فن بنوٹ مین استاد تہا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تہا اکبر بادشاہ کا معاصر تہا - علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تہا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تہا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتہہ خوب با محاورہ تکلم کرتا تہا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر کی فکر کرتا تہا - آخر سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشقت عنان دل نگیرد
دو انم اشک ہر دم بکوشش

دلم گوئی بلا منزل نگیرد
مردم زغم رخ نکوئیت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقرا دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تہے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تہے - آپکو شعر گوئی کا شوق تہا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تہے جو کچہہ موزون فرماتے تہے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اُس درجہ تھی کہ اہل زبان دیکھ کے تعجب کرتے تھے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تھا۔ آپکا حافظہ تو غضب تھا اساتذہ سلف و خلف کے ہزار ہا اشعار حفظ تھے۔ اکثر مراثی و مثنویات بھی نوک زبان تھین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری سقدر تھی کہ ہر کس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تھے۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے تھے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تھے آپ جب کبھی کسیکے گھر آنکلتے تھے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکھتا تھا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تھا آپ شہر مین عزیز کہاتے تھے۔ آخر آپ اسی شہر مین ۱۲۲۵ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے من اشعارہ الهندی

بر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین	وہ کیا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل ۔ میر کامل برہانپوری

کامل تخلص ۔ میر کامل نام ۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوفہ مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہین مستعد طالب علم تھے۔ شاعری کا عشق تھا اس فن مین کامل تھے۔ خوش دل و خوش فکر تھے۔ عین عالم شباب مین ۱۱۰۰ ہجری مین بہشت بریں کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون درباغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد امشب درچراغان روغن گل بخندید	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان ۔ میر کلان اورنگ آبادی

کلاں تخلص۔ میر کلاں نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ شریف زادہ ہے سن شعور میں شعرگوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر زماں فرخ آبادی کی خدمت میں اصلاح لیتا تھا خوش فکر و خوش مذاق تھا اکثر کلام ریختہ میں موزون کرتا تھا خوب کہتا تھا۔ جوان صالح و با اخلاق تھا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستوں میں سے تھا۔ سرکار عالی نظام خلداللہ ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ میں ملازم تھا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں فوت ہوا **من کلامہ**

ابتدا کیسی محبت تھی تمہاری ہم سے
ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے

ظلم اور سختی روا کیوں ہے کلاں پر اے سجن
کیا کیا حق نے تمہیں پیدا جفا کے واسطے

کمتر۔ مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص۔ مرزا مغل نام۔ اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد با جد عالمگیری زمانہ میں سمرقند سے اورنگ آباد دکن میں آئے۔ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ منصب مناسب سے سرفراز ہوئے مشہور ہے کہ نواب صاحب معز صوف کے قرابتداروں میں سے تھے۔ مرزا کی ولادت دکن میں ہوئی۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا میں تربیت و پرورش پائی۔ عالم شباب میں موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تھی فارسی و تحریر و تقریر میں مستعد طالب علم تھا موزون الطبع و خوش فکر تھا۔ شعرگوئی کا شوق دلمیں پیدا ہوا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تھا۔ کلام شیرین و رنگین ہے۔ لطافت و متانت سے خالی نہین ہے۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں فوت ہوا۔ مجھے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہین ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الھندی

نہو لیجو کبہی ساقی یہہ عالم بیحجابی کا	چہوگانا منہہ پیارے کا گلے پڑنا گلابی کا
ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا	کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا
مجہے اسبات پر کمتر تعجب سخت آتا ہے	مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا
یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا	چہنا لینا پیارے کا پٹک دینا گلابی کا
گلابی پاؤن پڑتی تہی ہر ایک مےآ کی جہانک جہانک	توکیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام - گرجی الاصل ہے - شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا - زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدر آباد دکن مین آیا - قطب شاہ والی حیدر آباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اُسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا - کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدر آباد مین متوطن ہو گیا - سنہ ۱۰۳۳ ہجری تک زندہ رہا - آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا - میر کے دائرہ مین مدفون ہوا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر موزون کرتا تہا - جو کچہہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

ہرچہ ہمرنگ معشوق بود معشوق است	نقص عشق است کہ پروانہ بمہتاب نسوخت
با کائنات کردم ازان دوستی کہ یار	در ہر دلے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو - عبد الرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبد الرحیم نام - آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے - حافظ قرآن

و مستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت کتنے تھے۔ آپکو شعرگوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ و برجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ھ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے ملک جاودانی رحلت کی **من کلامہ**

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما — چه بلاها که نیاورد فلک بر سر ما

وله

زخضر عمر فزون ست عشق بازان را — اگر ز عمر شمارند روز ہجران را

وله

نه نرگس ست عیان بر سر مزار مرا — سپید شد بره ہت چشم انتظار مرا

وله

گرفته زخم ولم درد ہن خدنگ ترا — بلذتی که مکد طفل شیر خوار انگشت

وله

نه عینک ست که بر دیده وارم از پیری — برای خط جوانان دو چشم من چارست

وله

گاہی بگوش زنده دلان نغمه رسان — زان پیشتر که بانگ بر آید فلان نما ند

وله

اشک من طالب آن نرگس جادو باشد — ہمچو طفلی که دوان در پئے آہو باشد

وله

چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم — در گوشۂ خرد به از انست مسکنم

وله

بناز کشت جہانی بت ستمگر من — ہنوز بر سر ناز ست نازپرور من

چون سایه ہمرہم بہر سو روان شوی — باشد که رفته رفته بما مہربان شوی

ز زنجیری که عشق انداخت در پای من قمری — فتاد آخر ترا ہم حلقه در گردن ای قمری

کلیم - ابو طالب

کلیم تخلص - ابو طالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد

عالم شعور کے ابتدا مین شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھہ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوئی تھی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوئی۔ سنہ ۱۰۲۸ ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

طالب ز ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد ۱۰۲۸

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن دلمین ہندوستان کی حسرت و تمنا متمکن تھی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رسانیدن پر افشان مرغ بسمل را
بہ ایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کرد منزل ہا

وطن مین پہنچ کے دو ڈہائی سال سے زیادہ نہین ٹھیرا۔ پھر ہندوستان مین آیا۔ اولاً دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جا رہا تھا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرک مین قید کیا گیا۔ قیدخانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکہا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالامال ہو جاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا نکرتا۔ آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو کے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا۔ اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا۔ اسمین اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کا ذکر بہی کیا۔ قصیدہ کے اشعار مندرجۂ ذیل ہین ھو ھذا

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون — چرا آزرد ما را بے محابا
چرا آزردہ بیمار غمی را — کہ می آمد بدرگاہ مسیحا
بعزم سیر بیجاپور گشتیم — رہے با اختری چون پشت دیبا
بچنگ راہداران فتادیم — چہ گویم تا چہا کردند بر ما
ہمہ اندر تجسس ہوشگافان — ہمہ در کنج کاوے ذہن دانا
یکے گوید کہ دزد اند باشند — بزندان چندگہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند — کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینان را بکاوید — کہ شاید نامۂ گردد ہویدا
ز بس تفتیش از ہم می کشودند — اگر در بار ما بودے معما
کنون در چنگ ایشان مبتلایم — نمی دانیم چارہ جز خدا را
ز بہر پاس ہندوہائے با تیغ — چو مو ایستادہ دائم بر سر ما
عجب دارم کہ با این منع جادہ — چسان بے خواست آید با اینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم — بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا۔ میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا۔ میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تہا۔ کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا مہمان عزیز کو عزیز سمجہتا تہا۔ میر کی وجہ سے دیگر امرا بہی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ ابہی وہ زمانہ نہین آیا تہا کہ شاہجہانی دربار مین

باریاب ہو جائے۔ پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مین باریاب ہوا۔ اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا۔ ۱۰۴۴ ہجری مین جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن آگرہ مین اُسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکھکے پیش کیا۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎۔

خجستہ مقدم نوروز غرۂ شوال فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپئے کے وزن مین تلوایا۔ پانچہزار پانسو روپئے وزن مین ہوئے۔ سب روپئے اُسکو دئے۔ کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک وحسد سے کہتے تہے۔ خوشا حال گذشتگان کہ طالبا کی ملک الشعرائی نہین دیکھی اور جہان سے چلے گئے۔ کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچھہ پروا نہین کرتا تہا۔ بادشاہ سے اکثر صلات و جائزے پاتا تہا۔ سیرچشم و سخی المزاج تہا جو کچھہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کردیتا تہا۔ اپنے پاس کبہا نہ ذخیرہ نہین کرتا تہا۔ ایک وقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکہا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ سے آگاہ فرمائیے۔ بادشاہ متفکر ہوا۔ اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا۔ کہ کیا جواب دینا چاہیے یا لقب کو بدلنا۔ اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ قصیدہ لکہکے حضور مین پیش کیا۔ اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا جواب دندان شکن ہے۔ ھو ھذا

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است شاہا خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا۔ اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بہیجا۔ اور کلیم کو انتہا تحسین

تلوایا اور اشرفیان وزن شدہ اُسی کو عطا کین -

جب جنگ فیلان کے تماشا گاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کرکے پیش کی - صلہ و انعام وا فر پایا - اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہوکے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا - عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہوکے گہوڑے کو دانتون مین دبالیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا - اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے - اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا راستہ اختیار کیا - شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہہ کے بہت خوش ہوا - اور شاہزادے کا پیار کیا - اور اُسکو اشرفیون مین تلوایا - اور اشرفیان فقرا پر تقسیم کین - مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل ہین

بہما نی گوش ارباب ہوش	یکے قصہ دارم من دار گوش
حدیثے سراسر بیان و قوع	بگویم تہو از زبان و قوع
ز مردم من این نقل نشنیدہ ام	من از دل شنیدم دل از دیدہ ام
دو ید از فضا آن دو فیل مہیب	یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب
بمردی ز جا یک سر موش شد	ز راہ چنین سیل یک سو نشد
یکے نیزہ برق سان تافتہ	نظر از رگ غیرتش باختہ
ز قدرت چنان زد بہ پیشانیش	کہ جست از قفا برق رخشانیش
دران کوہ پیکر نہان شد سنان	دگر بار در رفت آہن بہ کان

زخرطوم انداخت پیچان کمند   فتاد اسپ شہزادہ در پیل بند
گرفت اسپ شہزادہ بروے سوار   زبیم آب شد زہرۂ روزگار
چو در اسپ سامان جولان ندید   چو شہبازے از خانۂ زین پرید
ہمان دم کہ بر خاک پا را فشرد   روان دست جرأت بشمشیر برد
علم کردہ شمشیر بروے دوید   گرازان سوئے فیل غنیمش رسید
درین سن اگر بودے افراسیاب   ہمی گشت از دیدن فیل آب
در آغاز و انجام آن گیرودار   ہمی دید شاہنشہ کامگار
ازان شیردل چون بدید آن جگر   بفرقش بیفشاند گنج و گہر
نظر کردۂ شاہ آفاق شد   بمردانگی در جہان طاق شد

سنہ اول جلوسی مین جب شاہجہان بادشاہ نے دربارعام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ **ھو ھذا**

این تازہ بنا کہ عرش ہمسایۂ اوست   رفعت حرفے زرتبۂ پایۂ اوست
باغیست کہ ہر ستون سرش سرویست   کاسائش خاص و عام در سایۂ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی مین ایک سفید ہاتی مائل بسرخی جو عجائب زمانہ سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف مین ایک باعی لکہی۔ صلہ و انعام سے سربلند ہوا **ھو ھذا**

بر فیل سفیدت کہ مبیناد گزند   شد بخت بلند ہر کہ بر او دیدہ فکند
چون شاہجہان بر و برآمد گوئی   خورشید شد از سفیدہ صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پیر لنے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار رہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون مقتول ہوئے اور دونون کے سر لدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے ۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا - ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین - کلیم صاحب ترجمہ نے بہی ایک باعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی - انعام وصلہ سے سرفراز ہوا هو هذا

این مژدهٔ فتح ازپے ہم زیبا بود　　این کیف دو بالا چہ نشاء افزا بود
از کشتن دریا سپہر اہم رفت　　گویا سرا و حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات وتہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ لکہی هو هذه

ملک بادشاہ ملک معنی	کز نامش سکۂ نقد سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی	کہ حد ملکش از قم تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام	بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا - کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا - واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گا نجاتا تہا - اسکی مثنویان زیادہ مشہور ومتداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین - مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا - کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کر دیتا تہا - قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے - غزلیات مین تغزل وتشبیہ استعارہ ونازک خیالی وایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے - مبالغہ وتمثیل سے بہی کام لیتا ہے - نفیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

متعدد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے مضمون سے لطف حاصل ہوجائے۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہوچکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے ۱۰۴۰ھ ہجری کے قحط کی بابت لکھی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین۔ مجھے افسوس سبات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ اب تذکرۂ بہارستان سخن سے جسقدر اشعار ملے مین لکھتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت	کہ گوئی برج آبی زآسمان رفت
بخشکی شد چنان ایام مجبور	کز اہل فسق شد تر دامنی دور
بشکل نان چنان مشتاق بودند	کہ نقش پائے ہم را می ربودند
حدیث گوشت بے نام و نشان بود	دہان گر گوشتے دیدے زبان بود
چو شکل نان جو قرص ماہ پیداست	ز تا ثیر نظر بر آسمان کاست
نظرہا قرص مہ را کرد تاراج	بنان شب فلک ہم گشت محتاج
اگر از خانہ برخاستے دود	بسان کعبہ در شہرت نشان بود
عجب نبود از تنگی حال	کہ مادر شیر بفروشد با طفال
بنوعی رغبت بر مردن فزون بود	کہ وید ار طبیبان بدشگون بود
زبس در کوچہ فرسنگ مردہ افتاد	نشان از کوچۂ تابوت میداد
فغان اندر دہان نوحہ گر بود	کہ در کوئے خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت
لکھا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع وسلیم المزاج تھا معاصرین
شعرا سے محبت و اخلاص رکھتا تھا۔ عندالملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ شعرا و غیر شعرا کو
خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ رشک و حسد سے کوسوں دور رہتا تھا۔ بعض نے کلیم کی ہندسے
اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکھا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تھی کہ وہ ابو طالب
آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تھا الخ۔ اور دوسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ نورجہان بیگم
اکثر اسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تھی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور
دلمین سمجھا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سوچ سمجھہ کے بیگم کے پاس بھیجا ؎

بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست ز شرم آب شدم آب را شکستی نیست

بیگم نے شعر کے نیچے لکھا { یخ بست و شکست }

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تھی۔ شباب کا عالم تھا بمقتضائے جوانی
کامیابی کی امید پر منتظر پڑے رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تھا کہ عزیز و قریب سے
جدا ہوا تھا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بھی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بھی بادشاہ کے ہمرکاب گیا۔ کشمیر کی
آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکھہ کے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور
مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو
نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ پہر ۱۰۵۵ سنہ ہجری
مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکھکے پیش کیا بادشاہ نے
دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ؎ طور معنی بود روشن از کلیم ٭ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوارق طبعہٖ

عزتی دیگر بود در گوشۂ صحرا مرا — میگذارد هر کجا خاری است سر در پا مرا
مرگ را دشمنم نے از برائے زندگی ست — میکند آخر کفن آلودۂ دنیا مرا

وله

دست هرکس بہانہ سبحہ بوسیدن خطاست — هیچکس نگشود آخر عقدۂ کار مرا
نشاء از بادہ ندیدیم و طرب از مستی — خاک محنت زدہ بودہ گل ساغر ما

وله

عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است — جیب دریدہ دامن در خون کشیدہ را

وله

هرکرا ایام پیش آورد زودش برنشاند — این پشیمانی ز مد و جزر دریا روشن است

وله

اشک را در چشم از لخت جگر نتوان شناخت — طفل خود سر بود رنگ همنشینان برگرفت

وله

حسن اگر بے پردہ باشد عشق از دیوانہ نیست — بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست

وله

دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت — زان شد پسند یار کہ عیب وفا نداشت

وله

در خم زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند — چون نسازند بپائے ہمہ یک زنجیر است

وله

اے مست ناز گر ہمہ باید بخاک ریخت — یکبار ساغر از کف ما میتوان گرفت

وله

اے گلبن تازہ خار جورت — اول در پائے باغبان برفت

وله

کس واقف حیرانی من نیست درین بزم — کانجا کہ توئی دیدہ بغیر از نگران نیست

وله

تو بہ زبانی ما را حریف حرف نہ — بلاد ما برس ای شوخ تا زبانی ہست

چرا ننالد بلبل که بیوفائی دهر
مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم
هر گه که سنگ حادثه از آسمان رسد
آخر همه کدورت گلچین و باغبان
هوا داران گروه دیگرند و عاشقان دیگر
ز رشک طالع تر دامنان داغم درین گلشن
چه خواری کز وفاداری ندیدم
کلیم از دست بیداد که نالم
کینه ایکاش باعث میشدی بر قتل ما
اگر چه از تو می را حلال میدانم
در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید
ما طفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم
با این دو دیده زحمت چه میتوان دید
اگر چه از مژه روبیم غبار رهگذارش
بخانه چند نشینی سری به بستان کش
خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست
شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو
این همسفران پیشتر بمقصود روانند
خودنمائی شیوهٔ من نیست چون دیوار باغ

وله امان نداد که گل خنده را تمام کند
وله ما را که بر نداشت چسان بر زمین زند
وله اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد
گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد
وله نگیرد جای بلبل گل اگر صد باغبان دارد
که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد
وله کنم صد شکر کز عالم برافتاد
بکشت من گذار لشکر افتاد
وله خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود
وله خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند
وله خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد
وله هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد
وله هزار دیده نداریم صد هزار افسوس
وله بچشم من نرسد توتیای خاک درش
وله چو چشم خویش می باده در گلستان کش
وله گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل
وله بی وعده انتظار بهر رهگذر کشم
وله شاید که بانم قدمی پیشتر افتم
وله گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است	وله	تازه سازد داغ مردم چون محرم نیستم
ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود	وله	نشناسم اگر قدر ترا در بدر افتم
قمری ریخته بالم به پناه که روم	وله	تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من
ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات	وله	براه عالم بالا است چشم حیرت من
ما ئیم کهنه دلقی دلگیر از دو عالم	وله	سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره
معشوق خورد سال در آید بقید ضبط	وله	سروی که قد کشید ز بستان برآمده
خدا کار هر کس چنان ساخته	وله	که گوئی بغیری نپرداخته
بنالم دل صد مرغ می کشید اینجا	وله	مرا بروی چه از دام خود رها کردی
ز گوش این نکته پیر مغان برون نخواهد شد	وله	که مستی خاکساری ورد پرهیز مغروری
	من غزلیاته	
گیرد که گفت از زبان طلب ما	وله	قفلی ز بند اندیشهٔ خواهش بلب ما
ما خانه ز برق نفس افروختگانیم		در بر نکند خلعت مهتاب شب ما
آن زهر پرستم که در خمکده کام		می تلخ نگردد مگر از یاد لب ما
سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر		از جبهه ما پرس حدیث نسب ما
طالب نفسی تازه کن انگاه باهنگ		بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما
بتن بو یا کند گلهای تصویر نهالی را	وله	بپا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را
من و اندیشهٔ بوس و کنار او محال است این		مگر بینم بخواب این آرزوهای خیالی را
ترا باید ز خویش آموختن علم وفاداری		چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را
هنوز اندک شعوری دارم ای ساقی ز من مگذر		بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گهے ابر تر و گاہے ترشح کو نہ کہ باران
بیا در چشم من بنگر ہوائے برشکالی را

وله

جز حرف عشق نیست سر بیان ما
چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما

از بار عشق گرچه دو تا ئیم یکدلیم
از راستی دو خانہ ندارد کمان ما

وله

پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت
ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
او پس نگرد هر که ازین خاکدان گذشت

از دست برد حسن تو بر لشکر بهار
یک نیزه خون گل ز سر ارغوان گذشت

در راه عشق گریه متاع اثر نداشت
صد بار از کنار من این کاروان گذشت

طبعی بهم رسان که بسازی بعالمی
یا همتی که از سر عالم توان گذشت

در کیش ما تجرد عنقا تمام نیست
در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت

بدنامی حیات دو روزی نبود بیش
آن هم کلیم با تو بگویم چسان گذشت

بی دیده راه اگر نتوان رفت پس چرا
چشم از جهان چو بستی از و میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہین صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے - گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شورانگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کے آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعاره الفارسی**

بو ز رد داغ جنون زیب بهار مرا
خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

زجیب خندهٔ گل صبح سر برون آورد | فرو گشود کہ بند قبائے یار مرا

دل خراب مرا حرف غم کشد سوئے می | ہوائے ابر فزون میکند خمار مرا

بنائے حیرت عشقم صفا سرشت من است | بآب آئینہ کردند گل غبار مرا

شدم نزار ز داغ فسردگی کاظم | ز پنبہ بستر و بالین بود شرار مرا

وله

سوئے آئینہ آن شیرین تکلم رو اگر آرد | چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی

تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن | برنگ غنچہ ہر کس از گرہ یکمشت زر دارد

وله

دل خورم کجا ور نالۂ آواز حزین دارد | شکستی شیشۂ تصویر کے اندر کمین دارد

چہ عیش از جلوہ مہر جہان تاب بردارم | چو شبنم جملہ تن در رنگ یک چشم تر دارم

دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال | بخت ما در سایۂ بال ہما خوابیدہ است

می چکد از نالہ ام خون تبسم غنچہ وار | از نمکدان کہ یارب زخم دل خندیدہ است

شاہد معنی سر بستہ بہ تنگ آمد | لذت بوسہ دہد مہر خموشی ما را

اکنون نمید ہد بہ رخ سادہ روئے خوش | آئینہ را نمو و خطت تیرہ روزگار

گرامی - میر عبد الرحمن

گرامی تخلص - میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے - آپ میرک معین الدین احمد المخاطب با مانت خان کے فرزند ہیں عالمگیری عہد میں ہمیشہ خدمات بادشاہی میں سرگرم رہتے تھے - عالمگیری عہد میں مختلف خدمات پر مامور رہے - خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تھا - آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تھا - بہارستان سخن کے مولف نے

لکھا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تھے۔ خوش خلق و خوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تھے۔ سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تھے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تھے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تھی بدون غور و فکر جو کہتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تھے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تھے۔ آپ اپنے امثال و اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تھے۔ آخر آپ عارضۂ فالج مین مبتلا ہوکے سنہ ۱۲۴ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد
دیوانۂ ما دامن صحرا بکمر زد

بر صبح بنا گوش بتان تا نظر افتاد
آئینۂ خورشید ز چشم سحر افتاد

ولہ

شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم
ہنگامۂ مستی ببہار دگر افتاد

یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ
شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند

خود را بردم آن تیغ جوہر دار خواہم زد
برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد

صورت یار کہ کشد نقاش
نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشند

چہ ستم بر فلک و جور بمینا کردم
فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم

بار فیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد
سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم

چون ابر بر سر کجا کہ رسیدم گریستم
دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر - محمد باقر خان

گوہر تخلص - محمد باقر خان نام. گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان اس
و اکابر قوم نواعط سے ہین - نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تھے - آپنے ایکروز
ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا - قصیدہ مین
ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہہ ہے
نوان چون سرگشتن کامیاب وضع آزادی دہد گر برلب جو موضعی در وجہ تمغا یم
نوابنے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا - چنانچہ
الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے - حیدر علیخان کے
ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح
سے کیا - پھر وہان سے معزول ہوکے حضور مین پہنچے - چند ماہ کے بعد سنہ ۱۲ ہجری کے
آخر مین فوت ہوئے - مسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے - آپ فن شاعری
مین بے نظیر تھے - آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے - نازک خیالی و شیرین مقالی
مین سنجیدہ - آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے. **من اشعارہ الفائق سخنی**

سر گشد تار نگہ از ریشہ ور گہائی من
گرد نیرنگی جنبش جملہ تن بینا ترا

مکن ز گوشۂ دستار زلف را بیرون
ز عطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا

با بر ریشہ دوا بید سیل زاری ما
نسب بہ برق رساند بیقراری ما

چہ ریز ہائے زمرد ز دیدہ می بارد
کہ شیشۂ دلم آن شوخ سبز رنگ شکست

ز دستگیریت اے مہ آہ خور سندم
کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشہ ہنگام عطا منت نہد بر جود
ہمیشہ زخم دلم لب بخندہ وا دارد

چہ طرفہ رسم در اقلیم بے نیازی ہاست
بیتوان رفت بقربان کمانداری او

بچاک سینۂ من لعل یار میخندد
میان تا بست آن شیرین وا در خواہش قلم

چرا زاہد کند منسوبم آزادہ دامانی
بہار آمد بگلشن بزم عشرت ناک میخواہم

آوارۂ عروج و نزولم براہ دوست

ولہ
ز خجلت شیشہ آری پیش ساغر نگون آید

ولہ
کہ ناوک تو بدل الفت رسا دارد
کہ شاہ پرور درویش التجا دارد

ولہ
تہیرا و شیوۂ دلجوئی ما میداند

ولہ
فغان کہ بر گل زخمم بہار میخندد

ولہ
بذوق تیغ او چون نیشکر من ہم کمر بندم

ولہ
عجب ترسا قیم خورشید و دامان تری دارم

ولہ
عروس نو ز عالی رو و مان ناک میخواہم

ولہ
چون گردباد سر بہوا سینہ بر زمین

گل۔ مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص ۔ مولانا علی گل نام ۔ سادات استرآباد سے ہین نشو و نما کے بعد وطن مالوفہ مین علما و فضلا سے کتب درسیہ عربیہ تحصیل کین ۔ علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے پیراستہ ہوئے ۔ مدت تک ایران مین طلبہ کو درس و تدریس دیتے رہے ۔ آپ شعر و شاعری مین بھی استاد کامل تھے ۔ آپکا کلام نازک خیالی و شیرین مقالی مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت و بلاغت مین تلا ہوا ۔ آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ مین میر مومن استرآبادی کی خدمت مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے ۔ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی ۔ اور بادشاہی منصبدارون مین معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن مین مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

سنہ ۱۳۲ھ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے مین اشعارہ الفاسی

اے شوخ ستم بر دل افگار بدست	آزار دل سوختہ زار بدست

گلشن شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص - شیخ سعد اللہ نام - برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رض سے پہنچتا ہے - آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تہا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا - اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی - آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے - زیارت و حج سے فارغ ہوکے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے - پہر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہوگئے - توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہے - قدسی سیرت فرشتہ صورت - متدین صوم صلوٰۃ کے پابند - دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے -
شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تہے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا - اور مینے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا - شاید میرزا نے دو تین مقام مین

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو۔ انتہی نقلہ۔
آپ عالم فاضل منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تھی موسیقی ہندی مین اُسقدر ماہر تھے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تھا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر موصوف کتب لغات کا شائق تھا۔ کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تھے۔ امیر کی دیوڑھی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوئے مسند پر بیٹھے۔ آخر بغل کے بستہ کو بھی نکال کے تکیہ کے قریب رکھا امیر شائق کتب نے پوچھا حضرت کیا یہہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کھولکے اُسکا سر دکھلا دیا تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ
شاعر پرگو تھا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمیناً ایک لاکھہ بیس ہزار تھے۔ اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تھے۔ کثرت اشعار کا بھی یہی اندازہ ہے۔ اور ریختہ مین بھی آپ اچھے شاعر تھے۔ ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے۔ آخر آپ پینسٹھہ برس کی عمر مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ اکیس تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۳۰ ہجری اور بعض نے سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین شہر دلی مین فوت ہوئے۔ خوشگو صاحب تذکرہ نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ع جائے گلشن بہ بہشت آمدی۔

گنا بیگم المعروف بہو بیگم

گنا بیگم تخلص و نام ہے۔ علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے۔ نواب اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرہ آصفجاہ کی حرم محترم۔ نہایت حسین و جمیلہ تھی

غایت نزاکت و لطافت سے بنوسیری مشہور تہی - یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نوسیر
تہا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تہی - خوش مقال و نازک خیال تہی
گلستان خوش بیانی کی گل رعنا - چمنستان خوبی کی سرو بالا تہی - شعرائے معاصر کے ساتہہ
ہم طرح غزلین کہتی تہی - من اشعارہ الفارسی

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را	شد عصائے آہنوسی چشم بیمار ترا
جگر پر سوز و دل پر خون گریبان چاک و جان برلب	قضا را شرم می آید رسا ما نیکہ من دارم

گہن - میر بدر الدین

گہن تخلص - میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی المولد
ہین - غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد - فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تہے
شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا - ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے - شاہ سامی استاد سے
کلام کی اصلاح لیتے تہے - معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر گنجینۂ خیال سے معانی
دلنشین کے لآلی بے بہا ایجاد کرتے تہے - دوہے و کبت بہی موزون فرماتے تہے بہا کا
زبان سے خوب واقف تہے - خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کے جی لینے پہ دل مت کہہ	کہ وہ خود عشق گل مین خون ولسے ہات دہوتا ہے
بجائے سبز بختو سرخ رو ہوی جو گل مہندی	نہال اُسکا صنم کے پاؤن پہ سر رکہکے سوتا ہے
کہون گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے	پلک کے تار مین آنسو کے موتی کو پروتا ہے
جہان فانی ہے یاد حق ہستی ہشیار رہ دائم	گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف - مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص - مرزا علیخان نام - آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہندمین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشوونما بھی دلی ہی مین ہوا - عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر و فہامۂ عصر ہوئے - شعروشاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے - کلام شستہ و پختہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میر تقی میر کے شاگرد تھے - آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکرپارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تھی دماغ مین نازک خیالی موجزن تھی - طبیعت رسا و فکر والا سے جو کچھہ موزون فرماتے تھے وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - آپ دلی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے بہر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے - شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکھے اور حضور مین گذرانے - حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا - اعظم الامرا نے بھی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا - جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوئے تو اُنکو بھی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا - میر عالم نے بھی آپکو مصاحبت مین رکہا - آپ خوش خلق

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تھے سلیم الطبع وحلیم المزاج - ظریف و لطیف تھے - بذلہ سنجی ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے - محفل کی زیب و زینت - یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تھا - آخر آپ سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے - آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تھے - ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا - صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعراء ریختہ گویونکا لکھا ہے تذکرہ نادر الوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا - **من اشعارہ الہندی**

آپ تو بات مین بگڑتے ہین — واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین
او میان تیغ والے اوریک زخم — کب سے ہم ایڑیین رگڑتے ہین
طرفہ یہان دیکھیے رسم صیادی — مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین
ہمنشین زخم دل کے چھپہ ٹانکے — آج تو خود بخود ادھڑتے ہین
لطف تو اور آستان علی — جہان ملایک جبین رگڑتے ہین

ولہ
ہوگئی زنجیر پا اپنی یہہ زلف پر شکن — ورنہ دل تجھی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ولہ
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے — جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا
ساقی لگادی خم مرے منہ سے کہ بار بار — احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا

ولہ
فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا حال ہے — کس منہ سے اُسے بھیجئے پیغام محبت

ولہ
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی — ملک بتان مین دیکھی نئی خون بہا کی طرح
کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار گر — قانع ہو استخوان پہ ہمارے ہما کی طرح
خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے — اپنے بغیر دیکھے ہے حالت تباہ ہے

لالہ - سرو نجی رائے اورنگ آبادی

لالہ تخلص - سرونجی رائے نام - قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت رکہتا تہا - موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا - سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین زندہ تہا - آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

من اشعارہ الھندی

لالہ کے داغ دل کی سیاہی کو جوش دے — قہوہ پیو پیالہ کہ نین مین خمار ہے

اگر تک ناز سے ابرو چڑہا چین جبین کہینچے — مہ نو جیون کمان گوشہ مین جا کر خط کشن کہینچے

لچہمی نرائن شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے ~ مہ نو تیغ مغرب سان رم اپنا واپسین کہینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا مین سخن سنج و شعرگوئی مین لائق و فائق تہا - میر عبدالقادر مہربان کے دوستون مین سے تہا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا - سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - آپکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی وھو ھذا

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش	نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ سید سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہین - اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہین - آپ عربی و فارسی مین اچہی استعداد و طالب العلم تہے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکہتے تہے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچہہ موزون فرماتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما
روشن چو لالہ ز آتش خویش است داغ ما

از فیض عشق منت صہبا نمی کشم
پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما

ولہ
ہوشم از سر می برد آہ رسائے عندلیب
موج می باشد نہان در نالہائے عندلیب

ولہ
نبود تاب جلوہ آئینہ را
دل درین باب حیرتے دارد

ولہ
در رہ ہجرت زبس ضعیفم کرد
آہ صد جا نشستہ می آید

ولہ
دوش از ساغر نگاہ کسے
ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس

زیر بار گران سنگ جنون
آتشے آرمیدہ ام کہ مپرس

ولہ
شگفتہ گرد چنان بگلشن
گل بہارا فتخار نرگس

بجلوہ حسن خوش نگاہان
شکست خورد اعتبار نرگس

در محفلے کہ جلوہ نمائے کرشمے
پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع

در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد
رفتن گر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ امرائے دہلی سے ہین

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستۂ شعرا مین لکھا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے۔ انتہی کلامہ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے۔ آپ بارھوین صدی کے آخر مین زندہ تھے۔ کسی مولف تذکرہ نے آپکے رحلت کی تاریخ نہین لکھی۔ من اشعارہ الفارسی

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست	نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہ ہم علم شعلہ چو برپا میکرد	برق پر میزد و از دور تماشا می کرد
سینہ چشمی کہ بسمل وار میرقصم ز شمشیرش	ہوا از سر بدان سازد معلقہائے نخچیرش

لائق۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص۔ غلام دستگیر خان نام۔ آپ غلام حمزہ عطا ملقب بہ غیاث کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہر زادے ہین آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیۂ فارسی مولوی واقف و حاجی زین العابدین سے تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ مولوی راقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا۔ کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان و مولوی مہتمم الدولہ بہادر میر مجلس اطبا سے سند لیا

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا۔ اکثر اوقات
مریضون کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تھا حکمت و طب و شاعری سے
دلچسپی رکھتا تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ ایک تذکرہ شعرا مسمی معاصر الشعرا نہایت
مختصر لکھا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی من اشعار الفارسی

مہمان از مدتے شاید سحر شبخون من آرد — ولہ — کہ از رنگ مسی ہے دگر باشد لبانت را
ہرگز ز دم سرد کسے کشتہ نگردد — ولہ — در پردہ بسوزیم چراغ دل ما را
شود کنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا — ولہ — کہ آب گوہر عزت بود در بستن لبہا
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش آب — ولہ — می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب
ساقی مرا ز پیر خرد کار و بار نیست — ولہ — جز دخت رز بخلوت من سازوار نیست
لائق ز فیض عشق بت سنگدل مرا — دیوانہ وار جائے خوش از کوہسار نیست
لائق حسن خدا داد تو است حور بہشت — ولہ — دیدۂ خود ز تماشائے جہان فرست
سنبل آسا ز پریشان خود در بند است — ولہ — نیست دل بستۂ زلف تو بزندان محتاج
طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد — ولہ — زہرہ ام از ہیبت این ماہ بر گنج آب شد
زبانہ زد بدنم یاد آتشین رخسار — ولہ — تنم شرار بریزد و برنگ چوب چنار
کار و بار دولت دنیا بود در پنج روز — زندگی را کن بانگشتان دست خود شمار
شد ہوا دار من خاک نشین چشم پر آب — چون بدل جذبۂ عشق تو فرستاد آتش
لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین — ہمچو آن طفلے کہ دربازیست باہمسالہ

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ احمد آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ سید مزاج آزادانہ رکہتا تہا - سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا - ذہی استعداد و چالاک طبع تہا - شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا - آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے - شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین - **من اشعارہ الفارسی**

دلم از داغ بستانے ست گویا
گریبانم خیابانے ست گویا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست و چالاک ہین - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین - نازک خیال و شیرین مقال ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہین لکہی - بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہے - **من اشعارہ الفارسی**

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما
بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما

شوخی نرگس کہ یاد آمد
رم آہو است دل طپیدن ما

قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین
رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین

نیست ما را با بتان مثل حنا دست رسا
یک سرے داریم و آنہم تکمہ دار آستین

بی وجہ این کمیدن لبہائے شوخ نیست
از جام لعل خویش مے ناب میکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص و نام ہے اصفہانی المولد والمنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تہا محتشم کاشی کا شاگرد ہے۔ سخن دان و سخن فہم تہا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تہا۔ معاصرین شعرا سے بڑہا ہوا تہا۔ ظریف الطبع لطیفہ گو و بذلہ سنج تہا۔ عشق پرست و شیفتہ حسن تہا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہوگیا تہا۔ بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کہینچا۔ اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ ہجری کے شروع مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ من ۲ اشعارہ الفارسی

درجہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت	غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تہا۔ مضامین بلند و تلاش ارجمند سے موصوف تہا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا۔ اوحدی نظیری

شعرا سے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد مین وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن مین بسر کرکے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت مین پہنچا۔ خان اعظم کے سایۂ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تہا۔ آخر سنہ ۵۲ ہجری مین منزل آخرت کا راہی ہوا من اشعارہ

تو از سنجاف داری طوق و من از آہن اے قمری ** ببین فرق تو بہر چم ست یا فرق من اے قمری

رباعی

اے خواجہ تو از عقل بمجنون نرسی ** نمرود اگر شوی بگردون نرسی
زنہار مرو مرو بدنیا کہ اگر ** صد سال فرو روی بقارون نرسی

وله

مرا کشائش خاطر نہ از گلستانست ** کلید قفل دلم برہ بیا بالست
اے کہ ہمراہ موافق زجہان می طلبی ** آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید
خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون ** گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند
نام قاصد چون برآمد تا لب من شد تہی ** مرغ روح من جواب نامہ دلدار بود
حرام باد بمعصوم ذوق عشق اگر ** بغل کشادہ در آغوش نیشتر نرود
آن خال عنبرین کہ نگارم بر و زدہ ** دل می برد ازان کہ بوجہ نکو زدہ
کسیکہ گلشن کوئے ترا وداع کند ** اگر بنگہت گل بر خورد صداع کند

معز۔ مرزا معز الدین اصفہانی

معز تخلص۔ مرزا معز الدین نام۔ آپکا وطن مالوف تبارزہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور مین خدمات جلیلہ و عہدہا ئے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آپکے والد ماجد میرزا حسن جمیع علوم معقول و منقول مین

فرید دہر تھے اور فضائل و کمالات مین وحید عصر تھے۔ اور صاحب تالیف و تصنیف
تھے چند رسائل معقولات مین لکھے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح
لکھی ہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چھہ برس کی تھی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے
بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی
سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی۔ تحصیل و تکمیل کے
بعد ابراہیم شاہ برادر زادہ نادر شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر
ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض
ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہر مین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر
سوار ہو کے ۱۱۶۷ہجری مین بندر ٹھٹہ مین پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم ٹھٹہ
کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا۔ پھر وہان سے براہ خشکی بندر سورت
مین آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین وارد ہوا۔ پھر چند روز
بسر کر کے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا مستغنیانہ
زندگی بسر کرتا تھا۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تھے ہمدردی و مساعدت سے پیش
آتے تھے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور اُنکی صحبت رنگین پر
فریفتہ تھا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا۔ نواب کی شہادت کے
بعد اورنگ آباد مین توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ
۱۱۸۳ہجری مین فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدۂ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

تا دم ز قرب و بعد کہ تا قطرہ از محیط
دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد

ولہ رباعی

یا راہ بکوئے وصل محبوبم دہ
یا بیزاری ز صورت خوبم دہ
یا این دل صبور راز من بستان
یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص - محمد محفوظ خان نام - شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انور الدینخان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین - آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تہے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین - علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکہتے تہے - اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تہے - متشرع و دیندار تہے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تہے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تہے - بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی و شعر گوئی سے دلچسپی رکہتے تہے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تہے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تہے - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک روز اورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسر کردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تہے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تہی لا نسلم کا بازار گرم تہا و لم و لا کا دور چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تہا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا - علما کی تقریر سن رہا تہا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کرکے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ مالاینحل کو ضرور حل کریگا - اس بات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے میں متردد ہیں یہ طالب العلم نو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے تو عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش و خروش کے ساتھہ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ میں یاد رہیگا۔ جو آپ کو مطلوب ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوندنعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ دینا نہیں چاہتا ہوں لیکن بمصداق اطاعت اولو الامر واجب لازم ہے امیدوار ہوں کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دیں کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے غفران مآب آصفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائیں۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والا جاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب و حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بھائی کے ہمراہ کرناٹک میں آیا۔ بھائی کے سایۂ عاطفت میں رہا۔ آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں اس عالم ناپائیدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والا جاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بھیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف ہے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکھے ہیں۔ یادگار موجود ہیں۔ **من کلامہٖ**

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع	کز سرشک خویشتن عقد گہر پوشیم ما
کرد عکس رخ ہیچ کسے	نمکی در شراب من امشب
خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید	گوہر تاجم ز اشک دیدۂ بلبل کنید

برتنا بدروش جانم خلعت بیابے زید
بر سر ہر تار مو تد نگه دارم رسا
در ہوائے گیسویش مانند موئی گشته ام
بکام دل مژه آب زندگی دارد
ہزار شکر که در دل نشست ہمچو خدنگ
از بوسه ز نقش گشت نکته روشن
کناره گیر به پیری ز وصل مه رویان

ولہ

تار پود کسوت عشقم ز موج مل کنید
مه جبینان از نگاه ہم شانه کاکل کنید
از برائے من عصا از رگ سنبل کنید
بتبسمی که ترا زیر لب نہانی بود
اگرچه تیر نگاه تو آسمانی بود
بچاه رفتن یوسف چه کامرانی بود
که پرده دار حریفان شب جوانی بود

ماجد - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص - محمد علی حسین خان نام - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہیں - آپکی ولادت ۱۱۹۶ھ ہجری میں واقع ہوئی - نو برس کی عمر میں تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑہیں - زمانہ قلیل میں مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر وغیرہا قاضی سید عبداللہ کی خدمت میں ختم کیں تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ میں مصروف ہوا - آپکی طبیعت میں استعداد خدا داد تہی - ایک دیوان تقریباً چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی میں ڈالدئے - اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا - اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا - جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی - نواب یعنی ماجد صاحب ترجمہ استاد سے مستغنی ہوا آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام میں اصلاح کی ضرورت باقی نہیں ہے - اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے سه

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد   کہ کنون حاجت استاد نماندہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا۔ طبع نادر سے لآلی متلالی ایجاد کرتا تہا با وجود خورد سالی نازکخیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا۔ خاندان انوریہ کا فخر تہا ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا۔ اساتذہ قدما کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا۔ اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی لکہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے۔ فقیر مولف طوالت کی وجہ سے دو ایک مثلیہ پر اکتفا کرتا ہے۔ اِن کُنتَ شائقًا فارجع الیہ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نوحہ طراز ست مرا   کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس۔ آشیان مناسب ہے۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم   از بام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہئے۔ اس لئے آسمان و فلک دونون ایک ہین۔

اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب   خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع از رہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے۔

شو از نفس این ناتوانی آرامید آنجا   ایضًا کہ بنیم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصرع آخر اسطرح ہونا چاہیئے ع کہ بینم ایجہان خواہد شدن یکسر مید اینجا ۔

مرا چو رشتہ بمکتوب می توان پیچید ۳؎ — زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصرع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبز خط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہاد من ۴؎ — ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہاد من — ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کیئے ہین اُنکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے ۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین ۔ گلدستہ کرناٹک کے مولف نے لکہا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تہے اور اُس جادو خیال کے ہم طرح کلام موزون کر کے درجہ پختگی کو پہنچ رہے تہے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت ندی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا ۔ انتہیٰ کلامہ ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تہا ۔ آخر مین ذوالفقار علیخان صفا تخلص بختہ گو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ کے حلقہ مین شامل ہوا ۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بہی منحرف ہوا ۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتہہ یاد کرتا تہا ۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تہے اور زبان سے فرماتے تہے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا ۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت بے انتہا تہی عزیز القلوب تہا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تہی ۔ امارت و نوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد افراد انسان سے

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا - آخر راجہ صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال
خونی بتاریخ دوم ذیحجہ ۱۲۱۶ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہراہ
میلاپور متصل ہاتی کنڈہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی
ع امیر الملک راجہ نوجوان رفت - آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد
و ایک مثنوی یادگار باقی ہین - ان چارون مولفات مین کبہی تخلص راجہ و کبہی تخلص حسین
لکہتا ہے - اور کبہی از روئے خود پسندی و خود بینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نسزد ہمسری من بمعاصر در شعر — حرف با موسی و سحر خوش و بیدل دارم

چو بسم اللہ بود در ہر مصرع من تاج دیوانہا — ولہ — کہ میدارد بہ ایک تنہا چون من درسخن دستے

من بوارق طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را — اگر از جوہر آئینہ سازد خامۂ مو را

ولہ

اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد — کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را

ولہ

کسے زہم نکند فرق صلح و جنگ را — کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا

ولہ

بے اختیار گریۂ مستانہ می کنم — در کف بسان شیشہ نباشد عنان ما

ولہ

حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد — نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را

ولہ

شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد — پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را

ولہ

دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بہ مطلبہا — کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا

ولہ

نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است — دارد زمین صفت سر ما جوش نقش پا

ولہ

آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب — قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب

ولہ

تا دیدہ است روئے تو ای لب آفتاب — گردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

با جدا ز کف هیچگه نگذارد امان وطن | وله | از شکستن دور باشد تا بود گوهر در آب

شاه جهان عاجزی و خاکساریم | وله | همچو زمین ز نقش کف پایم افسر است

کنون بعشق توام کار مشکل افتاد است | وله | که مستی و کیفیت شیشهٔ دل افتاد است

محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج | وله | خانهٔ آئینه نبود به چراغان محتاج

بسکه در سعی هلاک من بیچاره دوید | وله | از نجوم آبله در پائے فلک گشت پدید

خط ز رخسار یار گشت پدید | وله | دود گل گرد ز آتش خورشید

چه حرف میزند آن چشم سرمه گون یارب | وله | که هرکه رفت به بزمش خموشی می آید

گره بربند مژگان میزند از اشک چشم من | وله | نگردد محو تا از دل خیال جامه زیبایش

جائے اشک آب عقیق یمنی بارد چشم | وله | تا خیال لب لعل که بدل دارد چشم

عمرے گذشت و چشم نه بربسته ام هنوز | وله | یارب برنگ آئینه حیران کیستم

بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو | وله | برنگ شعلهٔ جواله پروانهٔ خویشم

گلرخی سروقدے سیمبری پیدا کن | وله | شبنم آسا بنعش چشم تری پیدا کن

سینه وا کرده چو گل سرخوش ناز آمده | وله | اے منت بنده چه خوش بنده نواز آمده

گر ز آتش بدلت شمع رخی زد ماجد | | از چه امروز بصد سوز و گداز آمده

پے تسلیم از خط شعاعی هر سحر ماجد | وله | گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے

قبا چاک و پریشان زلف مخمورانه می آئی | وله | کجا بودی شب ای مه از کدامی خانه می آئی

چون من از چشم نگارم نه فتادی بیچه وجه | وله | آخرائے سرمه تو هم بخت سیاهی داری

مختار - محمد انور خان بهادر

مختار تخلص - محمد انور خان بهادر نام - سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے - آپ

نواب والا جاہ کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۱۲۶۶ھ ہجری مین واقع ہوی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض وقافیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تھی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکھتے تھے۔ کبھی کبھی موزون فرماتے تھے۔ میر اسمعیل بجدی و میر علی مردان بیدل سے اصلاح لیتے تھے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تھے۔ خوشنویس تھے فن خطاطی مین کامل تھے۔ اور فنون سپاگری مین بھی ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ سادات وفقرا کے ساتھہ حسن عقیدت و صدق سے پیش آتے تھے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجھتے تھے آپکی ذات جامع کمالات وحسنات تھی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ آخر آپنے ۱۳۱۸ھ ہجری مین اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو تھہر گہہ مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من اشعارہ الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را — جز رنگ بوئے نیست گل آفتاب را

ولہ

من نمیدانم چہ افسون خواندہ درگوش آب — بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب ما

ولہ

از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما — ہمغز ہیچو نے شدہ ہر استخوان ما

ولہ

بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است — جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است

ولہ

رموز پیچ و تاب زلف ورا شانہ میداند — زبان نالۂ زنجیر را دیوانہ میداند

بود افتادگی آئین معراج مطالبہا — بہار خاکساریہاے ما را دانہ میداند

نقش رخش کہ بود نہان و سواد چشم — از خون دیدہ بر در و دیوار می کشم

بہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی — نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

معجز - غلام محی الدین

معجز تخلص - غلام محی الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین ہوئی - آپ سن رشد و تمیز کو پہنچ کے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے - طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون مین استعداد کامل حاصل کی پہر وطن مالوف سے مدراس وارد ہوئے ابتدا نواب شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے - چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تہے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا - نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے - استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا - معجز صاحب جمہ آزاد مشرب تہے - اکثر گوشہ نشین رہتے تہے درس و تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تہے - سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب طبع مناسب سے موصوف تہے - آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے - سخن فہم تہے شاعری کے دقائق کو خوب سمجہتے تہے - آخر سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

برنگ نغمہ بتار نفس پیچیدم از عشقت — بجز آہی ز آثار وجودم کس ندید اینجا

وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن — کہ این جنس گران بی نقد جان نتوان خرید اینجا

ولہ

دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی — مبادا شعلۂ حسنش بہ برباد آتش را

ولہ

گلشن بچون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست — بلبل ز آہ شعلہ فشان داد خواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد ہیچگہی
زلعل خویش کہ گلقند آفتابی بود

شور بیہودہ مکن بلبل نالان کہ بود
نرگس آن گل رعنا بشکر خواب ہنوز

از جگر چاکی عشاق بتان بیخبراند
خبر چاک کتان از دل مہتاب مپرس

دل رفت و داغ عشق تو در سینہ ام گذاشت
اینست در فراق تو ام یادگار دل

زپا افتادگیہا یم بچشم کم مبین ہرگز
کہ دارد گرد من بر دامن آن ماہ پرورستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین سماکی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا - مشاہیر سادات استرآباد سے تہا - عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی و عقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق و اور آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی - مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا - معاصرین حسادمیر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا - معاصرین نے دہریت و الحاد کے طرف منسوب کیا - اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادہ حج و زیارت روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر سنہ ۹۸۹ ہجری مین عازم ہند ہوا - اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا - اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا - میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔
منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تھا اُسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے
خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ میر بھی شوق سے درس و تدریس مین مشغول رہتا تھا۔ چند روز
کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اُسکے بعد سلطان
محمد قلی اُسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدہ وزارت
و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو لعب مین
مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے
سفید و سیاہ کا مختار و مالک تھا۔ جو چاہتا تھا سو بے محابا کرتا تھا کسی کی روک ٹوک نہین تھی
مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیزگار تھا۔ رئیس رعایا کا خیرخواہ تھا
امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا نہایت جان فشانی و دلسوزی سے ریاست کے
کامون کو انجام دیتا تھا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تھا۔ اُنکی جان و مال کی نگرانی
مین پوری دلدہی کرتا تھا۔ رعایا کیا امیر و کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تھے۔ کسیکو
کسی سے شکایت نہین تھی۔ میر موصوف باوجود عہدہ وزارت و شان حکومت ہر کس
و ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسرنفسی سے پیش آتا تھا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس
نہایت حقیر و ناچیز جانتا تھا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا
دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہ ہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بھی جوق
جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال و فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے
اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بھیجتا تھا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف
و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خوادم کے لئے وظائف مقرر کر دئے تھے

سالانہ کل وظائف معتمد آدمی کے ہاتھہ سے روانہ کرتا تہا - میر کی مزاج مین تعصب نہین تہا
فریقین کے ساتہہ شیر و شکر تہا - کیا شیعہ کیا سُنّی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم
رکہتا تہا - اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تہے اُن کی بڑی تعظیم و توقیر
کرتا تہا - علی ہذا القیاس علمائے امامیہ کی بہی بڑی عزت و آبرو کرتا تہا - میر موصوف کے
زمانہ مین امن و امان تہا - کہین شور و شر نہین ہوتا تہا - یہہ میر کی خوبی تہی - میر موصوف
ہمدرد قوم تہا - اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تہے
شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تہے فروکش ہو جاتے تہے - بمصداق
اذا جاء اجلہم لا یستاخرون - ابہی کامیاب نہوے تہے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا
کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تہی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تہا
میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی - اور اُس زمین مین جو کچہہ جہاڑی تہی اُسکو
کٹوایا - صاف و ہموار میدان بنوایا - اور کئے لاکہہ ہون خرچ کر کے کربلائے معلی کی خاک پاک
چند جہاز مین بہروا کر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقدر آدم کہدوایا اور مٹی کو نکلوایا
اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور
کر دیا - اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام و باوڑی و مسجد و حوض بہی بنوا کے خالصًا لوجہ اللہ
الکریم وقف کر دیا - اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بہی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر
آزاد کر دیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کر دیا - غلام و کنیزک مین
آدہے شیعہ اور آدہے سنی تہے اب بہی بدستور غسالون مین آدہے سنی اور آدہے شیعہ
مین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے - اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تہی کہ
جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچہہ سوال نکرین

اُسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ اُنہین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسالون کی ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تہے کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تہے وہ بہی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے اب بیچارے غسالون کی گذر اوقات مردہ شوی وکفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتہہ خوب سلوک کرتے ہین۔ ابتک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آئندہ بہی رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما و فضلا اور امرا و وزرا معمور ہین۔

میر موصوف علم جفر و نجوم و عملیات مین بہی مہارت رکہتا تہا۔ صاحب گلزار آصفی نے ایک نقل لکہی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکہتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گہر گیا۔ درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مار ڈالا۔ سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا ایک حوض جو مکان کے صحن مین تہا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے کنارے تہے سمجہے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت مین جاؤ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچہ کرینگے امیر مذکور کے بہائی میر موصوف کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچہہ نقش لکہہ کر دیا اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پہر ایک گہنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو پہر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بہائی حسب فرمودہ میر اولا ایک نقش ثانیا دوسرا

نقش ثانا ثانیہ ر نقش ڈالا - تیسرے نقش مین امیر غائب شدہ حوض مین نمود ہوا سب نے
اُن کو حوض سے باہر نکالا گہنٹہ دو گہنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس مرد ضعیف سے واقعہ پوچہا
اُس نے بیان کیا کہ مین جب حوض مین کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑ کر
ایک ویرانہ جنگل مین لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار مین - مین نے پوچہا کہ یہ کیا
معاملہ ہے - جوانون نے کہا تو نے جو سانپ مارا وہ جن تہا - بادشاہ کی بہن کا بیٹا تہا
مین نے دربار مین بادشاہ کو دیکہا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کہڑی
ہوی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہئیے - بادشاہ نے ہمشیرہ
کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا - جلاد مجکو قتلگاہ پر لیجا رہے
تہے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پہر مجکو دربار مین
واپس لیگئے - اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجہایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے
کی سفارش کرتے ہین - مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی - پہر بادشاہ نے قتل کا
حکم دیا - اسیطور جلاد لئے جاتے تہے کہ پہر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو -
پہر مجہے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجہایا مگر وہ نہ مانی - پہر حکم دیا دربار سے
باہر نہین نکلے تہے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک
کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے - جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان
پہنچا دو - اُسوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض مین پہنچا دیا - مین کنارہ پر
نکل آیا - آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا - اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ
و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین -

حدائق السلاطین مین لکہا ہے کہ آپ موزون الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلین بھی بطور نمونہ
بیان کیا ہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے۔ ہان شاعرانہ تشبیہ و مبالغہ سے خالی نہین ہے
تذکرہ علما مین لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی ششتری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کرلی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل اسدرجہ ہوا کہ نہ وہ انعام ہا نہ وہ منصب و اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدردان مین خاندان ما سلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔

آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار سرسام ۱۰۲۳ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تھا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اُس مین تاریخ
رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم زعاملی	گفت بجواز رفتن عیسی آسمان
	۱۰۴۳

مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقود فجعت بہ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ من لا نظیر لہ فی الناس یخلفہ

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پس ماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلی روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سب نے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلی کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنا یا گیا۔ وہ اب تک موجود ہے۔ اُس پر آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے کتبے بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی کن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اُس شخص کے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کردی تہی عام اجازت تہی کہ سنی وشیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ وسنی برابر اُسمین دفن ہوتے گئے ہین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اُسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی امرائے ذی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب ومسکین ہین اُسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو بایکدیگر شیر وشکر ہونا چاہیے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

رکہنا چاہئے۔ من عمل صالحاً فلنفسہ الخ پر عمل کرنا چاہئے۔ باہم نفاق کہنے سے ضرر اٹھاتے ہین۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہین چاہتے ہین۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہین۔ من اشعارہ الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد کہ گرد دگر دوست … ما نمیدانیم عاشق بلبل و پروانہ را

ز پیچ زلف تو پیچیدہ در سرم دودی … ولہ … کہ سوخت جان ملائک رشک مجمر ما

خوشم کہ درد دل من عشق مدعا نگذاشت … مرا بہوالہوسیہای خویش انگذاشت

چہ آفتی تو ندانم کہ در جہان امروز … محبت تو دو کس باہم آشنا نگذاشت

کمینہ مرتبہ عشق عشق مجنون ست … ولہ … محبتی کم ازین داخل محبت نیست

یکروز بود صحبت عالم ہمہ یکروز … ولہ … زانروی قیامت بزبانہا ہمہ فرداست

مردیم و ہیچکس بسر خاک ما نگفت … ولہ … کای مردہ شاد باش کہ فردا قیامت ست

دولت وصل بخوابم وست داد … ولہ … آسمان در خواب گویا بودہ ست

شدم از عشق تو دیوانہ و این می بایست … ولہ … حسن پرشور ترا عشق چنین می بایست

گفتہ ہر کہ دم از عشق زند می کشمش … جان فدایت کہ مرا نیز ہمین می بایست

بتو ہر کہ بودہ یکدم دل داغدار دارد … ولہ … کہ بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد

اثر ملاحت او من زخم خوردہ دانم … کہ نمک فشان ہمہ شب بدلم گذار دارد

عالم شگفت و خاطر ما ناشگفتہ ماند … ولہ … گلزار مہر و باغ وفا ناشگفتہ ماند

شرمندہ ام کہ غنچہ پژمردہ دلم … با صد ہزار سعی صبا ناشگفتہ ماند

شب جلوہ او غیرت صد حور و پری بود … صد حور و پری بندہ جلوہ گری بود

با جذب زلیخا نتوانست بر آمد … یعقوب کہ مستغرق مہر پدری بود

مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن | وله | از معرکه بیرون نشدنش بجگر می بود

زور پرتو حسنت بدل چنان تابد | وله | که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد

تویی که حسن ترا کمترین اثر اینست | | که آفتاب تو در مغز استخوان تابد

هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست | وله | زان شبیخونها که حسنت به گل سیراب زد

رهد صد کاروان مصر و چین برباد در یکدم | وله | نسیمی کاورد باد صبا از چین گیسویش

بخود میل دلی از جانب لدار فهمیدم | وله | الهی خیر باشد یاری از یار فهمیدم

خدا را بگذری بر تربت مومن گزان مسکین | | بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم

از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم | وله | ایدوست ما ز انچه اغیار دیده ایم

صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز | وله | از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم

معجز نار خلیل و فیض آب زندگی | وله | از دل برآتش و از چشم پرنم یافتیم

یک نفس مومن اگر از دوست غافل گشته | وله | زین گنه تا یکنفس باقیست استغفار کن

ای صید دست و پا زده عذر گنه بخواه | وله | گستاخی بخدمت صیاد کرده

ز سینه تا رسدم بر لب و دهن ناله | وله | هزار جا بنشیند ز ضعف تن ناله

ز نالهای تو همین بر لبت گذرد نیز | | بگوش میرسد از چاک پیرهن ناله

بسمک ابتدا و یا منک بدا بسم الله | وله | ای بیاد تو ز صد درد دوا بسم الله

ذکر تو در همه حالی دل مشتاق ترا | | آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله

من چون شوم ببزم طرب همدم کسی | وله | دارم غم کسی که ندارد غم کسی

کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست | | نامحرم است هرکه بود محرم کسی

گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی | وله | بغفلتی عجبی و بسرعتی عجبی

مقدمات که ترتیب یافته در همه عمر	نتیجهٔ همه گردیده حرفی عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند
این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن
انگشت گزیدنی بیاران ماند

وله

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد
رنج و غم و غصه جابجا میریزد
گر حصهٔ ما پیش رسد دوری نیست
بر عضو ضعیف درد ما میریزد

وله

غم نیست که دل جنون فاشی دارد
گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودای ترا بهره و عالم ندهد
دیوانهٔ ما عقل معاشی دارد

وله

گر مرد رهی دلا ز محنت نجهی
مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی
منت نکشی ز کس و منت ننهی

وله

شادمانیست بندهٔ غم ما
عالم دیگرست عالم ما
چند ز عشق و رستخیز بلا
ای خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست
داغ ما لای داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم ماییم
ملک هجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیده خوش نمکین است
کم ز کوثر نگیر زمزم ما
ید بیضای وصل گور فراق
گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری از و مجو مومن
غم ما از کجا و بیغم ما

وله

خدایا واربان از شور بختی دلفگاران را
گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
شدم پژمرده غافل مشو از روزگار من
که من برباد شوقت داده ام خوش روزگاری را

پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن — گر باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را
خماری بر خمارم مید ہد گردون زبیک مستی — چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم بر خمارے را

بہ تلخی جان دہ و کمتر حدیث درد گو مومن
چہ غم از تلخی ناکامئے ناکامگاری را

بجد دارد دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را — نیارم با کمال عجز این اظہار قدرت را
زبیم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ ز شکوہ — بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را
زخونین داغہائے من فلک را زد وقہا یاد — کہ خوش آب دورنگی داد ہ گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شدہ اے باد سحرگاہے — مدد کن تا بجوش آریم دریاہائے رحمت را
چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جان نثاری — دریغا ما ندانستیم بدل قدر فرصت را
فدائے رسم عادت سوز خود گردم کہ در عہدش — عجب بیرانہ دیدم مہر آئے رسم و عادت را
بتربت گر زمن بیتابیے سر داز و بگذر — پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را
اگر اینست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم — بہ بزمش خون خورد بیرون میا بگذار حسرت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص - میر عبدالقادر نام اورنگ آبادی المولد - سید صحیح النسب والحسب ہے۔ آپکی نسب بائیس پشت مین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے۔ آپکے بزرگون مین بعض نیشاپور سے ہند مین آئے مقام کنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے۔ قاضی محمد کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے۔ آپکے اجداد مین تھے۔ آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت ومنصب مناسب حاصل کیا سنگمنیر کی وقایع نگاری وبخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضۂ منورہ خلد آباد کی قضاوت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد ماجد سید محمد شریف المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نگرانی اورنگ آبادی المتوفی ۱۱۴۲ھ ہجری کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بہی موزون الطبع تہے کبہی کبہی بتقاضائے موزونی طبع یکدو بیت موزون فرماتے تہے اور شرافت تخلص کرتے تہے۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۱ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت {ولادت عبدالقادر مہربان} ہے اور بعض نے جو ۱۱۴۳ھ ہجری لکہا لا اصل لہ کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین ۱۱۵۱ھ ہجری بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تہوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بہی میر موصوف سے تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بہی لیاقت و مناسبت حاصل کی تہی۔ اولا والد بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تہا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تہی۔ آپکے والد مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تہے اور بعد مین بلاوساطت والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل و ادیب کامل جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تہا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تہا رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف کا وقت و سرعت درک مین معروف تہا۔ اقران و امثال مین عدیم المثال۔ ارباب کمال مین سرآمد کمال تہا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضۂ خلد آباد کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہوکے زندگی بسر کرتا تہا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب تفسیر و حدیث مین مشغول اور طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تہا۔ اور

آخر مین شاہ فخر الدین اورنگ آبادی ترمذی کی صحبت مین مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تہا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تہا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکہا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تہا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بہی رنگین تخلص رکہتا تہا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے ایثار تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علی صاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکہے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بہی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود میر فخر الدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عدیم المثال فی تجارد الامثال و ہزار بیت ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ وفخر الوظائف شرح تہذیب اللطائف۔ لطائف ستہ واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ ودیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری وباطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس کرناٹک مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت وفضیلت بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتہہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ یحتاج بہی مقرر کر دیا تہا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین ومریدین کو علوم ظاہر وباطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفا ومریدین بیشمار تہے۔ ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل مدارس مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی انسبا خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کر سکتے والعلم عند اللہ مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بھی لکھے ہین چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمرش در زبان ما ۔۔۔ مو دار شد چو کلک مصور زبان ما

ولہ
ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی ۔۔۔ بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ حنا پیدا

ولہ
صبا آہستہ پا نہ گر گذر در کوئے او افتد ۔۔۔ کہ ہست از چشم نازک مزاجان فرش راہ آنجا

ولہ
ہر زمان بینم عتاب آلودہ چشم یار را ۔۔۔ بیدماغیہاست لازم مردم بیمار را

ولہ
پریشان می شود ہر کس کہ دارد فکر تعبیرش ۔۔۔ نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

ولہ
بہرہ ام دادی و شد جمع خواہم ز نشاط ۔۔۔ گشت شیرازہ دلم را ز رگ پان امشب

ولہ
چہ حاجت پیش تو اظہار مدعا بکنم ۔۔۔ تو بیدماغ نہ خاطرم پریشان نیست

ولہ
قاصدا از اظہار پیغامش دل ما شاد کن ۔۔۔ خندہ داری بلب چیزے بگو فرمودہ است

ولہ
دل دادن از برائے نگاہے گناہ ما ۔۔۔ دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

ولہ
ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ ۔۔۔ خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ

ولہ
دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند ۔۔۔ در ربودند دل و دین مسلمانے چند

ولہ
بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز ۔۔۔ تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

وله
بلای گردش چشم تو داد درد سرم — تو جام باده کشیدی مرا خمار آمد

وله
دوستان شب میرود حرفی از آن گیسو کنید — خشک شد مغزم علاج از گل شبو کنید

وله
وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد — نکهت فردوس می آید دهانم بو کنید

وله
خنجر دست نگارین که قتلم کرده است — در کفن بوی حنا می آید از خونم هنوز
مردیم و بیقراری دل نیست کم هنوز — چو گرد باد می کند این خاک رم هنوز

وله
ما را بآرزوی نگاهی چه میکشی — بی رحم این مشابه غلام حیا مباش
صدف نیم که با بر گهرفشان نازم — بود چو آئینه ام آبرو ز جوهر خویش

وله
می کند در دیدهٔ من اشک آتش فام رقص — نغمه چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

وله
نه پنداری که خط گل کرد بر پیراهن عارض — غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

وله
جا فروتن می تواند یافتن بالای چشم — از خم ابروی جانان یافتم قدر رکوع

وله
یاد چشم و روی او ای مهربان بس میکند — از بهار نرگس سیر چمن دارم فراغ

وله
تا تو گفتی ای ستمگر خنجری دارم بکف — گفت از خود رفتهٔ من هم سری دارم بکف

وله
چو گل لبریز زخمم خون ناب ساکنی دارم — شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم
بخود گفتم بعالم کیست سامان چمن پرورد — دل صدپارهٔ من در جواب آمد که من دارم
نیم ای مهربان در غربت از رنج سفر فارغ — برنگ بوی گل انداز غربت در وطن دارم

وله
ندارم چاره گر رزق از لبم چو آسیا ریزد — تلاش نوکری چندانکه می بایست من کردم

وله
محتاج چراغی نبود مشت غبارم — چون کاغذ آتش زده خود شمع مزارم

وله
بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید — ما شهید تیغ آن چشم خمار آلوده ایم

وله
بارها دیدی و حال مهربان پرسی ز من — بیمروت در شکایتها زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خطِ نیست بلکہ کلک قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خط ریحان
بیدماغ از سیر باغم ہمتے دارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدرہا دیدنِ آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہِ ناز بردل گاہ گاہ
داغم ز دست آن گل بیرحم کاشکے	ولہ	بر بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تھا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تھا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تھا - آخر ۱۱۹۶ھ ہجری مین فوت ہوا

من کلامہ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیاست
جنون طرفہ دارم بیا دگردش چشمی	ولہ	بگیر و جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فناست	ولہ	خویش را از بہر زر بیرحمت قارون مکن
جز ولائے شبیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جائے گوہر سودۂ الماس معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام - مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل
کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقۂ چشتیہ مین بیعت
کی جب تک آپ دلی مین رہے تب تک سنی المذہب تھے جسوقت دلی سے لکھنو گئے اُسوقت
امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تھا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین
ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ لکھنو مین مدت تک ہا امرا متمول و اہل دول کی تعریف و مدح مین قصائد
لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پہر لکھنو سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ
لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کرکے نواب نظام الملک
آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بہیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین حیدرآباد پہنچے۔ دربار
آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت
خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ یہان سے
نہایت خوشی و خرمی سے ہندروانہ ہوئے پہر لکھنو مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے
چند روز قیام کرکے اُنچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکھنو سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی
سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار
پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان
لکھی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام — بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد — شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار — ز پانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنیکا کچھہ ہے لطف پیارے
گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن

ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
عیسیٰ بھی جو کچھہ بولے تو صلوات سناؤن

وله

قدم رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے
گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے

وله

مدعی عشق عبث کرتے ہین مجکو منت
ہان یہہ سچ ہے مین نے کی خوبون سے نوا یک خو سی ہے

وله

برہنہ پا ہی پیجا مجکو اُس وحشت مغیلان مین
جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا

وله

علاج دلکو آئے تھے مسیحا سخت دعوے سے
یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

نقدے بکف بنہ و بحز آبرو مرا
آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا

پر از اسباب کلفت شد جہان جائے نمی یابم
کہ بار خاطر غمدیدہ را یکسو نہم آنجا

رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست
شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب ۔ مولانا محب علی سندی

محب **تخلص**۔ محب علی نام۔ سندی الاصل ہے۔ وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تہا۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر ۱۰۳۰ہجری مین فوت ہوا۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا۔ جو کچھہ کہتا تہا پسندیدہ ہوتا تہا۔ من اشعارہ

بصدمۂ کہ عمنت زو بسے ز جا رفتم	ہزار سالۂ رہ رفتہ را قفا رفتم
گدائے در بیگانہ منفعت وارد	زبہم غلط شدہ در کوئے آشنا رفتم
یکے قرص خورشید در آب دید	روان بر سرش وام ماہی کشید
چو از جنبش آب شد در شکست	بغواصی آمد کش آرد بدست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ	ترا زوئے ما راہمین است سنگ

مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص - رکن الدین نام - حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے - مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا - فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا - سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا - شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا - چند مراتب حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے - ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اُس وقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی - مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر دربارداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا - تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا - اُسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی -

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش ‌ ‌ ‌ شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دارالسلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دارالامن ہند کی طرف متوجہ ہوا - اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا - عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

وشادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تھا ایکوقت دلّی سے تغرجا الہ آباد مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدر آباد روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد شہر مین پہنچا۔ میر مومن استر آبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا سبیح برسم تواضع باشتباہ گلاب شیشہ شراب میر پر افشان کیا۔ میر نہایت رنجیدہ ہوکر اُٹھا سبیح اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم وپشیمان ہوا۔ وہان ایک ساعت بھی قیام کرنا حرام سمجھا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا۔ بیجاپور مین اُسکی دلچسپی نہین ہوئی۔ اُسوقت بیجاپور کے قرب وجوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تہا۔ دریافت کرکے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا۔ مہابت خان سے ملازمت حاصل کی۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا۔ جب صاحب قران ثانی شاہ جہان تخت نشین ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا۔ قطعہ یہہ ہے ؎

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خورم وشاد وکامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	در جہان بادشا جہان باشد

سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین بسبب کبر سنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی۔ اجازت ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زاد راہ دیکر روانہ کیا۔ نہایت شادکام وفائز المرام گیا۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سنا کہ شاہ عباس ماضی فوت ہوگیا ہے۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف متوجہ ہوا۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا۔ پہر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین پہنچا۔ شاہ سے بے توجہی دیکھکر شیراز مین آیا۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا مولف شاہجہان نامہ لکھتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کرکے آیا دعای دولت

ابدپیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی
انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر ۱۰۷۶ھ ہجری مین اس عالم فانی سے
ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکھا ہے ع رفت بسوئے فلک بازمسیح دوم
اُسکا کلیات ایک لاکھہ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے
اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے
ایک مختصر دیوان جمع کیا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم
بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول چوبین را

سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار
در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر

نالۂ زار است کار ہم نفس با شد مرا
نالہ ہم فریاد و ہم فریادرس باشد مرا

عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن
ہم شبی قضا کنم نالۂ عندلیب را

پیش قدت آب دہد سرو باغ را
پیش قدت بباد سپارم چراغ را

عشق کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود
دیوانہ گشتن از نگہ اولین خوش است

کجا از خواب نازان فتنۂ دوران قمر خیزد
مگر در دست پایش آفتاب قد کہ برخیزد

دل من آتش طور است افسردن نمیداند
چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمیداند

مرا از طرۂ مشکین او یکتا رمی باید
ہمہ سامان کفرم شد ہمین زناری باید

بزیر بان گر نام خاکم بگذرد آذر شود
در در آید در دلم خورشید خاکستر شود

بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش
کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم

چنان روشن ز یاد روئے او شد خانۂ گورم
کہ نتوان سر نوشتم خواند از لوح مزار من

گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن
بی تو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی	ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

من رباعیاتہ

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیر ست		وین گرسنہ شوق تو از جان سیرست
در آمدن اے نگار تاخیر مکن		ہرچند کہ زود تر بیائے دیرست
گر آتش روز حشر نشیمن گردد	ولہ	دوزخ حیران سینۂ من گردد
گر پنبہ داغ من شود رشتہ شمع		ہرچند کشند باز روشن گردد
خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند	ولہ	در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار درازست شب ہجر مگر		روز سیۂ مرا دران دوختہ اند
پیوستہ بروئے تو تماشا دارم	ولہ	دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بندست بہر یک سر موئے تو دلم		من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ میرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برخاستہ ہوکر ہند مین وارد ہوا۔ اور بندر سورت مین سکونت اختیار کرلی۔ اُسی مقام مین سنہ ۹۵ ہجری مین مرزا لطف اللہ عالم شہود مین جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت مین کسی مورخ نے یہہ مصرع موزون کیا ہے ع برسپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت مین آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون متداولہ ادبیہ تحصیل کین۔ و سخن کی صلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پھر سورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ مین گیا۔ وہان کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کرکے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے انتظام میں کما ینبغی توجہ نہیں کی اور وہان سے دل برخاستہ ہو کر حضور نواب آصفجاہ والی دکن کی خدمت میں پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن میں مدت تک رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر میں سنہ ۱۱۶۴ ہجری میں رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ میں لکھا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بھی صاحب تحفہ کے ساتھ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور محمود تخلص لکھتے ہیں شاید سہو کاتب ہے مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تھا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تھا شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تھا۔ ملکی انتظام میں نہایت ہی لائق و فائق تھا حساب پیمائش میں یگانہ روزگار تھا۔ فارسی و ہندی میں شعر کہتا تھا ہم ذیل میں آپکے اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آپ سدوردی خان ملازم نواب شجاع الدولہ کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی ناخوش ہو کر وہان سے حیدرآباد دکن میں نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت میں آئے نواب آصفجاہ نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن میں ایسے جمے کہ مر کر اٹھے آپکی وفات سنہ ۱۱۶۴ ہجری میں اورنگ آباد میں ہوئی۔ من اشعارہ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما	کہسار را کند کمر سنگ زور ما
گرفت شور جنونم چنان گریبان را	کہ برمیان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ اند بتعریف لف خال و خطت	جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو ما

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب ‌ ‌ ‌ وله ‌ ‌ ‌ آب از عکس رخش آبله پوش است امشب

وله

بر خاک درت سر شهان است ‌ ‌ ‌ این قطعه زمین بر آسمان است

آویزهٔ گوش عقل گردد ‌ ‌ ‌ حرفی که ز پاک گوهران است

در مشرب عذب خاکساران ‌ ‌ ‌ شیرینی شهد سرفشان است

خوردم چو هما فریب دولت ‌ ‌ ‌ این لقمه تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بهامون ‌ ‌ ‌ دیوانهٔ مطلق العنان است

تاب سخن سبک ندارم ‌ ‌ ‌ این پنبه بگوش ناگران است

از رفتن عمر دارم افغان ‌ ‌ ‌ فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاه نے بھی اسی زمین مین ایک غزل لکھی تھی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت همه دم انیس جان است ‌ ‌ ‌ چون بو که به برگ گل نهان است

از درد دلم مپرس آصف ‌ ‌ ‌ رنگ رخ زرد ترجمان است

وله

دیده میداند چها شب بر سرم بی او گذشت ‌ ‌ ‌ همچو سیل از پل سرشک چشم از ابرو گذشت

دل آزاری ندارد حاصلی غیر از پشیمانی ‌ ‌ ‌ ز تیر انگشت افسوسی بلب دائم کمان دارد

از کوه گران سنگ مکافات بترسید ‌ ‌ ‌ با شیشهٔ ناموس کسی کار ندارید

وله

تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد ‌ ‌ ‌ که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد

ز دونان کی بخود درماندگان را کار بگشاید ‌ ‌ ‌ گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

وله

بگلزار محبت رشتهٔ گلدسته را مانم ‌ ‌ ‌ که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد

وله

چه ابتر بود زود دفتر ایام ‌ ‌ ‌ که خود بخود ورق این کتاب میگردد

میفریبد با زنگیان را بهر صورت که هست ‌ ‌ ‌ کاش چون آئینه من هم جوهری میداشتم

نہ دل از من خبردارد نہ من از دل خبردارم
بسان شیشۂ ساعت رفیق کار پیدا کن
باشد دو جہان قائم ازان ذات یگانہ
بیک صورت بود بانیک و بد طرز سلوک من
چو مجنون کے توانم گرد جولان در بیابانی

دل از من گی جدا گشت و من از دل گی جدا گشتم
بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن
بر پا چو کمانست بیک تیر دو خانہ
مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری
مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مہدی برہانپوری

متین تخلص - میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ محمد امین منصب دار بادشاہی کے فرزند ہیں آپکے والد صاحب سخن تھے - میرزا بیدل کے شاگرد - متین نے برہانپور میں والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی - مستعد طالب علم تہا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر رسا رکھتا تہا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تہا - اُسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تھے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بھی اورنگ آباد میں وارد ہوا چندمدت استاد کے پاس رہا - پھر وطن مالوفہ روانہ ہوا - پھر آخر سنہ ۱۱۹۷ ہجری میں عالم بالا کے طرف رحلت کی - من اشعارہ الہندی

روز ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ
اُس سنتی پوش قاتل پر چھڑک لہو کا رنگ
عرس کو مجنون کے ہر خون نے کیا ہے اتفاق
جان جاتا ہے میرا افسوس کوئی کہتا نہیں

ولہ

ولہ

بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ
عاشقو لازم ہے اب بہنگو کا سر وا کیجیے
وحشیو لازم ہے تم بہی اپنے سامان سے چلو
آنسو ٹہہر گیا آنکھوں کی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین	گلرو کی تبسم سے بسمل تلملا رہے ہین

مقصود ۔ میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص ۔ میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے ۔ فارسی مین عمدہ لیاقت و مہارت رکہتا تہا ۔ خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا ۔ اکثر وجد مین پہڑ کتے تہے ۔ شعر گوئی مین مشق کرتا تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا ۔ شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان مین رقم فرماتے ہین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے ۔ خوش مزاج و خوش وضع تہا ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا ۔ آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

دیکہنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار	رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا ۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا ۔

میر ۔ سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص ۔ سید شاہ میر نام ۔ باشندہ برہانپور ہین ۔ مشائخ برہانپور سے تہے ۔ سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید و تصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت و شوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے ۔ دل کے سوز و گداز سے سینہ بریان و دیدہ گریان تہے ۔ اسی جوش و ولولہ مین حقانی خیالات وربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین ومراثے اور رباعیات و دوہرے نہایت ہی بامزہ و شور انگیز

ہوتے ہین اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تھے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم باعمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ ہجری مین وہرپتہ سچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۷ ہجری مین واقع ہوئی۔

من ۲۰ شعارہ الہندی

درخت انبہ پر کویل پکارری		نین یو جا نا پی پی ہانک مارہی
شکل محراب مین پی کین		سرنگون ہوا یدل دوگانہ کر
پنگھٹ پہ چل دیکھہ بہار ہجوم حسن		چنچل چلی ہے گھر کو لے سر پر گھڑا اُٹھا

منعم ۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہین ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوش نویسی مین ہفت قلم تھے۔ ہر قلم مین علم تھے نستعلیق مین مگر جواہر رقم عطارد رقم کہتے تھے۔ فارسی مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دارالانشا مین متقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پھر بندگانعالی نے آپکو منصب معین مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۱ ہجری مین فوت ہوئے خوش اخلاق و خوش اطوار تھے۔ خندہ رو و شگفتہ جبین تھے۔ ہدست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من اشعارہ الہندی

تجھ حسن کے ہین قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجھ نین کے ہین حیران	خورشید ڈھال والے جاہ و جلال والے

مہتاب۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تھا منشی خوشنویس و انشا پردازی مین مشہور تھا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ مین منشیون مین ملازم تھا خوش خلق و خوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تھا مزاج مین خاکساری عاجزی بہت تھی دوستون سے خوش صحبت تھا۔ ہر ایک سے موافق تھا شعر گوئی مین خوش فکر و نازک خیال تھا بہ نسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تھا۔ خوب کہتا تھا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات سنہ ۱۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہین وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ من اشعارہ الہندی

آب آنکھون سے کم ہوا رورو	چشمۂ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ مل	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بھی اسی طرح مین ایک غزل لکھی ہے ہم غزل مین سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ ناظرین مستفید ہون۔ ہ

تشنہ لب ہون شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گھڑی کا تو قسم کہا جہوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر	زر زری کے جناب کی سوگند
بے سخن ہوں تیرا دہن دیکھے	یار حاضر جواب کی سوگند
دور کر اب حجاب کو اپنے	چادر ماہتاب کی سوگند
دل صاحب ہے کیا پریشان آج	زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور۔ میر منصور آسیری

منصور تخلص۔ میر منصور نام۔ آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چند مدت اسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے۔ قلعداری کو ترک کر کے برہانپور مین آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز مین درویش کامل و فقیر واصل ہوئے۔ مدت تک برہانپور مین زندہ رہے۔ توکل و قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے۔ نہایت آزادی و بے پروائی سے رہے۔ آپ افسق اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہین۔ باقی اشعار کا پتا نہین شاید احتیاط نہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ آپکا انتقال ۱۲۰۲ھ ہجری مین ہوا

من اشعارہ الھندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوئیگا	یہہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوئیگا
رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا	انکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا۔ الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص۔ الفت خان نام۔ اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ عالم شباب مین ضروری استعداد

استعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس راستہ مین چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبکخرام ہوا۔ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی وضع خوش طبع تہا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آب و رنگ لیاقت سے مثل گل تازہ۔ مشاہیر منصبدارون مین منسلک آصفجاہی جان نثارون مین مشہور تہا لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور ملے اور رسم اخلاص و محبت کو قائم کیا کبہی کبہی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تہے نیک مرد و عزیز دل ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکہے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تہے۔ شعراء اورنگ آباد مثلاً عارف الدینخان عاجز و شاہ سراج الدین سراج و غلام قادر سامی و میر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تہا۔ آخر سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین عالم قدس کا مسافر ہوا۔ من اشعارہ الہندی

دن بدن کیون زرد رو اور ناتوان ہوتی ہے یہہ		کچہہ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی
لٹ پٹا جاتی ہے اُسکی صف مین میری زبان	وله	شوخ جب آتا ہے سر پر سنج کے چیرا لٹ پٹا
ظاہر مین عشق و حسن مینا تنا ہی فرق ہے	وله	تجنے جفا و جور کئے ہم نے دعا دیا
نہین آرام تم بن ہمسری کے دل اشکستون کو	وله	کبہو تو یاد کر نا شوخ اپنے خوار و خستون کو
کہ نار و گہ عتاب گہے جنگ و گہ غضب	وله	دلبر ہے ان دنون مین دل آزار ہیطرح
دلکو خوش آتی مین یہہ دلبر کی ادا ئین بہولیان	وله	غیر کو دشنام سے کہتا ہے ہمیر بولیان
غنچہ و گل خو نہین آغشتہ ہوئی گلشن مین صبح	وله	فندقین ہیر کی انگشتون سے جب ہم گہولیان
داغ دل پر بکہہ یہہ بلبل کی نہ عرضین نا نیان	وله	شوخ لالہ کس سے سنکے یہہ بہلا فرمانیان

کوئی اگر پروردہ تیرے پاس آزاری کرے — تجھسے غمخواری نہووے جز وہ آزاری کجے

مہر مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال خوش فکر و شیرین مقال تھا صغر سنی مین شعر گوئی کا مرض لاحق ہوا تھا۔ روز بروز بڑھتا گیا۔ آپ شعر و سخن کے فریفتہ تھے۔ مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تھا۔ لچھمی کا دوست و عنایت فرما تھا۔ سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین فوت ہوا۔ ص۲ شعارۃ الہندی

خسرو ہمین عشق کی بیداد سے — جان شیرین جو دیا فرہاد نے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن — سرو کو کیونکر کہوں آزاد ہے
حشر تک ہرگز نہ بھولین گے کبھو — ظلم تیرا ہم کو ظالم یاد ہے

ولہ

خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے — پارہ بیتابی دل مارنا اکسیر ہے
آبرو پائی شجاعت نے عطائے فقر سے — موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے
جون صبا یکدم خرامشی کر کہ تجھ بن باغ مین — ہے گریبان چاک گل غنچہ نپٹ دلگیر ہے

ولہ

دیکھ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان — غنچہ لبیان پھر کہان اور یہ بہار اپھر کہان

ولہ

سوز دل سے آہ کی بھڑکے اٹھا دون تو سہی — خرقہ پشمینہ زاہد کا جلا دون تو سہی
ریش قاضی افسر مینا ہے جیون بال ہما — ریش زاہد تخت طاؤسی بنا دون تو سہی
ترش روئی سے ہوئی زاہد کو کھانسی آخرش — اس بہانے اسکو مین دارو پلا دون تو سہی

ولہ

پڑھ نماز یار باہر وقت رندون کو نہ چھیڑ — تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب — زاہد داڑھی کو تیرے دیکھین لگے ہی لتھیڑ

یہ دل دیوانہ آہوں کے تڑاقے جب جھڑے	ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرز اٹھے
قیدمیں جو کوئی سو ہیں آزاد اور آزاد وقید	قمریاں پروازیں اور سرو کیچڑ میں گرے

مرزا۔ مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص۔ مرزا محمدی بیگ نام۔ اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبداروں میں ملازم تھے فن شعر گوئی میں سحر پرداز تھا اور سخن گوئی میں یکتا و بے انباز تھا سلیم الطبع و فہیم المزاج تھا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تھا۔ تازہ بیانی و پاکیزہ معانی سے دلوں کو تسخیر کر لیتا تھا۔ کلام ہندی میں صاحب دیوان ہے فارسی میں کہتے تھے مگر بہت ہی کم۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہیں ملا۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری میں فوت ہوا۔ من ۲ اشعار ۲ الہندی

میرا غم نامہ سے قاصد سجن کے ہات لیجو	یہی مضمون ہے اسکا کہ انجھو آنسو بھگو دیجو
مرزا کو آج حاجت قاصد نہیں رہی	پیغام پہنچتا ہے نگاہ رسا کے ہات

مقدس۔ محمد جان خلد آبادی

مقدس تخلص۔ محمد جان نام۔ روضۂ مقدس خلد آباد کے رہنے والے۔ شاہ برہان الدین غریب کے مجاوریں میں سے تھے مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہیں تھے مگر ذی استعداد صاحب سواد تھے۔ شعر ہندی و فارسی میں مشق کرتے تھے۔ میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے۔ ذکی الطبع و ذہین تھا شعر خوب کہتا تھا ہم عمروں میں بڑھا ہوا تھا۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری میں زندہ تھا سنہ ۱۱۶۲ ہجری کے اندر ہی فوت ہوا۔ سنجیدہ مزاج و خوش طبع تھا۔ من ۲ اشعار ۲۵ الہندی

دلسین عزلت مین محی وحدت کو پیدا کیجئے	خم مین رکھہ بہیہ دانۂ انگور صہبا کیجئے
تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو	دیدۂ عالم مین نیرے کی طرح جا کیجئے

مضطر۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص۔ شیخ احمد نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ کتب درسیہ علوم سے فارغ التحصیل و مستعد تہا۔ پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کسب مین سعی کرتا تہا۔ زور بازو و محنت سے پیدا کرتا تہا۔ آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی۔ شعرگوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا۔ خوش کلام و شیرین سخن تہا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا۔ آپکا انتقال سنہ ١١٩٠ ہجری مین ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

عبث ہمکو سجن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے	اسی دنیا مین کوئی کسکے کام آتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے جب تب	تمہین یارو کہین بات کا کچہہ انت پاتا ہے

محرم۔ محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص۔ محمد ماہ نام۔ آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین بکرامی کے نواسہ تہے۔ شاہ صاحب مشاہیر مشائخ دکن سے ہین۔ نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب و صوبہ داری برار سے ممتاز تہے۔ مدت تک برار مین بہادری و شجاعت سے کام کرتے رہے آخر رگہو غنیم کے جنگ مین صوبہ مذکور سنہ ١١٠٥ ہجری مین شہید ہوئے۔ محرم کے بڑے بہائی باپکے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے رہے۔ محرم منصبدار تہے۔ جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تہا۔ فراست و متانت سے موصوف تہا۔ تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین رتبۂ کمال کو پہنچا۔ کم گو تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تہا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تہا سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الھندی

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آرا		صفائی آئینہ ہے یار اُسکے عکس عالی کا
بجا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہوئے		سلے جیون خار اُسکو ہر گل نازک نہالی کا
شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار	ولہ	گل پہ شبنم نہین ہے اُسکو مے پلاتی ہے بہا
بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کرنا		تو ایسا ظلم اس بیکس پہ صیاد مت کیجو

مراد۔ میر منور برہانپوری

مراد تخلص۔ محمد منور نام۔ آپکی ولادت برہانپور مین ہوئی۔ آپکے والد ماجد محمد فخرالدین نصیر آباد خاندیس کے قاضی تہے۔ آپنے تعلیم و تربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبہی کبہی کلام موزون کرتے تہے۔ تقدیر ایزدی سے آپکے والد ماجد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال و پریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ نواب صاحب اُسوقت برہانپور مین تہے آپکے والد سے شناسا تہے۔ مراد کے حال پر مہربانی کی اور اپنی رفاقت مین رکہا۔ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ من اشعارہ الھندی

اپنا دامن اشک پرخون سیتی افشان کیجئے		بیٹہئے صحرا مین اور سیر گلستان کیجئے
خوب نہین دیوانگی مین شہر کا بود و باش		مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجئے

کیجئے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا | بے تکلف سیر باغ کوئے جانان کیجئے
آخرش ملک عدم کو یہان سے جانا ہے ضرور | بیٹہے بیٹہے کیا چلنے کا سامان کیجئے

مہندی۔ میر مرتضی اورنگ آبادی

مہندی تخلص۔ میر مرتضی نام۔ سید صحیح النسب ہے۔ اورنگ آبادی المولد ہے حیدر آباد مین نشو ونما پایا۔ ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کرلی۔ اور شعرگوئی بہی شروع کی۔ مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تہا نقاش فکر کی سعی وکوشش سے نوادر صورتین پیدا کرتا تہا۔ سرکار بندگانعالی کے منصبدارون مین تہا۔ لچہمی نرائن لکہتے ہین کہ مجہکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی ۱۲۰۶ ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی۔ آہ مہندی شہید شد ۱۲۰۶ اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہون انتہی کلامہ۔ **من اشعارہ المہندی**

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین پیدا دی کی | گل نے اپنا اب تلک چاک گریبان نہین سیا
وله — خار داغون سے جلی ہے لالہ ایسا آگ مین | ہین ہزار داغ تجہ دلہ سہرا مین یہہ پیا
وله — تجہ رنگیلے لب کے بوسے کی خواہش ہیچ دل | رات دن جلتا ہی رہتا ہے بغل مین جیسے دیا
وله — نان داغ دل ہمارا آب آنکہونکا سرشک | عشق کی دولت سے ہم نے خوب کچہہ کہایا پیا
وله — بوجہتے ہین پشم کو فرش اہل ہما کسار | نقش قالین سے نہین کمتر ہے موج بوریا
وله — چار دن بچہڑا سجن مہیر قیامت آگئی | مہندی حیرت ہے تہا خضر اب تک کیون جیا
وله — ہے کسی مکہ کا تاب دیدہ ہوا | یون جو آئینہ اب دیدہ ہوا
وله — گرم جوشی ستی خورشید اگر آ نکلا | ہوگئی صبح دم سرد کے بہرتے بہرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ	ولہ	ہوا ہے اُسکے عکس رُو سے رشک گلشن آئینہ	
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے سنی اُس کے		پہر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ	
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نہ ہاہین	ولہ	بانکی بہوان چڑہا کر ترچہی کرین نگاہین	

مستعد۔ آقا صابابا

مستعد تخلص۔ آقا صابابا نام۔ آپکا اصلی وطن ری تہا۔ آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے۔ نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب مہمان نواز و غریب پرور تہے۔ آپکی بڑہی تعظیم و توقیر کی۔ آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے۔ نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے۔ آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا۔ پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دلّی روانہ ہوئے۔ اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے۔ شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے۔ نواب شہید کی توجہ و عنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ آپ خوش اخلاق ستہے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تہے۔ عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے۔ باجے راو کی لڑائی مین سر سواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی ؎

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی شمشیر خویش داد بسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالا دست کی تعریف کرنا لازم ہے وگرنہ آپسے ناخوش ہون گے۔ آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک بسمۂ قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شہزادہ ہندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرائف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوئے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی۔ باقی نادرالوجود ہے۔ شاید تلف ہوگیا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن	نمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن
بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد	زپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن
بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی	ز در غافل درآ عیش نہانی را تماشا کن
ز رنگ اشک گلگون رخ زردم ز ہجرای گل	بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن
گذاری کن بمن اے ابر نیسان کرم انگہ	ز بحرین دو چشم درفشانی را تماشا کن
ہیا یکدم ببزم مستعدا ے غنچۂ خندان	رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص۔ مبارک خان نام۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب و مقرب تھے بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کا شعری کے ہاتھہ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوئے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوئے۔ آخر بادگار کا لنگالے

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہر شناسی سے منصب مقرر کردیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میاں مبارک بھی سرکار آصفجاہی کے منصبدار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشتی متعلقہ برار مین تھے۔ اور آشتی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کھنڈر و نشان تک بھی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین بہ فضل قافشانی مبارک خان ثانی کا حال لکھا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریبًا ۱۱۹۰ھ ہجری مین واقع ہوئی آشتی مین مدفون ہوئے من اشعارہ

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ وریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی سیکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون۔ رائے مدن سنگھ

موزون تخلص۔ رائے مدن سنگھ نام۔ آپ قوم کایتھ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبۂ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبۂ اکبرآباد تھا۔ آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر دہلی مین آئے۔ اور دہلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگھ مدن سنگھ کے والد نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی سرکار مین تھے۔ اولاً دار الانشا مین میرمنشی تھے۔ پھر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوئے

اور راے مدن سنگہ نواب آصفجاہ کی سرکار مین مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین دو ہزاری منصب و علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدر آباد دکن کی حراست آپ کے متعلق ہوی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست مین مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور اُسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ مین ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقون کے اُٹہائے قلعہ سے باہر نکلے اُنہین زخمون کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر مین سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین اس جہان ناپایدار سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذی استعداد و صاحب سواد تہا سخن سنجی و تاریخ گوئی مین یگانہ ظرافت و لطافت مین مشہور زمانہ تہا۔ انشا پردازی مین بے نظیر و سخن دانی مین روشن ضمیر تہا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تہا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار مین معزز و مکرم تہا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح مین لکہا تہا ہم وہ قصیدہ ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان تہے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہین ملا ہان اشعار منتخبہ ملے ہین وہ بہی ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین

من اشعارہ الفارسی

کرد گلشن جلوہ رنگین یار را آئینہ را	میرسد عرض قدم بوس از بہار آئینہ را
روش قد تو دید ندکہ دارند ز سرو	دایم انگشت ندامت بلب خود جو ما
شب کہ یاد ما ہروئے دردل من راہ داشت	چشم گریان از خیالش یوسفی درچاہ داشت
بیجا کنند غمزدگان شکوہ فلک	موزون چہ فتنہاست کہ در چشم یار نیست
لب وگر درین محفل تبسم آشنا گردد	دل از ربود گل مستی ز مئی اب ز گہر گیرد
از اخگر و سپند تپیدن خریدہ ایم	از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم — روکش آفتاب می بینم

بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده‌ام — سرمه گون پرتو مهتاب شود در بامم

سخت حیرانم چسان بر من گوارا کرده — حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن

ز سر کوی تو رفت آئینه ترسان ترسان — چید گل از چمن حسن تو دامان دامان

میکند صید خود این کج کلهان را آسان — آفریده‌ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بمدح یگانه خسرو نموده رنگین قصیده سر — که حسن هر حرف اوست روشن ز آب خود همچو شمع گوهر

نوید نصرت حرف تا نف سید وقت سحر بگوشم — که زخم رنگین چو گل نماید نثار سلطان فیض گستر

برای تحریر متن وصف جهان خداوند مهرسیما — گرفته‌ام ز بیاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور

ز زلف سنبل کشیده مسطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس — ز مشک اذفر مداد کردم ملے مخمر بآب کوثر

و سپهر گردون اگر به بیند عروج فکر فلک خرامم — بذوق خواهد قصیدهٔ من که هر فشاند ز عقد اختر

زهی جوان بخت بادشاهی که هست دایم بنصر یزدان — جهان ستان و ظفر نصیب و فلک شکوه و زمانه داو

بعدل گستری بقدر دارا بزور رستم بجود حاتم — بتخت سرور بعزم برتر بقصر قیصر بدل سکندر

برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش — هر آنچه آرد قضا بمظاهر هر آنچه دارد قدر مقدر

زرش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر است عهد عیش — لبش چو عیسی یدش چو موسی خوش چو یوسف دلش چو حیدر

چرا نبالد جهان بدورش که حرف عدلست همت او — چرا ننازد جهان بعهدش که جرم بخشش است بنده پرور

چرا نباشد غنی و مسکین بلذت عیش محفل آرا — که دور او هست راحت افزا بهر بزم چو دور ساغر

کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون — که پیر گردون پیش او است بو سبق خوان چو طفل اصغر

ز ذات والا صفات ناصر بود جهان را بهار خوبی — بعز و اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدا [illegible]

مسرت ۔ شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص ۔ شیخ وزیر علی نام شرفاء دلی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق وفائق تہا ۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد ۱۲۲۹ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین آیا ۔ مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا ۔ بہادر موصوف نے آپکا روزینہ یومیہ مقرر کردیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے ۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کیے آخر ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے ۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے ۔ من اشعارہ

اگرچہ روتے روتے کہوئیں آنکہین	نہ کہا دیدۂ خونبار پر ہا تہہ

مرہون ۔ مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص ۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے ۔ آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوے ۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا ۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے ۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے ۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے ۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی ۔ مضامین تازہ و خیالات پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ ۱۲۳۰ ہجری مین دلی سے شہر حیدرآباد دکن مین آئے

راجہ چندولال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار مقرر ہوئے
خوش خرم رہے - خوش خلق و نیک سیرت تھے - اہل دکن کے ساتھہ مثل شیر و شکر تھے
یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تھے آخر آپ تقریباً ۱۲۵۲ ہجری مین
فوت ہوئے - من اشعارہ

پھر آرزوئے دلکو حسرت نے خون کیا ہے جز ایک نگاہِ چشم کبھی اُسکی خو نہین	گردن پہ یاس کے ہے خون اپنی آرزو کا قسمت تو دیکھہ یہہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مشتاق - حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص - محمد تاج الدین نام - آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے - آپکی ولادت
میرٹھہ مین ہوئی - نشو و نما بھی وہین کی سرزمین مین ہوا - آپ عالم شباب مین وطن مالوفہ
سے دلی مین وارد ہوئے - وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی
بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کر کے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک
تھی - صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے - کلام شستہ و سنجیدہ
ہونے لگا - رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے - آپ دلی سے لکھنو گئے - وہان مشاعرے مین
داخل ہونے لگے - شعرا لکھنو کو طبیعت کے جوہر دکھانے لگے - سب شعرا آپکے کلام کو
وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تھا - ناسخ آپکی شاگردی پر فخر
کرتا تھا - آپ مدت تک لکھنو مین رہے - پھر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے - ماہ لقا بائی
عرف چنداجی کی خانقاہ مین فروکش ہوے چند روز کے بعد حیدرآباد
مین آپکی شہرت ہوی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے - رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسیوقت پالکی بھیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کر کے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کر دیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے۔ آپکی عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر مین سنہ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر۔ چہرہ کشادہ کوچشم تہے۔ **من اشعارہ الھندی**

جسکو چتون تیری بیکی نظر آئی ہو گی	بے اجل اُسنے کنی ہیرےکے کہائی ہو گی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی دو	ہے یہہ ہی فسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شرابی کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعرگوئی مین بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چند روز قیام کر کے حیدرآباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچھہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر بوقت ہوعود شنہ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ اشعار الفارسی

غرور حسن نگذار د کہ یا د دوستان آرد ی		الٰہی تیرگی بخشند کسوفی آفتابت را

میرک - میرک معین سبزواری

میرک تخلص - میرک معین نام - آپکا اصلی وطن سبزوار ہے - وطن کی آب و ہوا مین آپکا نشو نما ہوا - سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کین - علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے - طبیعت مین فراست و متانت تھی شعر گوئی مین مشہور و معروف تھے - آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ مین زمین ہند مین وارد ہوئے - خدمت مین سلاطین قطب شاہیہ کے حیدر آباد دکن مین پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا - بادشاہ کی خدمت مین ملازمت حاصل کی - بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت رکھتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کر دیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال فارغ البال رہے آخر سنہ ہجری مین بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدر آباد مین فوت ہوئے - من ۲ اشعار الفارسی

خضر گاہے خود نمائیہا ہر دم می کند		یا فت ہر کس رہ بمستی خود را چرا گم میکند
در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل	ولہ	تا شمع روئے دوست نیا بد نشان من
با کسے یکدم آشنا نشدیم	ولہ	کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم
جز رفیقی نبود تنہائی		باعث با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تھا - صاحب علم و فضل تھا - انشا پردازی و عبارت نویسی میں بے نظیر تھا - منشی و شاعر ناظم و ناثر تھا - شعر خوب کہتا تھا - اُسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تھا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تھا - کلام کے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے وطن سے احمدنگر دکن میں آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار میں باریاب اور منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی و خرمی سے بسر کرتا تھا آخر ۹۷۲ سنہ ہجری میں فوت ہوا - احمدنگر میں مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو	برہ گذار تو دلہا چو اخگرا فتادست

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدرآبادی ہیں - فن ڈاکٹری میں سند یافتہ ہیں - بہونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفاخانہ میں ڈاکٹری خدمت پر مامور رہیں خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہیں - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہیں - خلائق آپکی ممنون و مشکور رہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ میں شفا پاتے ہیں بہت مشہور ہے کہ آپکے ہاتھ میں شفا خداداد ہے - آپ فارسی میں اچھی استعداد و مہارت رکھتے ہیں شعر گوئی و سخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی صفی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ سنہ ہجری سے تلمذ ہے - آپ صفی کے تلامذہ میں رشید و لائق ہیں

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین۔ آشنا پرور دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ من ۲ اشعارہ الهندی

تہام کردل وہ بہی روئین ایکبار اتنا تو ہو
لامکان پر چہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
ہنس پڑے وہ دیکہکر پروردگار اتنا تو ہو
نالہ آتش فشان کبتک یہہ ٹہنڈی گرمیان
اے خدا مجکو بنادے اب تصور غیر کا
معنی لاتقنطوا سمجہا دو آکر خواب مین
وہ ادہر بیخود رہے اور مین ادہر بیخود رہون

میرے نالو مین اثر پروردگار اتنا تو ہو
خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو
آنکہہ سے ٹپکی محبت و لمین پیار اتنا تو ہو
جل بجہے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو
اُن کے دلمین جا کے اُون اختیار اتنا تو ہو
بہر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو
لطف اسے اُس لب بوس و کنار اتنا تو ہو

معلی۔ محمد مظفر الدین حیدر آبادی

معلی تخلص۔ محمد مظفر الدین نام۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدر آباد ہے آپکے جد بزرگوار وطن سے حیدر آباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدر آباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے۔ فی الحال آپکی عمر قریب ساٹھ برس کی ہے سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ اُستادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبہ اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ من ۲ اشعارہ الهندی

دل سے وہیان اُس شوخ کا جاتا نہین
غیر کا ہرگز خیال آتا نہین

ہر طرف اُس شوخ یکتا کے سوا
دوسرا کوئی نظر آتا نہین

ہے جرم گنہگاری کا خوف
ورنہ مین مرنے سے گہبراتا نہین

اسقدر محو جمال یار ہون
مجکو اپنا ہی خیال آتا نہین

ولہ

چال کچہہ غیر نے چلکر ہے بچہائی شطرنج
آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون - خواجم قلیخان

موزون تخلص - خواجم قلیخان نام - ذوالفقارالدولہ قائم جنگ خطاب - آپکے والد ندہی ترکمان شرفاء توران سے تہے - سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تہے - ہندمین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے تبقریب سفارت آئے - اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے - مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولبارش خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بہیجا - اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا - قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بہائی کے پاس آیا - خواجم قلی خان مذکور اسوقت ایک سال کی عمر رکہتا تہا - بچہ شیرخوارہ تہا بیگلر بیگی خان سادات بارہ کی توجہ سے اٹاوہ کی قلعداری و فوجداری پر رحمت خان کی جگہہ پر مقرر ہوا خواجم قلیخان بہی بہائی کے ہمراہ تہا - چند سال کے بعد آپکا بہائی عارضہ جنون سے فوت ہوا - نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورشی کا بوجہ سر آیا عالم شباب مین تہا سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونیکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے - آپنے راستہ مین خواجم قلیخان کو

ہمراہ لیا - مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کرکے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا - پھر کون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا - خواجہ مدت تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا - ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا - چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہوگیا - بعد ازان کبہی بگلانہ کی فوجداری کبہی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا - آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امرا نامی مین ناموری حاصل کی - ذوالفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا - ہمعصرون مین معزز و مکرم ہوا - جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا - اُسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے - حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال و خستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جلگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی - آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تھے - سلام کے وقت محبت سے سیر رہا تہہ کہتے تھے -

قافتالی تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ خواجم قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلق و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تہا - شعرگوئی مین بہی لیاقت و سلیقہ رکھتا تہا - ہندی و فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تہا - آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین -

من اشعارہ الفارسی

الٰہی برفروز از برق وحدت شمع جانم را
برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را

بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن
ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را

تنم چون مور نازک شد ز ضعف خود سنتہا
توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن — ز سوز سینه روشن ساز مغز استخوانم را

ز بس خواهد ره است از جوی وحدت گلبن طبعم — نسازد رونق کس از برگ گل برگ خزانم را

دلم همچو صدف وا کرد امید قطره از جودت — گهرافشان ز جود خویش کن یارب بیانم را

ز پندار خودی یارب تهی کن خاطر موزون — چو نی دمساز کن با نغمه پردازی زبانم را

وله

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده راز اینجا — چو شمع آرائش دل گل کند سوز و گداز اینجا

جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگم — که جز چاک گریبانم نشد کس چاره ساز اینجا

به پیش چشم منت نیست کارم خنجر ابرو — چو مینا می کنم در عین مستیها نماز اینجا

بیاد قامت شوخی که از خود رفته ام یارب — بچشمم سر گیاهی می نماید سرو ناز اینجا

ز سوز شمع آید نکهت مشک ختن هردم — اگر گویم سخن امشب از آن زلف دراز اینجا

ز بیرنگان عشقش زاهد از مشرب چه میپرسی — میان مسجد و میخانه نبود امتیاز اینجا

براه عشق منشین یکزمان بی چشم تر موزون — چو شمع از کف مده سررشته سوز و گداز اینجا

وله

ز بس دارد صفا از جوش حسنش بنگرم امشب — بجای اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب

بیاد چشم مخمورش ز بس از خویشتن رفتم — چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب

خیال شمع رخسار که دارد گرم پروازم — که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب

بسان شمع سرگرم است بهر سوختن آهم — نمیدانم هوای کیست یارب در سرم امشب

نمیدانم بسینه آتش روی که شد داغم — که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب

ز بس یاد بناگوشش بهم آغوش خیالم شد — توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب

بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من — ز بس تابید از خورشید رویش اخترم امشب

ز بس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او — برنگ غنچه می ماند قبای اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگہ موزون	طپیدن می برد دل را برنگ دیگرم امشب

ملا عبد القیوم

ملا تخلص - عبد القیوم نام - تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین جاری رہا - ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلی مین ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی کے عہد مین بلدہ برہانپور مین آئے - اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے - طلبہ کے درس تدریس مین مصروف رہتے تھے - گوشۂ عزلت مین گوشہ نشین تھے - ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے - قانع و صابر تھے - باشندگان برہانپور کیا امیر کیا فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے - اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے - آپ بروز جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے - فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے - تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلون پر موثر ہوتی تھین - اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعدو وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے - اور کبھی ہنستے تھے - آپ مدۃ العمر برہانپور مین رہے آخر وہین فوت ہوئے - شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے - یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قدم بقدم تھے - علم و فضل کی صفت سے موصوف و ربزرگی اور شیخت مین معروف تھے - آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہی کلامہ

نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب لاجاہ کے عہد مین برہانپور سے

مدراس مین وارد ہوکے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید مین اوقات
شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھہ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم
کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم
تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین
واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صدر مین لکہا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف
مین آپکا حال بہی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبد الباسط عشق
تخلص مین آپکا ذکر خیر بہی ردیف عین مین لکہا گیا ہے۔ ملا عبد القیوم صاحب ترجمہ حضرت
عشق کے فرزند دلبند ہین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے
مع عیال و اطفال حیدرآباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند
مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب
فائق تھے طب یونانی کے ساتھہ ڈاکٹری مین بہی مہارت کامل رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ
بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تہا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک
برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس
و حیدرآباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی
کے ساتھہ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدرآبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے
آخر آپنے شہر حیدرآباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد والمنشا ہین باپکے
ہمراہ مدراس سے حیدرآباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت
و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہند و دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے
لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کرڑوی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور یہ
آپ موزون الطبع تھے۔ شعروشاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی صاحب
شوستری سناء الملک طوبی کی خدمت مین مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپ کا
کلام شستہ وپاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام مین مابہ الامتیاز نہین ہوتا ہے
جو کچھ موزون فرماتے ہین مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق وپسندیدہ سیر تھے دوست نواز
وغریب پرور تھے امیر وفقیر آپکی نظر مین مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین وصادرین کی نہایت ہی خاطرداری مدارا کرتے
تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح وشام
آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام ہوتے تھے۔ آپنے تامرگ مہانداری
وغربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردئی قوم مین بے نظیر تھے۔ درمے قلمے
زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہین فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین ومددگار رہتے تھے
اور ہر ایک کے لئے سعی وکوشش مین کوتاہی نہین جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد
آپکی سفارش وسعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ
شبانہ روز قوم کی خدمت وسرپرستی مین کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی وغمخواری
قدرةً آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہین کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوی
کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے مین جسقدر محنت وجانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے
ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت مین بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدیہ
اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندہ سندہ سے گجرات
وغیرہ ممالک مین سفر کیا۔ تامرگ چندہ جمع کرنے مین مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس جنیدہ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی۔ آپ ابتدائً محکمہ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے چارسو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھہ وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان سنہ ۱۳۲۳ ہجری مین فوت ہوئے حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبدالنعیم و مولوی عبدالباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہے۔ خدا تعالی انکو خوش خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین موزون کیا تہا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

بیا ز زلف و رخ آن نگار گریہ و خندد — مریض عشق بلبل و بہار گریہ و خندد

چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن ہم دوست — مرا بہ بیند و بے اختیار گریہ و خندد

نشان گریہ خوبیست خندہ عاشق او را — ببین صراحی مے آشکار گریہ و خندد

چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند — عبث بزندگی مستعار گریہ و خندد

دہان خندہ بگوئیم یا کہ دیدۂ خونبار — جراحت نظر دل نشکار گریہ و خندد

درحریم وصل او دامان اگر پیچیده ام	وله	دامن حشر پست پنداری که بر پیچیده ام
گو سیه روزم ولی چون شام سے خورشید روئے		آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام
جعد او ہمچون سیہ مارے کہ باشد شعلہ دم		می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام
بر دوش ملا بشکل حلقۂ بیرون در		سر بسر سر تا بپا پا تا بسر پیچیده ام
آنکہ راز ست و نگردد باز تقدیر ست و من	وله	وانکہ باز ست و نہ بیند چشم تصویر ست من
از سر جان بگذرم خود را رسانم تا بدوست		گر ازین تدبیر ناید کار تقدیر ست و من
ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او		نے ہمین خورشید و مہ حیران تنویر ست و من
افتادگی مقابل خصمم زبون مدان	وله	چون شیر در کمین و پیم سینہ بر زمین
گران رقیب کرده جدا یم ازو چه باک		شیطان و آرمند پے کینہ بر زمین
ملا حکایت دل و جان دادنت بیاد		ماند بیادگاری دیرینہ بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بحلال به که دختر بحلال)

غافل ز سرائر شعائر اسلام		جاہل ز شرایع و نصوص احکام
مادر چو بکار برده اے خیام		دختر البتہ بر تو گردیده حرام
از آتش فرقت تو اے میر حسن	وله	سر تا قدمم شده ست رشک گلشن
یعنی که چو طاؤس بباغ حسرت		صد دیدۂ انتظار رو گشته زتن
مینا آسا ز سر بلندان باشی	وله	چون باده بکام مستمندان باشی
اے گلبن امید بباغ جاوید		چون گل بفشانی زرخندان باشی

قصیدۂ غرّا بجواب طوبی بتقریب سالگره بندگان عالی طاب ثراه

شود چو زلف گره‌گیر تو بحال گره — مسلسل است ز خال تو در خیال گره

بروی خال چو از موی میزنی گرهی — فتد بسلسلهٔ مویه ام ز خال گره

خیال خال گره میزند بهر دل صاف — چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره

چو دام زلف بپیچی بگرد دانهٔ خال — کبوتر دل ما را زنی بهبال گره

تو شحنهٔ و عسسی وزد خال را بعین — که بر زنی همه بر گردن رجال گره

گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید — چنانکه بسته شود بر سر عقال گره

بکار و بار دل خلق تا گره زده — فتد بکار تو از صنع لایزال گره

دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن — ازین جهان که بندی بران غزال گره

ازانکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط — نهاده همه از خوف انتقال گره

گره فتد بدلم زان دو زلف پرچینت — چنان بر آب زند جنبش شمال گره

رخ تو گنج صفت زلف پرشکن بر جنت — چو اژدریکه همی بر زند بمال گره

چو آفتاب جمال تو سر نهد یا قول — زنی بزلف گره‌گیر بر جمال گره

بهر گره که ببندی گشوده عقدهٔ دل — بلی به بست و گشاد دل است دال گره

ز بستن تو گشاید دری به خسته دلان — جز آنکه بسته بر اینگونه محال گره

ز مشکسائی هر عقده ات مگر این زلف — بنحوان ختنک زند نافهٔ غزال گره

بسان سلک در آری بهم بود بنظم — چگونه بسته این زلف از اعتدال گره

دلی بهر گره زلف تو بدان ماند — که غنچه به بر شاخ و بر نهال گره

ز بسکه بر سر مویت گره زنی بگره — هماره روز و شبت هست اشتغال گره

گره زده بگره از برای آنکه دلی — نریزد از گره و زد باحتمال گره

ازانکہ وعدہ فراموش میکنی زلفت — ہمیزند ہمہ بر وعدۂ وصال گرہ

ازانکہ دور و تسلسل محال میداند — عقول فلسفیان زن باعقال گرہ

سرین تو دو جبال و میان تو یک موئے — چہ معجز ست بیک موئے بر جبال گرہ

کمند زلف و خدنگ نظر بدل بندد — چنانکہ در دل اعدائے شہ بنال گرہ

چو رشتۂ گرہ سال شہ بسے اے سرو — زنے بکاکل خود ہم علی الطوال گرہ

چو عمر شاہ درازی و پر گرہ اے زلف — نگر کہ میشود امروز جشن سالگرہ

چہ جشن جشن شہی کز کمال محبوبی — ملک ز بوسہ زند بر سر لغال گرہ

بدین خیال کہ شاید رسد بتکیۂ شاہ — ز لعل سنگ بہ بندد چو غنچہ آل گرہ

برشتۂ چو گرہ میفتند شود کوتاہ — نگر چو صفر عدد بر فزودہ سال گرہ

باتصال بیفتند گرہ برشتۂ سال — ابر شمارہ ہر ریزۂ رنال گرہ

بقلب تست چو آدم لآلی بسیارہ — بدسگال تو افتد ورانتسال گرہ

شہا بابرو تو کان ذو قوس او ادنیٰ ست — مباد ہیچ گہ از غصہ و ملال گرہ

برشتۂ امل و شمنت کمند مثال — ہمی فتند بتو الی و اتصال گرہ

چو رشتۂ املش خو استی شود کوتہ — سر عدد ہی تو گردیدہ بر نصال گرہ

زانکہ شگفتہ سنان تو بند بند عدو — پدید گشتہ ز سر تا بپائے نال گرہ

حباب لجہ ہیجا مفارق اعدا — سمند تست نہنگش بہال و یال گرہ

ز سہم رمح تو دشمن اگر گسستہ شود — چہ سود گر بکمر بستہ بر جدال گرہ

نگر کمند تو بستہ ست دست و پائے عدو — دیا کہ بستہ باطراف و خبال گرہ

اگر عدو سے گرہ برہمی برد گر ہے — ز لانہ لعل بیفتند بلا زوال گرہ

هلال ناکه رکاب تو گردد از سر شوق
بزیر آید و گردد بر دو دال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت
چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره

زرشک خنجر شه چونکه ناتوان بین است
زبد به برزده خود را بدل هلال گره

زبسکه شاه بود پاک شاده پیشانی
نزد ز چین بجبین یا برد لال گره

گشود نافه و بشگفت غنچه از خلقت
بهیچ شئے نه پسندی بهیچ حال گره

گره نماند بجائے بغیر قلب عدو
ازانکه هست همه دال بر ملال گره

بسعی باطل او بین که بر جبین عدو
ز قطرهائے عرق بسته انفعال گره

نسیم حلم تو زلف بتان پریشان کرد
ازانکه بسته بدلها باختلال گره

بحوصله اش نه پسندی گره ازان اینشان
که عادلان نه پسندند بر خال گره

زبسکه صیت نوال تو رفته در عالم
بارتحال نه بستند بر رحال گره

رحال را سر پشت جمال می بندند
چنان حجیج حرم بهر ارتحال گره

همین نطاق زر و طوق گوهرش بخشی
بدو ز پوزنه بسته است بر بغال گره

بصرهائے زر و سیم چون گره بزنند
گشاده ز سر شان نواز نوال گره

گه نوال تو مداح همچو بازرگان
نموده پر ز گهر بسته بر جوال گره

ز مشت مشت جواهر که میدهی دیرند
فتاد بر دهن سائل و سوال گره

چنان یراق دهی با عراقیان براق
ز تنگهائے زرین بسته بر جلال گره

منظم بمدیح تو در دکن شاها
همیشه داده کمر را بامتثال گره

چو نیست هیچ کسے تا که قدر من داند
زدم بدامن عزلت به اعتزال گره

رسد بخاک نشینان رشحت از فیض
ز قطرهائے سحاب است بر طلال گره

شکستہ حالی من از زبان حال شنو ۔۔۔ نہ از مقال کہ گرد بلب سوال گرہ
چنان دہم زگرہ ہائے کار خود بتو عرض ۔۔۔ فتد چو در گرہ ہم بے منال و مال گرہ
مرا ز چشم وفا نیز این اشارہ رسد ۔۔۔ کہ در وجود و عدم ہر دو شان مآل گرہ
شہا منم کہ بسے عقدہ ہائے لاینحل ۔۔۔ کشودہ ام بمقالات انفصال گرہ
چو نیست مادح شہ عجمی لال زبان ۔۔۔ چرا بمدح بیفتد گہ مقال گرہ
مرا کہ طبع روانست چون فرات نشد ۔۔۔ جبال قافیہ ہا یم بقیل و قال گرہ
نہم چو نیل بکہسار نقط روئے سخن ۔۔۔ روان کنم و نیاید دران مجال گرہ
ز تیز زبانی من بین درین چکامہ نغز ۔۔۔ ہمہ بسلک سخن گشتہ چون لآل گرہ
سخن گرہ بزبان سخنوران کردم ۔۔۔ چنانکہ گشتہ سخن بر زبان لال گرہ
سخنوران زمانہ گرہ بسے زدہ اند ۔۔۔ نیافتہ ست بدینگونہ انحلال گرہ
مرا بعرض ہنر ہا کشا یشے دگرست ۔۔۔ اگرچہ طبع ملولم شد از ملال گرہ
اگرچہ بستہ و بکشادہ ام گرہ صدبار ۔۔۔ ولے نہ بستہ یکے ہم با تبذال گرہ
صبا بگو بغزال غزل سرا از من ۔۔۔ کہ نافہ تو نہ بستہ بدین کمال گرہ
گرہ زبستہ ام و بستہ ام گہر از نصاف ۔۔۔ ہمین بعرض رسا ندا ز زبان حال گرہ

من اشعارہ الہندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے ۔۔۔ ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے
یہہ دہان قفل ہے یا قفل دہان یار ہے ۔۔۔ کہیئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے
ہے یہہ چھینٹے خون کے کیا آپکی تلوار پر ۔۔۔ یا کہ آب تیغ سے پہولا چمن آہن میں ہے
آب تیغ ناز کی چادر سے سلتا ہے کفن ۔۔۔ تیرے کشتوں کے لئے قاتل کفن آہن میں ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہردار کی — بازبان تیغ کافر کا بھجن آہن مین ہے

زندہ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا — دیکھئے آب بقا کیا موجزن آہن مین ہے

سرسلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا — گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن مین ہے

وله

چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائین گے — ساماں ملے کہان ہے جو ہم گھر بنائین گے

یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہین کہ آپ — توڑین گے بار بار کرر بنائین گے

تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب — ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائین گے

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری — عاشق تجھی کو تجھپہ ستمگر بنائین گے

رباعی

ہے مجھسے وہ دوبدو ہے دمساز رقیب — یہہ اپنے ہین تقدیر وہ اسکے ہین نصیب

کہتے ہین قیامت تجھے عالم مین تمام — حیران ہون کہ پھر کیون نہین تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال ہین پر تجھکو دعا دیتے ہین — ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہین

نہ سہین ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم — ہم وفا کرتے ہین وہ داد جفا دیتے ہین

سچ بتا دعوی مسیحائی کا بھنتا ہے کسے — تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہین

لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا — سرو مہرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہین

کسطرح کھا گئے ان سینتون سے دھوکا — نقد دل آپکو لاؤ یہہ بھلا دیتے ہین

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص۔ غلام محمود نام۔ ابوالمعین کنیت۔ آپکی ولادت باسعادت بانگر عرف ادھونی مین واقع ہوئی۔ اور آپکا نشو و نما وہان کی آب ہوا مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین تقریبًا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت تجوید مین عالم باعمل تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تہا کہ کبہی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تہے ۔ جب تراویح مین قرآن سناتے تہے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تہے ۔ تراویح کی نماز مین کسی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تہی ۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑہتے جاتے تہے ۔ نہایت ہی خوش لحان تہے ۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا ۔ عین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہئیے ۔ بناءً علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے ۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی ۔ اور جسقدر مال مکسوبہ ہمراہ لیگئے تہے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے ۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی ۔ جو کچھہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تہا ۔ آپنے تمام صرفۂ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا ۔ شادی کے صرفہ سے والدین کو زیر بار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچھہ پیدا کرتے تہے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکھہ کے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تہے ۔ والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے ۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلہ براق پنجی مین فروکش ہوئے ۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تہی اور اہل اللہ سے حسن ارادت تہی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدر الدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعد اللہ وغیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے ۔ اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت پائی ۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا ۔ نہایت خوش لحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا ۔ نواب صاحب آپکے حالات سے واقف ہوئے فوراً آپکو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ
ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب
ترجمہ مدت تک نواب موصوف کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین
فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑھنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب
کی خدمت مین لکھا کہ کوئی لائق منشی بھیجئے۔ دیوان صاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔
منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہے،
مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتھہ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر
کے پاس رقعہ بھیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بھیجدیا۔ دیوان صاحب
نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دار الانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک
سالار جنگ و رزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس بھی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی
تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے
عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس
روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے
کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دو سو ماہوار
مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیما بین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت
عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان
والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکھا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام
نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سرمو کوتاہی
نہین جائز رکھتے ہین۔ اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپئے اضافہ کرکے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبداروں کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبداروں کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے ۱۲۷۳؁ہ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب ترجمہ کے تفویض رہا حافظ صاحب ترجمہ نے جب بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک و آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶؁ہ ہجری دنیائے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی و عربی و انگریزی مین لائق و فائق تھا ۱۳۰۵؁ہ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تھے۔ فارسی و عربی مین ادیب کامل تھے۔ ناظم و ناثر تھے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکھتے تھے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تھے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب عالیقدر حاجی عبدالقادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندھ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

مدار عشق بر صبر است و آن نبود دل ما را — خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل ما را

کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز — کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل ما را

وله

ہنوز ابروئے آن مہ تیغ پنہانی مرا — میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا

وله

بسکہ جویاست دلم ناوک مژگان ترا — جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا

وله

بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما — زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما

وله

اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا — مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا

وله

عزم مدینہ باز بود در دکن مرا — ہر دم بشوق تست سفر در وطن مرا

وله

بود بگرد رخ یار طرّہ پر تاب — چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب

وله

بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم — بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب

وله

مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب — کہ میکشد ز دل و دیدہ ام بہم آتش و آب

بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو — بزیر پائے مرا ہست و بر سرم آتش و آب

وله

تا در دلم خیال لب نوش دلبرست — مستغنی از تصور تسنیم و کوثرست

تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او — خضر خطش باین دل لب تشنہ رہبرست

وله

کسے گدائی کوئے تو اختیار کند — کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیالِ زلف تو دیوانہ میکند | وله | آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند
در چمن آن گل نورسته اگر می آید | وله | غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید
عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ | وله | وحشت و حزن و جنون میر اٹہرایا تعویذ
نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے | وله | رکھتا ہون نام محمد کا مین سترا تعویذ
خط بر خسار تو دارد شوکت و شانِ دگر | وله | گشت ہر مورے بعہد تو سلیمانِ دگر
ہر خم زلفت بپائے دل ۓد بندے دگر | وله | میشود دیوانہ حسنت خردمندے دگر
چو حسن جلوہ کند بارخ جہان افروز | وله | بجلوہ آئینہ سازد زعشق عالم سوز
بہ بوئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز | وله | در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز
درد تو مرا انیس جان بس | وله | دل را غم چون تو دلستان بس
مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش | وله | ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش
نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص | وله | عشقش گشت از پئے تجدید وجہ خاص
از سراپائے چمن روئے تو ام باشد غرض | وله | از ہواہائے یمن بوئے تو ام باشد غرض
ہرگز نشد بگلشن و گلزار ارتباط | وله | چون شد مرا بہ سیدا برار ارتباط
الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ | وله | جواب قالو بلےٰ کا دیا خدا حافظ
تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع | وله | از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع
تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ | وله | مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ
اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف | وله | پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف
سر و ر ایجاد و تکوین است عشق | وله | مظہر پیدایش دین است عشق
مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک | وله | ز مہرۂ لب نوش تو باید م تریاک

ساقیا گرد چمن ریخته گل بر سر گل | وله | خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل

نه از الفتی که به زنجیر زلف او دارم | وله | هزار طوق تو گوئی که در گلو دارم

کرد تا طفل سرشک من وطن در آستین | وله | موجهٔ طوفان نماید هر شکن در آستین

شاهی بود بدل گدایان کرم او | وله | عدل است بما هر چه رود از ستم او

اے از فروغ نور رخت انور آئینه | وله | با زیب طلعت تو صفا پرور آئینه

غنچه دهان من بگو سرو روان کیستی | وله | سرو روان من بگو غنچه دهان کیستی

غنچه ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل | در چمن مراد دل سرو چمان کیستی

زلف کج تو دام دل لعل لب تو کام دل | چون نشوی تو رام دل در پے جان کیستی

صورت رشته در نظر شکل تو هست جلوه گر | ایدل از رگو که در فکر میان کیستی

در شب تیره من ز غم ناله و آه میکنم | تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی

نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی | وله | نشاندی زلف خاطرها پریشان ساختی رفتی

دل من چون تنور از سوز هجران ساختی رفتی | روان ز چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی

ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان | ز که بر کهربا جذب نمایان ساختی رفتی

ز مردم برده چشمان تو دل در طرفة العینے | بجادو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعار الهندی

خال سیہ رخ پہ تیرے سے بہت پرفن ہوا | کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا

جیسے عریانی کا خلعت مجھکو زیب تن ہوا | پھر نہ بار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا

جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے ہین وہان | کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا

دلمین اپنے راتدن روئے بتان کا ہے خیال | یہہ چراغ دیر بیت المقد مین روشن ہوا

ہو جس کے دلکو حضرت خیر الورا سے ربط — کیونکر نہووے اسکو ورا الورا سے ربط
مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے مدام — رکھیلے وہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط
حشر و نشر کا ہول نہوگا مجھے کبھی — رکھتا ہون دل سے شافع روز جزا سے ربط

ولہ

کھا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان — آتش فرقت سے جلتے ہین بدن کے ہڈیان
ہون سگان کوچۂ محبوب کے یارب نصیب — تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیان
دام مین گر دم نکلجائے تو لے صیاد تو — تا چمن پہنچائیو مرغ چمن کے ہڈیان

ولہ

ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین — کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہین
سیر گلشن جو کیا کرتے ہین — گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین
عارض و زلف پہ چھڑکتے ہین نمک — ہم سے مت پوچھ کہ کیا کرتے ہین
دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ — رات واللیل پڑھا کرتے ہین

ولہ

وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے — اے سرو خراماں تو بتا مجکو کہ کیا ہے
دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف — یہہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے
کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار — محراب حرم مین یہہ سیہ مست پڑا ہے
دولت ہے ترے خاک نشینوں کو میسر — یہ سایۂ دیوار ترا ظل ہما ہے
جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی — پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام ۔ عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص ۔ میر شہاب الدین نام ۔ غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروزجنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند
و نواب اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب
ناصر جنگ شہید کے بعد دلی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہو کر عین موسم بارش مین
ہو لکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ ہجری
مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے فکر مین تھے کہ یکا یک ساتہہ تاریخ
ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قے ودست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش
مبارک کو دار الخلافہ دلّی مین لیجا کر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ
کی ولادت باسعادت ۱۱۵۸ھ ہجری مین شہر دلی مین واقع ہوئی نشو و نما بہی وسی شہر فیض اثر
کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اُسوقت آپکی عمر آٹہہ برس کی
تہی۔ والد ماجد آپ کو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ
بادشاہ کے وزیر کے تفویض کر گئے تہے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے
فرزندون کی طرح رکہتا تہا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجہکو بادشاہی دربار
دکہلائیے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابہی بسبب صغر سنی دربار دیکہنے کے لائق
نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکہکر لیجاؤنگا۔ پہر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام
کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ
وزیر کی بیوی نے بہی آپکی سفارش کی کہ بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ
بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپسے کوئی
سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سونچہ سمجہکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق
جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اُسوقت

احمدشاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھہ رہے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہین
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہین ہوتے ہین عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت - تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہون - بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے - مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی مین موجزن تھی آپنے اسوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینون الفاظ کے معانی عرض کرے - بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہرچند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہین رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایون ظل الہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے - اور لفظ ثانی اُسکا مفہوم و مصداق عم عمومی
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہین ان کے آبا و اجداد مین سے کوئی وزیر نہین ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیک پا بو جاپک ہند مین وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہوگئے - اور لفظ ثالث اُسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر معزز و ممتاز رہے - کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت موروثی عم بزرگوار
کے ہاتھہ مین گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گزار نہین کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہوگئے - بادشاہ نے صفدر جنگ وزیر سے
فرمایا ابتک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورش کی اب ہم کرین گے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک مین لیگیا - آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت مین رہے
پہر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کردیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اور

آپ بدستور امیر الامرائی پر رہے - چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد　　طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعد مین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدار المہام تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کردی - ہولکر کو مقام خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوئی - بیمحابا علی الصباح ہولکر کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا - اُسروز تیموریہ خاندان کی بڑی ذلت ہوئی - اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دار الخلافہ دلّی مین پہنچے ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کراکے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرائی دلائی - وزارت ہوتے ہی اُسیروز ۱۰ تاریخ شعبان ١١٦٧ہجری احمد شاہ بادشاہ کو مع والدہ شاہ مقید کرلیا - اور معز الدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیز الدین کو تخت نشین کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا - پہر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی آنکہون مین سلائی کہنچوائی ۸ ربیع الآخر ١١٧٣ہجری مین - پہر چند مدت کے بعد عزیز الدین عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا - اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا - آخران تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہوکر چند مدت بندر سورت مین رہے - اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے - حرمین سے مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کئے آخر ١١٨٩ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے - آپکی اولاد مین نصیر الملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی اولاد مین معلی جاہ - قطب الملک - حمید الدولہ - مجید الدولہ - مع والدہ خود مسماۃ

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے تمام کو جاگیر سیر حاصل عنایت کی خوشحال وفارغبال رہے انکی بنائے مین ایک بزرگ حاضر دربار نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر پر بحال برقرار تھے۔ مجید الدولہ بہادر و حمید الدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تھے۔

گل رعنا مین لکھا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکھتے تھے اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکھتے تھے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو پسند کرتے تھے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتھ رکھا۔ آپ شعر گوئی سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تھے تحریر و تقریر و حاضر جوابی مین بے بدل تھے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے مرغوب دل پسند ہوتا تھا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تھے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہو چکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تھا موسیٰ ندی کی طغیانی مین غرق آب ہو گیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتایج طبع انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون۔ من اشعارہ الفارسی

بحرف مدعی گفتم مرنجان اے سنگدل خونم		کہ یہا از کشتنم سوئے ندارد لب گزیدنہا
زخط گر حسن جسارت فزون ترشد عجب نبود		صفائی تازہ دارد سبزہ گر زرد میدنہا
ایکہ از روز قیامت خبرے می گوئی	ولہ	گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا
دوستان نیست عجب گر بدل آرامم نیست		کہ کام دل ناکام دل آرامم نیست
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست		بر دل نشست خوب نشست و بجا نشست

وله
بجاست عہد وفا گر بما نیست درست — کہ ہست زلف تو در شیوۂ شکست درست
بگو چہ چارہ کنم از پئے تو اے سر فکر — نماند جیب من از دست برد دست درست

وله
زباغ رخت سفر در بہار نتوان بست — شگوفہ بر سر شاخ است بار نتوان بست

وله
کفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت — بندہ ام سودائے دل را کان خرید و این فروخت

وله
دولتے ست نصیب تو اگر دیدہ تر است — چشم گر اشک ندارد صدف بے گہر ست

وله
تا چسان آگہی از حال نفس دست دہد — یار من بیخبر و نالۂ من بے اثر است

وله
غمزۂ چشم فزون سازت مرا از خویش برد — آنچہ عشقت با دلم میگفت آخر پیش برد

وله
یار برداشت نقاب آئینۂ صاف بیار — جلوۂ مفت است اگر دیدۂ بینا داری

قصیدہ انتخابا
بادشاہ کشور دین حضرت مرسل کہ ہست — جملہ موجودات از نور وجودش آشکار
گر بخاک تیرہ انداز نگاہ فیض بخش — ور بسنگ خارا کشاید لب اعجاز بار
سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین — خاک تیرہ گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت ۔ میر محمد نعیم

نصرت تخلص ۔ محمد نعیم نام ۔ دلاور خان خطاب ۔ وطن سیالکوٹ ہے ۔ آپ کے والد میر عبد العزیز داراشکوہ کی خدمت میں ملازم تھے ۔ داراشکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز ۔ میر محمد نعیم صاحب جمعہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ میں والا جاہ کے خطاب سے ممتاز ہوا ۔ جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس میں ممالک دکن آصف جاہ کے تفویض ہوا تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن آیا

بعد ازان امیرالامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ میر محمد نعیم کو رائچور ضلع بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پہر امیرالامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پہر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت مین آیا۔ آصفجاہ کی خدمت مین تا مرگ زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر ۱۱۳۹ھ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ وصیت کے موافق پائین قبر شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضۂ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرتؔ نے اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم — نصرت پسرش ز جان و دل تسلیم است
عیسی ست بزندہ کردن مردہ دلان — ہرچند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ ۱۱۸۵ سنہ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا۔ آخر ۱۱۹۰ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بے و منّا بے کہ میسوزد مرا — آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
وله پست فطرت را بود معراج روز ہای فتن — مور را تخت سلیمان است سنگ آسیا
وله می دہد از شام غربت صبح وطن — بیکسی انداخت آخر کار ما را با خدا
وله بسکہ وا ردو داغ حسرتہا دل پر درد ما — جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
وله صبح محشر شد و از شب باقی است — سخن از زلف ایاز ست امشب
وله رہروے را بخرد کار است — ہست کو رنگ بروبش بار است
وله از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند — سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگرست — وله — آرزوی عالمی از بسکه اینجا رنگ ریخت

اینقدر بر خود مناز ای چرخ صحبت شام شد — وله — در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست

چشم نعمت داشتن از سفرهٔ گردون غلط — نان خشکی دارد آن هم صبح هست شام نیست

فراموشی می پیمانهٔ کیست — وله — ز خود رفتن ره میخانهٔ کیست

کسی بد گهر ز صحبت نیکان رسد بفیض — وله — گر سنگ جزو کعبه شود بی شرار نیست

نصرت هلاک مشرب پروانه میشدم — وله — در بند شمع بزم و چراغ مزار نیست

آئینه پرستیش دلیل است — وله — از ما دل یار بی خبر نیست

سوی دلدار میروم نصرت — وله — سفر رو بآفتاب این است

ذره با خورشید چشمک می زند — وله — جام هستی اینقدرها نیک دست

ناله کردن برامید چرخ کار هوش نیست — وله — آسمان را صورت گوش است اما گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید — نگر آئینه دیده می آید

رنگ می بازد از نزاکت طبع — گر ز دل تا بدیده می آید

دست دعای من نازش نمیرسد — دست ز کار رفتهٔ ما را کجا رسد

وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد — آئینه بیقراری سیماب می برد

هرزه گردی مرا در کعبه بتخانه برد — گر بدل وا میرسیدم یار من در خانه بود

نامه را امروز از دستم شتاب برد — زاهد از فردا مترسان دفترم در آب برد

بخاطر چو منی گر ترا نزول افتد — بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد

نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز — کسی که در ره حق پیرو رسول افتد

رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد — این کار بسته بغیر از حنا که کرد

وله

بے آبروئے تو از نظم نور میرود — این تیر بے کمان چه قدر دور می رود

وله

دارد شکست رنگم امشب بهار دیگر — می آید آن چمن رو شاید که بار دیگر

وله

من چه خونها خورده ام در کار دل — دل نمی آید بکار من هنوز

وله

صفحهٔ ساده فلک مفت است — سخن چند یادگار نویس

وله

تا ابد زندگی کرامت کن — بسمل ماست بر مزار نویس

دامن کشیده از من چون آفتاب در شب — میرفت و میدویدم چون سایه از قفایش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد — در کشورش مباش بقید فرنگ باش

هوس عشق به پیری چقدر نادانی است — شمع گیر آمدن ماهست شب ماه غلط

هستی شمع فنا در هستی معشوق اوست — ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلے را گر بود لازم فراغ — بیدماغی نیز می خواهد دماغ

نورے بهم آسان که هی پرتو تخلق — روشن ز یک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت دادهٔ زلف ترا در روز حشر — نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف

گر تو دامن نازی فشاندهٔ بهوا — نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک — چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم هم کجا سنگ را تواند کرد پاک — نیست زاهد را میسر شست و شو از آب تاک

گلشن ازیاد رفت از بسکه می بالد بخود — نیتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا — نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از وفا رنگی ندارد نوبهار روزگار — برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

مارا که تواند ز دل سخت تو بر داشت — چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود رخ بنما که همچنین — شام فراق چون رسد زلف کشا که همچنین

وله

جان عزیز چون رود طرز خرام جلوه ده — عمر دوباره چون رسد باز بیا که همچنین

وله

هر کرا دوست گفته نصرت — گله او نمی توان کردن

جوهرش همچون سپند روی مجمر می برد — آتشی تا در دل آئینه زد تمثال او

بی حجابانه کجا تنگ ببر می آید — تو که از جلوه که آئینه تر می آئی

زلفش پای تو صد رنگ گل توان چیدن — بگل که می نگرد چون تو در چمن باشی

نیر۔ مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیر تخلص۔ مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے۔ آپ نقد علیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی۔ اور نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا مین پایا۔ سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین۔ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی۔ شعر گوئی کا شوق ہوا۔ طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا۔ چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا۔ لچہمی نراین نے گلرعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیر میرے غریبخانہ پر بکرر ملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا۔ نیر پسندیدہ سیرت و خوش اخلاق ہین انتہی آخر سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین فوت ہوا **من اشعارہ الفارسی**

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست — اے نو بہار گرد تو گردیدن آرزوست

طپش دل مرا خبر کردہ است — نیر امروز یار مے آید

بوسہ از گلعذار می خواہم	ولہ	غنچۂ یادگار می خواہم
نیر از مرتضیٰ علی بہ نجف		گوشۂ قبروار می خواہم
سینہ چاکم بگلعذار رفتم		داغدارم بلالہ زار رفتم

نکہت - محمد یوسف برہانپوری

نکہت تخلص - محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے - آپکے نسب کا سلسلہ طائفۂ حک سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے - شاعر خوش فکر و خوش کلام تہا - مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرازہ باندہتا تہا - گلہائے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تہا - آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تہی - جو کچہہ طبع موزون سے برآمد ہوتا تہا - ملاحت و فصاحت سے بہرا ہوا - لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - سامعین کو سننے سے لذت بے اندازہ و فرحت تازہ حاصل ہوتی تہی - اوائل مین امیر الامرا کی خدمت مین تہا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا - جب اعظم شاہ باپکے طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا - نکہت بہی ہمرکاب تہا - فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دار الخلافہ دلی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز ہو سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدائح مین قصائد لکہتا تہا بیشمار صلے و جائزے پاتا تہا - فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفرخان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا - مزاج مین شوخی و آزادی تہی ہجو کرنے مین بہی استاد تہا - اگر کوئی ممدوح صلہ نہین دیتا تہا تو اوسکی ہجو کرتا تہا - چنانچہ اسد علیخان جو ایک ٹکا بہی نہین رکہتا تہا - اور پنجہ آہنین بنوا کے جمایا تہا - اوسکی ہجو مین کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین دلی ایجاد کردہ

ناخنے درندہ تر از تیشۂ فرہاد کرد ٭ در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجۂ فولاد کرد ٭ واشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی
سے رکھتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکھا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین فوت ہوا۔ جب سادات بارہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے ؎
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد بدر ٭ من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا		زکف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
ز پائے تا بسرم محو انتظار کسی است		کہ غیر چشم چو بادام نیست یار مرا
اگر در رفعت دنیائے دون بے کشمکش حاصل	ولہ	بگردون خیمہ را چندین طناب افتد کہ برخیزد
نگاہ ہے جواب خط من اے دلربا نویس	ولہ	فرہاد نامہ لے بت شیرین دا نویس
ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض	ولہ	آنچہ در کیسۂ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ		آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
دلربا یا نہ بیا بوسہ بدہ باز بگیر		نکہت امروز طلب کرد چنین پیش تو قرض
بغیر من کہ بتن نقش بوریا دارم	ولہ	آن کوشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیر الدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تھے اسلئے عزیز و اقارب مین میاں کلو معروف تھے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقدین گہر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گانون بادشاہ کی طرف سے آل تمغا معاف تہے۔ مثلاً۔ ماجرا۔ ہرسانہ علاقہ سونی پت۔ سنگیم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد دہلی کے قریب مین اب تک ۷ جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے کہ فی الحال موضع برن ایک گانون بلبگدہ کے علاقہ مین عبد اللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی ہی مین ہوئی۔ تربیت و پرورشی بہی اُسی شہر مین پائی۔ والد ماجد نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادب موزون نوکر رکہکر تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر نامی آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ موروثی معاش پر زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چلنے لگی۔ اور جوہر دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ پایا تہا وہ قطعہ یہہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ | کہ جاڑے سے پڑا بیدم ہے پالا
پناہ آفتاب اب مجھکو بس ہے | کہ وہ مجھکو اڑہا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنو گئے

وہان آپکی کچھہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے
آپکے کلام کی داد نہین دی - آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمائیتھی سنگلاخ زمین مین
پڑہی تہین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوئی پڑہی جسکی ردیف و قافیہ عسل کی مکہی -
محل کی مکہی تہا - اُسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب
مکہی بیٹہی ہے - کسی نے کہا کہ قبلہ یہ مکہی تو نہ بیٹہی - ایکنے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے
جی متلانے لگا - شاہ صاحبنے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اُٹھاتا ہے جو صفراوی
حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا - آپ لکھنؤ سے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے پیشتر حیدرآباد
مین تین مرتبہ آئے تہے انعام و صلے لیکر دلی چلے گئے - اب چوتہے بار اسطرف آنے کو
تہے کہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے ۱۲۵۴ھ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر
بلایا - آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدرآباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے
آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کردیا یعنی ساڑہے سات سو روپیہ ماہوار
کردی - علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدرآباد مین تمام امرا و علما آپ کی
عزت و آبرو کرتے تہے - اکثر شعرا آپ کی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے اب کے مرتبہ
آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ پہر تا مرگ دلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ ۱۲۵۴ھ ہجری
مین جہان فانی سے رحلت کی - حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن
ہوئے - آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی - آپنے مدت العمر اپنا دیوان
مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین دیتے تہے
اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصائد مختلف ضایع
ہوئے - مولف فقیر نے شہر حیدرآباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نادر الوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈہب سے کہتے ہین کہ خوشنما معلوم ہوتے ہین مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر بے سمجہہ لوگ غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی اور درست نہین سکتے رطب یابس مین تمیز نہین فرماتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر پہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چمک جاتا تہا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی تہی عین مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہیے شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اوٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ وجوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا اولیاؤن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تہے۔ جہان کہین رستہ مین کسی قبر یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اوتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ پڑہ دئے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ بہتارنی کا گہر ہے اوس نے اپنے ہیرالال بیگ کا طاق بنا رکہا ہے اوسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اوسکا ثواب کہین نہین جائیگا۔ جہان اوسکا موقع ہے وہان پہنچیگا۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے مشک فام کشیدہ قامت ریش مختصر - وجاہت ظاہری کم تھی - مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دو بالا کر دی تھی - مجلس مین لطائف و غرائب کو اُس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزارون خوبیان آپ پر صدقے ہوتی تھین - ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی - خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانون مین جوان بوڑھون مین بوڑھے بچون مین بچے بن جاتے تھے - ہر ایک دنگل و میلے مین شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہین -

لطیفہ آپ ایک دفعہ دلّی مین بہو لو شاہ کی بسنت مین گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھہ رہے تھے - کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک رتھ رنگین کارچوبی بنوائی تھی اور اُسمین بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی - ایک شاگرد نے کہا اُستاد اسپر کچھہ کہنا چاہئے آپنے اُسیوقت فرمایا ؎

اُس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھہ	تب کہا ماہ سے یہ پروین نے
پھر پروانہ یہہ نکالی ہے	چوزہ بیضہ سے مرغ زرین نے

لطیفہ - کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سر پر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی - ایک شاگرد نے پھر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

مہ جبین رات تیرے تارون بھری چھائی سر پر   اودی وسمہ کی نہین تیری رضائی سر پر

لطیفہ - دلّی مین ایک ہندو بچیا نامی رنڈی پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا آپنے فرمایا

نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا   جس طرف تو نے کیا ایک اشارا نہ جیا

لطیفہ - موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلّی مین تھے - مال و دولت کی بابت آپسمین جھگڑا ہوا - عیسیٰ خان ناکام ہوا - اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا - آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع سے
ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسی خان کا گہر موسا + لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی
شاعر تہے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدرآباد
دکن آئے تہے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپئے ماہوار پر نوکر ہوئے
تہے اور یہین فوت ہوئے ۔

لطیفہ - دکن مین راجہ چندولال مہاراجہ بہادر مشاعرہ ومناظرہ رات پچہلی پہر کرتے تہے
ایک رات نہایت عظمت و شان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے
سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے - علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد
سنائے ہر طرف سے واہ وا آفرین پائے - شاہ نصیر کی نوبت آئی - سب شاہ صاحب کے طرف
متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین
تو مناسب ہوگا - آپ یہین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا تیز ہے لطف نہین ہوگا
آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پہیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بہی نہین کہ کوئی صورت
دیکہنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پہر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی
آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا ۔

لطیفہ - آپ حاضر جوابی مین برق تہے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی ستروین مین
گئے اور باولی مین جا کر ایک طاق مین بیٹہہ گئے حقہ پی رہے تہے اتفاقاً ایک نوابصاحب
آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تہین اور رقص سرود
ہو رہا تہا - نوابصاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق ہین - آپنے
فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹہا ہون آئیے تشریف لائیے ۔

لطیفہ - ایک دفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت مین اُترے کئے دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے - نواب نے کہا گرمی سخت ہے - دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے - خدا بخیر و عافیت سے لاوے - وعدہ فرمائے کہ اب جھجر مین کب آئیگا ہنسکر بولے کہ جھجر کی چاہ تو جہی گرمی مین -

لطیفہ - دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگترے دلّی سے بطور سوغات ساتھ لیگئے - تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی - آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے - ان رنگترون کی حسن تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمائے اُسیوقت رباعی کہی اور سنائی ہے

اے نیر برج آسمان اقبال	ان رنگترون پر غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر	پردہ مین شفق کی ہین گرہ بند ہلال

من اشعارہ الھندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا
لیکن انجام یہہ ہوگا کفن سرخ ترا

مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ لال
یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا

دسترس پاؤن تک اُس شوخ کے تجکو ہے یہان
کیونکہ رتبہ نہوا اے گلبدن سرخ ترا

ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل
رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا

شیشۂ بادۂ گلرنگ پٹک دے ساقی
جامۂ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا

آستین ہے یہہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھہ
بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا

رشک نیلم ہی نہین رنگ مسی کی یہ نمود
لب بھی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا

سچ بتا تو مجھے سوفا نہ خدنگ قاتل
لہو کس کا پئے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
ہوا اس دہن سے روکش پیلی صبا کی کیا ہے
دندان دکہاکے مت ہنس اسے بخیہ گریبان
کیا جانیے یہ گیا تہا کس منہ سے روکشی کو
برگشتہ بخت ہم وہ اس دور مین ہین ساقی
موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
آخر کو کہکشان ہے یکسر وہ مانگ نکلی
کشتی دل تو دائم موج خطر مین ڈوبی
کیونکر یہ ہاتہہ اپنا پہنچیگا تا گریبان
اپنے بہی بعد مجنون یارو ہوا بندہی ہے
نامحرمون سے تم نے کہلوائے بند محرم
ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت

ولہ

صاف ہے شعلۂ آتش بدن شوخ ترا
بل بے تری شرارت یہان تک کبہو نہ آیا
غنچے کے آہ مونہہ سے کسدن لہو نہ آیا
چاک جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا
لب تک کبہو ہمارے جام و سبو آیا
کیونکر کہون کہ اسکو کار تقو نہ آیا
اسبات مین ہمارے فرق ایک مو نہ آیا
چین بر جبین ہو کسدن وہ روبرو نہ آیا
دست خیال جسکے دامن کو چہو نہ آیا
اے گردباد خیمہ کب کو بکو نہ آیا
مین تو بہی آہ لیکر کچہہ آرزو نہ آیا
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا

ولہ

عاشق کہین بے فوج و علم اٹہہ نہین سکتا
اے ضعف وہ اس آہ کا تہم اٹہہ نہین سکتا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اٹہہ نہین سکتا
دل سے خلش خار الم اٹہہ نہین سکتا
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اٹہہ نہین سکتا
اے معتکف دیر و حرم اٹہہ نہین سکتا

ولہ

اے اشک رواں ساتہہ لئے آہ جگری کو
سقف فلک کہنہ مین کیا خاک لگاؤن
ہر معرکۂ عشق مین آسان نہین رہنا
ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل پر ہے مرے خیمہ ہر آبلہ استاد
ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت

یون اشک نے مین پرین کہ منزل کو پہنچکر
جون قافلۂ ملک عدم اٹھہ نہین سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے پہنتا سر طرہ ہار گلین
جون پروین وہان نہ تہا سر طرہ ہار گلین

رونق سر یہان داغ جنون ہے اشک مسلسل زیب گلو ہے
چاہئے تجکو غیرت لیلی سر طرہ ہار گلین

شعلہ کہان آنسو مین کہ ہر شب شمع کہی ہی محفل مین
تاج زر اور موتیون کا سا سر طرہ ہار گلین

بال پریشان مین کاکل کے پیچ گلین مین پگڑی کے
یون رکہتا ہے وہ مست والا سر طرہ ہار گلین

حق مین ہے میرے طائر دل کی باز کا پنجہ دام کا حلقا
اے بت کافر مجہکو دکہلا سر طرہ ہار گلین

شملے اور تسبیح کے بدلے شیخ جی صاحب رکہنے لگے ہین
کیونکر نہ دیکہین ہند تماشا سر طرہ ہار گلین

رشک چمن تو سیر کریگا جبکہ کنار حوض و لب جو
فوارہ اوپر پہول کہینگا سر طرہ ہار گلین

عکس شعاع مہر نہین یہ بیل چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سر طرہ ہار گلین

کیفیت کیا ہو بن ساقی سوے چمن طاؤس اور قمری
ابر و ہوا مین رکہین مین تنہا سر طرہ ہار گلین

ہے یہہ تمنا میری جی مین تو تجہے دیکہون بادہ کشی مین
ہاتہہ مین ساغر بر مین مینا سر طرہ ہار گلین

اور بدلے ردیف و قوافی لکہنے غزل اس بحر مین جلدی
تمنے نصیر خوب نبہایا سر طرہ ہار گلین

ولہ

وقت نماز ہے انکا قامت گاہ خدنگ و گاہ کمان
بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین تو ہے سیدہا پیری مین جہکجاتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکھلانے مین کیا ہی قرینے ساون بہادون
کیفیت کے بہنے جو دیکہا دو مہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان روز و شب آنکہون سے
یون نہ برستے دیکہے ہونگے ملک کسی نے ساون بہادون

ٹانکنے کو پہرتی ہے بجلی اسمین گوٹ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

بہولے دم کی آمد و شد ہم یاد کرین جو لیکی ہنگین
سوجہے ہے بے یار ندینگے آہ یہہ جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ بہہ دریا ہے نگر گر اے بادہ پرستو برسا بین
کان گہر جہٹ زر کے کہتے ہین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ یہ سمجھے کھیت کو دہقان اولون سے
برساتے ہیں تو یون ہیں بھر کے نگینے ساون بھادون

ابر سیہ میں کبھی نہیں بگلون کی قطار اس شکل سے ہمنے
یاد دلائے پھر کے تری دندان مسی ساون بھادون

وله

سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے
عجب ہے اک سیر دوپہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا میں زیر دیوار رو رہا ہون
عزیزو دیکھو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

پتنگ کیونکر نہ ہووے حیران کہ شمع سب کو دکھا رہی ہے
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہا کے افشان چنو جبین پر نچوڑ زلفونکو بعد اسکے
دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ بر گل کدہر ہے فصل بہار شبنم
نیا ہے عجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کرو نہ دریا پہ میکشی تم ادہر کو آؤ تو میں دکھاون
سرشک ہے نالہ و جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کدہر کو جاؤن نکل کے یا رب اگر ستم ہنر زمانہ مجھکو
دکھائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ تیغ کھینچی ہوئی ہے سر پر میں سر جھکائے ہون اشک ریزان
دکھاؤن ہے اے دل تجھے کدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

غضب ہے چین جبین وہ کیا ہے بدن سے ٹپکے نہیں پسینا
عیان ہے یار و نئے ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیر لکھی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو
بندھی ہے کب یون کسی بشر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وله

نہان ہے کب چشم پر شرر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دکھا کے تم شہ نشین پہ جلوہ جو دیکھو فوارہ کا تماشا
تو بہہ صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مہوش پشت فیل پر ہے اور اسکی خرطوم آب افشان
عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ طفل تسا جبین قشقہ جو کھینچ سورج کو دیوے پانی
تو کیونکہ دل دیکھنے کو ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دوپٹہ سر پر ہے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتھ میں ہے
نکیونکہ چمکے نہ کیونکہ برسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تو اپنی پگڑی پہ کھیلکے طرہ جو کھیلے پچکاریون سے ہولی
عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہان وہ غرفہ مین تابرخ ہے یہان یہ افزرہ پہ ہم ہے
عجب ہے کچھہ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے میکشون نے
وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پھسلکے پتھر پہ جاکے بیٹھا
نصیر صلہ آفرین ہے تجکو کہ اہل معنی پکارتے ہین
خال پشت لب شیرین ہے عسل کی مکھی
سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکھہ
بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مور
تیرہ بختان ازل کا کبھی دیکھا نہ فروغ
بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند
اُن کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہین
ہوگیا ہے بہہ تری چشم کا بیمار نحیف
ربس پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
صنعت لعبت چین دیکھہ لا جاکر تو
دلربا قہر فسون ساز ہے نگار کے
سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر

ولہ

یہ حسن لفت کے ہے تم سے فلک پہ بجلی زمین باران
مدام یہان دیکھہ ابر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
پکاری خلقت ادہر اُدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے مضمون تازہ تم سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
روح فرہاد لپٹ نکلے جبل کی مکھی
ہاتھہ ملتی ہے پتہورا کے محل کی مکھی
نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکھی
شکو جگنون کیطرح اُڑ کے نہ جہل کی مکھی
بات مشکل نہی مگر تونے یہ حل کی مکھی
قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکھی
نہ اُڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکھی
نگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی مکھی
دیکھنی گر تجھے منظور ہے کل کی مکھی
آدمی کو وہ بناتے ہین عمل کی مکھی
ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی مکھی

نثار ـ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص ـ مرزا محمد جان نام ـ وزارت خان خطاب ـ آپ ابانت خان مرحوم خوافی کے بنائرین سے ہین ـ آپکی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوئی ـ سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کرکے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونون زبانون مین موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تہا آپنے اپنی مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کرکے استادی سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجھے بیت استاد کی یاد تہی	نہ یہہ بیت تہی بلکہ فریاد تہی
میرے پر عجب طرح کے درد مین	کہ سب روداس درد کے گرد مین

آپ انجمن سخن دانی کے صدر۔ امرا اورنگ آباد مین جلیل القدر تہے۔ سخن سنجی مین امرا مین کوئی ایک فرد بہی اس فن و فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی مین خوش تقریر و تحریر تہے۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال تہے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پہر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس شعرا دوست تہے۔ شعرا و علما کے ساتہہ حسن سلوک و مساعدت فرماتے تہے۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تہی۔ شرافت و نجابت خاندانی وراثت تہی۔ ہر ایک قریب و غریب کے غمخوار و مددگار رہتے تہے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تہے۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بہی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم و خیرخواہی مین مستقل و راسخ دم تہے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب رکہی تہی۔ ماشاءاللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تہی۔ انہین کارگزاری کی اطاعت داری و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن و امان تہا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تہا

روز بروز حکومت کی طاقت بڑھتی جاتی تھی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہاں ہے
اور وہ فرمان برداری کہاں ہے - آجکل امانت ہے نہ اطاعت - ہان تن پروری خود پسندی
ہے - اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے - اور ہماری اصلی عادتین
پھر ہمارے طرف رجوع کرے - جناب نثار ۱۲۱۲ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار
کو روانہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الھندی

اگر اول نہ آدم دانۂ گندم کے تئین کھاتا
تو دل ان گندمی رنگون کے انھین پھنس جاتا

ولہ
نہوتے شور نالے سے میرے آنسو اگر جاری
نہ صحرا سبز ہو جاتا نہ دریا جوش مین آتا

ولہ
بلبل ساتھ ہمیشہ رات وہ گلفام تھا
سرو مینا پاس مے مجلس چمن گل جام تھا

ولہ
تم ہوئے گلرو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کے ہات
روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تھا

ولہ
کیا ہے مجکو محبت نے دلربا کے اسیر
پڑے ہے دل کی گلے بیچ زلف کی زنجیر

ولہ
ظلم ہے اس وقت جنبش باد نسیم
اس جلے دلکو میرے بھڑکی لگاتی ہے بہار

ولہ
غم کی قمری سرو پر آہ کی کرتی ہے شور
آ بجھو لو ہوکے میرے چشم مین جاری ہے زور

ولہ
ہماری جانکا دفتر ہوا سارق سے ابتر ہو
نکر ناحق کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر

ولہ
مین پوچھا شوخ سے کس قسم کا پتھر دل تیرا
کہا اُس سنگدل نے سخت رو ہوکر مجھے مرمر

ولہ
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دھوم
کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم

ولہ
دام مین کر زبس جلدی تا نہو وین آزاد ہم
آرزو رکھتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم

ولہ
ہم اگر ہوتے تو لے آنکھون مین آتی جو شمشیر
اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتھین فرہاد ہم

ولہ
ہنستے ہو طفل کیا عبث مو سفید پر
گر پیر مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان

ولہ
گھٹا غم ہے بجلی ہے ہر آہ میری
برستا ہے آنکھون سے یہہ ابر نیسان

اشک دریا سے میرے اے ناخدا اڑتا ہے | وله | ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان مین
دل کہین اور پہرتی ہے دانہ تسبیح کو | وله | ہے خلل ان زاہدون کی سبحۂ ایمان مین
مانند گل چمن مین گریبان دریدہ ہون | وله | جیون عندلیب درد جدائی کشیدہ ہون
بغیر جام و ساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے | وله | ترشح ابر کا ہووے سبزہ ہووے اور بجلیان چمکین
جان جانان آملا ہم سین جدا ہو آ ہمین | وله | جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین
کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ ہمپر | وله | یہ بانکپن کی طرز مین کسنے سکہائیان ہین
یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین | وله | آنکہون سے جبین تیرے آنکہین بلائیان ہین
جی کا نثار کرنا نہین کام ہر کسی کا | وله | یہہ کوہکن کی باتین ہمنے نبہائیان ہین
ہے جی مین وصف اُسکا کس منہ سے کہیئے | وله | جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے
باتون اوپر کیا ہون اُسکے نثار جی کو | وله | اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے
اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے | وله | زلیخا چاہ سین یوسف کے شاید باز آجاوے
شب تاریک مین کر عزم ہوی سیر کا تمکو | وله | تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہین آوے
تیرے زلفونکی سایہ مین دوانا کردیا سبکو | وله | گریبان چاک کرتا ہات مین شانہ آتا ہے
رات کو دیکہا تہا مین نے خواب مین مار سیاہ | وله | صبح تیری زلف دیکہا اُسکی یہہ تعبیر ہے
مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود | | متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے
مسکرا خنجر کو لے چہاتی چڑہائے پر جفا | | عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے
موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے | | دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے
بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن | | مردم چشم میرا مردم دریائی ہے
نہ خبر ہے دلکو جہانکی غم بیخودی سے وہ مست ہے | | کہ خیال چشم صنم اُسی قدح شراب الست ہے

نیاز۔ نیازمند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیازمند خان نام۔ آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپ بادشاہی منصبدارون مین تھے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین تربیت وپرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بہی والد سے تمام کین ذہین وفہیم تہا موزون الطبع وخوش فکر تہا سخن کی اصلاح مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تہا۔ خوش اخلاق اسم بامسمی تہے ہر ایک سے خاکساری ونیازمندی کے ساتہہ ملتے تہے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تہی ہر ایک سے دل لگی ومزاحت فرماتے تہے۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تہے آپکے چند لطائف اس قسم کے تہے کہ آجکل کے مہذب اُن کو غیر مہذب مین شمار کرتے اس لئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکہا۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی واردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تہا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوا۔ من ۲ شعراء الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی نہ دکہلاتا — تو گل کا رنگ حنائی پاتا نہ مرجان سرخ ہو جاتا

ولہ

سراپا جل گیا گلشن مین نافرمان کی قسمتین — مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت

ولہ

رنگ آنسو خامۂ مژگان سیتے دلکے صفحہ پہ — کہینچ کر تصویر تہبری ہوگئی بہزاد ہم

ولہ

یک نگہ بہی آسمان نا کیا اے سنگدل — جیون بگولہ اُڑ گئی تجہ یاد مین برباد ہم

ولہ

مست چشم دلربا کسطرح آوے ہوش مین — کیا گذرہے ناصحون کو بزم نوشانوش مین

بہو لگر مت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا	فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچھ
میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر	تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے
باغ مین جب آوے خوشخرام اے عندلیب	گل پیالہ بادہ شبنم سر مینا کیجئے
کیا ہوا اگر مہر خاموشی کئے ہین لب پہ ہم	گر فغان کیجے تو اکدم حشر برپا کیجئے

ندرت میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص - میر نجف علیخان نام - اورنگ آبادی الاصل ہے - میر جمال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین - آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پر سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے - آپکے والد یا جد آصفجاہی منصبداروں مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا - موروثی منصب کے سوا ضلع بیڑ مین تحصیلدار تھے - ہوشیار و معاملہ فہم تھے - سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے نا راستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے - جودت ذہن و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے - وزارت خان نثار کے ہم سبق تھے - وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت
خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے - لطافت و نزاکت سے خالی نہین - آخر آپ ۱۲۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے - من ۲ شعراء الہند ی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے	خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتئیں دہوکر اُٹھے	ہم دُکہیاروں پاس جو بیٹھے رو کر اُٹھے

ناطق - میر محمد ماہ ندربار ی

ناطق تخلص - میر محمد ماہ نام - مولد و منشا ندربار خاندیس ہے - اولاد میں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہیں - میر اکبر علی حاجی تخلص بال فرخ آبادی کے شاگرد ہیں - جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تہا - صوفی المشرب فقیر دوست - آبائی طریقہ پر گمراہان طریق کی ہدایت کرتا تہا - خاندیس برار میں اکثر آپکے مرید تہے - گذر اوقات مریدوں کی نذر و نیاز پر تہی - متوکل و قانع تہے - کسی سے سائل نہیں ہوتے تہے - ۱۱۷۵ ہجری میں بطریق سیر اورنگ آباد گئے تہے - وہاں کے مشائخ و شعرا سے ملے تہے - آخر ۱۱۸۲ ہجری میں فوت ہوئے - من ۲ شعراء الہند

انچل زری کا نازسیں کہیں پر لیا ہوا	ولہ	آیا تہا مست رات کو وہی پیا ہوا
ہجر تہا میں تہا الم اور دل بیتاب تہا		رات ساری درد و غم کا سب اسباب تہا
یہہ سلطان جبش پیاسا ہوا یا چاہ زمزم پہ		نہ پوچھو خال کچہہ نزدیک اوس نخدان کے
پہر وسا سب طرح سے ہے جناب غوث الاعظم پہ		نجات حشر کی ناطق جو ہم امید رکہتے ہیں
عیش و عشرت کے گہڑے قول و قسم میں گذری		بس ہے مشاطہ کہاں لگ سخن شرط و شروط
خوب تہا خوب کہ یہہ بات بہرم میں گذری		کچہہ بہر موہوا بہید کمر کا معلوم

نادر - شیخ نورالدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نورالدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تہا - ذکی الطبع و سریع الفہم تہا

زبان بہاکا و محاورۂ فارسی کا عالم و فاضل تہا۔ دوہے و کبت کے مطالب خوب سمجہتا تہا ہزارہا دوہے و کبت اُسکی نوک زبان تہے۔ میر آزاد و میر ذکا و شفیق کا معاصر تہا۔ لچہمی نراین چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت و خلوص سے پیش آتا تہا۔ فارسی شعر خوب کہتا تہا۔ ہندی مین نہایت ہی کم۔ ہمکو آپکے فارسی اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیۂ ناظرین ہے۔ آپ سنہ ۱۲ ہجری مین فوت ہوئے **من ۲ اشعار ۲۵ الہندی**

لگی آتش اُٹہا شعلہ جلا دل	ہوا اُس شمع روسے آشنا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہین۔

نجات۔ مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص۔ مرزا عتیق اللہ نام۔ حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے۔ حضرت شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے۔ مقبرہ خلد مکان مین صلوٰۃ خوانی کرتے رہے۔ سرکار سے حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے۔ قانع و صابر تہے درگاہ مین زندگی تا بمرگ بسر کرتے رہے۔ نجات کا عالم شباب تہا۔ دلمین تحصیل علوم کا شوق موجزن تہا بمصداق۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا تا نہیا احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تہا گیا۔ وہان کتب درسیہ فراغت حاصل کی۔ تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان و حیدر جنگ کی رفاقت مین رہا۔ دونون امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ پہر

احمد آباد و ندربار و خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل و درویش دل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ ۱۱۷۷ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

فقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ ۔۔۔ کہ بود مسکن او در دکن بخجلہ آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا ۔۔۔ بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی ۔۔۔ کہ شد سیاہ ز فرط عیش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ ۔۔۔ نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ہے

قانون شناس شعر و سخن بیدل ۔۔۔ از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان و لم ۔۔۔ گفتا نجات یافتہ زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعار الہندی

سب زر لے غنی ہوے ملک سے ۔۔۔ چرخ الیسین کو مال دیتا ہے
پر و پیکان تیر آہ کرے ۔۔۔ دل بیتاب لبکہ آب ہوا
گہر بسے تیرے ہات سین مین گیا ۔۔۔ خانۂ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا پہیر	بیخبر مائل شراب ہوا

نیاز ۔ محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص ۔ مرزا محمد علی نام ۔ یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین ۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچہہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت ووفات کا بہی پتا نہین ۔ ہان لچہمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۰۵ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر وصاف تحریر تہے ۔ شعرفہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے ۔ دیوان صاحب وقصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے ۔ ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے ۔ محاورات فارسی سے ماہر فارسی وہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے ۔ من اشعارہ

عنقا بہی اُس نگاہ ہماگیر کا ہے صید ہفت آسمان جسکے مین جانے تکا کے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے ۔ اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا ۔

نشاء ۔ میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاء تخلص ۔ میر فقیر اللہ خان نام ۔ آپ راو تمند خان دیوان بیوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے ۔ آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوی اسی شہر مین تربیت وتعلیم بہی پائی ۔ نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک ومراعات فرماتے تہے ۔ ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نوابصاحب موصوف نے آپکو والد ماجد کے خطاب سے سرفراز فرماکر قلعہ بانکل یعنی

گولکنڈہ علاوۂ حیدر آباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا بمرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے محبت پرور و دوست پرست تھے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہوگئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہمشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپکے سامنے نادر شاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑھی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کھاکر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑھائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست | کہ بے زجر و مد موج بحار نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ
بسکہ بیدار بود دیدۂ پر آب مرا
ہر شستہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ
عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر
از دم سرد پشیمان شمع دل پروردہ وار
گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی
شب ببزم خندہ مائل بالب آن حور بود
تا نہ بندد تہمت بیداد و ریم دور فلک

خدا کند کہ بیفتد کسے زچشم کسے
ولہ
جوہر آئینہ کہ دید رگ خواب مرا
ولہ
این فتح در گریز نصیب سپاہ کیست
ولہ
بر قد ہر کہ راست نیاید قبائے فیض
بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ نیست
مگر از دامن کہسار و بدم بستہ صحرا را
از تبسم چون سحر کاشانہ ام پر نور بود
از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

اے آرزو اگر ہوس روشنی ترا ست
بعرض مدعا جوشیدنم صورت نمی بندد
نظارہ ز داغ جگر از بسکہ خوش افتاد
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود
زبس نا لیدہ ام از لطف صیاد

از بہر چشم خاک رہ بو تراب گیر
زبان چون شمع گیرد شعلہ در ہنگام تقریرم
برروے گل امسال نکردیم نظر ہم
برائے مدعا ہر چند ہیچو آشنا گشتم
نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال سنہ ۹۸۲ ہجری مین ہوا۔ حیدر آباد مین مدفون ہوئے۔

ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص۔ شاہ قاسم نام۔ مشہدی الاصل ہے۔ اولاً وطن سے ملک دکن مین وارد ہوا تیس برس اسی ملک مین سیر و سیاحت کرتا رہا کبھی بیجاپور مین جاتا تھا کبھی احمدنگر مین۔ پھر دکن سے دلی مین گیا۔ نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا۔ نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کر کے دلی سے اودہ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہین ملک بقا کو رحلت کی۔ من اشعارہ

آتشکدہ در سراغ ما می سوزد
شمع دل ماست روشن از مہر علی

پروانہ ز رشک داغ ما می سوزد
تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نورس۔ مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص۔ مولانا نورس نام۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے۔ آپ قزوین کے شاہیر سادات سے ہے

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم و فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بھی کمال حاصل کیا - خوش فکر و تازہ دم تھے - پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا - شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیراب و شاداب منصب مناسب پر ممتاز ہوئے - پھر یکایک عین عالم شباب مین اس ہمرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم		نہم بآتش خاکسترم بباد رسید
نہ چون گلم ہوس جوش خندہ لبہا نیست	وله	چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان ست
آہم کہ طرہ برد و دوش سپہر بود	وله	از ضعف این زمان قطرہ چشم سوزن است
دل چون نشود خانہ ز نور از ان چشم	وله	آئینہ فولاد ز رہ شد ز نگاہش
سگش را کباب از جگر می برم	وله	دُر از دیدہ از چہرہ زر می برم
بجذب محبت ز کنعان بمصر		پسر در کنار پدر می برم

نوعی - مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص - مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تھا - تحریر و تقریر مین بے نظیر تھا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تھا - اکبری زمانہ مین ہند مین وارد ہوا اول شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین ہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا - خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اپنے ساتھہ حضر و سفر مین رکھا - خانخانان کی تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکھے - بہت انعام و صلے لئے - اور ایک وقت سونے مین تول لگیا

میر غلام علی آزاد ید بیضا میں لکھتے ہیں کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تھا اُسوقت لاہور میں کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی میں فوت ہوا اُسکی عورت نہایت خوبصورت تھی۔ پروانہ کی طرح شوہر کے ساتھہ آگ میں گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہوگئی اُسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال میں ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکھی ہے مشہور ہے۔ اور ایک ساقی نامہ بھی لکھا وہ بھی معروف ہے۔ ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار میں سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آخر ۱۰۱۹ سنہ ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا۔ مو ۲ شعراء الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید | کہ روز خزانان بپایان رسید
بگردان زرہ عمر بگذشتہ را | چو شاہ نجف روز رو شب گشتہ را

ولہ
بشکن دلم کہ را بیچہ درد شنوی | کسرا ز برون شیشہ نبوید گلاب را

ولہ
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی است | منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن

ولہ
باغبان در شہر دیدم خار دنبے شکست | زین خلاف رسم دانستم کہ گل دربار نیست

ولہ
ولے کہ بوی محبت ازو نمی آید | سبوے چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوی بادہ بدوش کسے کہ سایہ فکند | بآفتاب سر او فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ بس کہ چون مستم | شکستہ رنگے عشقم برو نمی آید

ولہ
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست | خصم است بخود ہرکہ بجان دشمن ما نیست

ولہ
بخور مجمرہ سوز آہ شعلہ بار منست | شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست
زان پیش کہ صبح از شب امید بر آید | بکشا دہن شیشہ کہ خورشید بر آید

چون مرا حسن خیال تو در آغوش آید | طفل اشکم بتماشائے بر دوش آید

وله
تا رو‌ئے تو بینم مژہ ام پاک کن از اشک | کز گریہ نگاہم چو نفس در تہ آب است

وله
بقدر وسع نظر جلوہ می کند للّٰہ | چو آئینہ ہمہ تن دیدہ شو تماشا کن

وله
با اشک تازہ ز مژگان چکیدہ پا منہ | حذر کہ گوہر نو سفتہ بکیر مان گرم است

وله
قانع بہ تجلی نشو و تشنۂ دیدار | پروانہ بمہتاب تسلی نتوان کرد

وله
نا خوش بود ز ساغر بیگانہ آب خضر | زہر ہلال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تھا ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تھا - سخن سنجی و شعر فہمی مین بیمثل تھا - معانی و الفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تھا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان ہین لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذرا وقات توکل و قناعت پر تھی اکثر امرا و شرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تھے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تھے جو کچھہ ملتا یا آتا تھا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تھا اور دوسرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کرتا تھا - مدت تک کرناٹک مین باہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اُسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تھا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا - سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکھا - علی نامہ کی ٹھیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بھی اُس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹھیک تھی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکھا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکھا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف مین نہین لکھی گئی تھی۔ اور یہہ علی نامہ بھی ولی کے دیوان و وہ مجلس کی طرح کتب مدایح مین اولیت کا مستحق ہے۔ علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تھا آخر ۱۰۹۵ہجری مین فوت ہوا۔ ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین۔ جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے کہ ایکروز شاہمیر نامی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا۔ نصرتی نے اُسکو کچھہ دیا۔ فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائے۔ نصرتی نے ایک تازہ بیت جو اُسیوقت موزون کی تھی سُنائی ؎

نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو	زمین کے زلف مین بولا نہ بکو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

نہین ظاہر کسی جیتے موے کو	زمین کے کانہ بولا ہون کوے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا۔ شاہمیر کو کوئین مین آویزان کیا۔

من اشعارہ الھندی	
نادان سے نصیحت کی بچن بول نکو	پانی منی کہاری تو نشکر کہول نکو
تجہ عشق کے دریا منے جن تیر گیا ہے	وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے

من علی نامہ حمد باری	
سرا ناسری اُس سکت دار کون	کہ اوتار ہے آن نرادھار کون
دیا اور ستم کے پنجہ مین زور	پڑہایا اُرتی جس ول مین دریا کے شور

کرنہار ہر سرکش کو مغلوب دے — طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے

نہ رہ گی جسے دیکھ پستی دیا — ظفر مین ہیش دستی دیا

جسے تون دیا زور شمشیر کا — نہ سر پنچہ ہوئے تسکی سم شیر کا

دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون — کہڑک شاہ پر تہیر پرواز کون

ذہنی تو نچہ ہے مسجد و دیر کا — نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا

تیرا دہیان دائم دہری دلمین پور — جتا جن و انسان و وحش و طیور

کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار — کہ دریا کون کوئی تہیر جاتا ہے پار

کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی — اپنا کر منا جات اسے نصرتی

تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین — شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین

شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر — دیا ہت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر

تیری کاج حق نے پیدا کیا — عزا کا شرف تون ہویدا کیا

تیرا دبدبہ دیکہ جوش دہا تکا — زمین پر نہ تہا یا قدم لات کا

تیرا نور بے مثل گوہر کا آب — تیرا روح بے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بیشۂ لامکان کا دلیر — علی ولی او خدا کا ہے شیر

ولایت کا اور کہہ ہے تون سایہ دار — کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار

محبان کے دلمین تیرا حب یقین — جنم جگ ہی ایمان کون حصن حصین

تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام — او بارا اماما ن علیہ السلام

ہوا جب سون حصار استوار — زمین پائیدار ہی سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھون نیا مدح شاہ زمان
کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران

قلم آج جو مجہ جہانگیر ہے
صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے

زہے شاہ عادل سہی و لی
علی بن سلطان محمد علی

جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا
بچن سون مسخر یو عالم کیا

دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ
کہ تسی گھر ہے تجہ سا گھر شب چراغ

ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور
کہ سب ملک اندہارا دکن پر ہے نور

تیرا چتر خورشید کا سائبان
منگی تجہ علم کا پناہ آسمان

دکھن اتہی کیا بلند آج بخت
کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا
علی نے پلمین پنالا لئے صلابت سون
۱۰۷۵

قصیدہ مدحیہ

اے شہ تون ہمنام علی شاہا نپہ تیری سروری
دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار
کرے جگمین بے قول و بے اعتبار

طمع نام و ناموس کا کال ہے
طمع جیون کو سکے بہونچال ہے

طمع مرد آزادہ بندہ جان
طمع تجہ ہوی دین و دنیا کون ہان

طمع بخت لے چہین ہوندا کرے
طمع سائی کون نت کلوندا کرے

طمع یار سون ناموافق دس آئے
سلمان کو ناموافق دس آئے

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس
کہ جوہر پرکھتا ہے جوہر شناس

کہتا ہون سخن مختصر بے گمان
کہ بو شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تھا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تھا۔ چنانچہ اُسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکھا ہے عیان ہے۔

جسے اون عالم مین بندہ نواز
محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس بھوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص۔ بھوانی پرشاد نام۔ آپ چنی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین۔ آپ قوم کے کائستہ ہین۔ آپکا مولد و منشا بلدۂ ایلچپور صوبۂ برار ہے۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین۔ فارسی اور حساب سیاق مین منشی بیبدل ہین۔ اور قانون دانی مین بے مثل شہر ہین وکالت کرتے ہین۔ وکلاء نامی مین شمار کئے جاتے ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبھی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر وقت معینہ پر ہو جائیگی۔ اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبھی کبھی شعر یون فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے تلمذ تھا۔ ابتدا مین بھولا ناتھ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین۔ کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے۔ من اشعارہ الھندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا
فقط نفرت ہے مجھسے نہ ایجان

بچاؤن شیشۂ دل مین کہان سے
محبت ہے تمہین ساری جہان سے

ترے ایوان کا اللہ رے رتبہ
وہ باتین کر رہا ہے آسمان سے

دوا سمجہا ہون اپنے درد سر کی
ہین سر گہستا ہون اُنکی آستان سے

ہوا اچہا جو سر قاتل نے کاٹا
سبک مین ہو گیا بار گران سے

نفیس اب تجہسے وہ گویا نہوگا
کیا ہے لال منہ کو اُسنے پان سے

نفیس۔ محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص۔ محمد رفیع الدین حسین نام۔ آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہین۔ آپ حیدر آبادی المولد ہین۔ آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا۔ محمد مظفر الدین متخلص معلی کی خدمت مین اس فن کو حاصل کیا۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے۔ فی الحال قیاساً آپکی عمر پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالے۔ من اشعارہ الہندے

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک
کیونکر نہ چوم لے تجہے خالق بنا کے ہاتہہ

مثل حباب غرق ہون دریائے عشق مین
ہے میرا فیصلہ کسی نا آشنا کے ہاتہہ

کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان
باقی رہین نہ آپکے جور و جفا کے ہاتہہ

حامی ہین تیرے شافع روز جزا نفیس
ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتہہ

من اشعارہ الفارسی

پریرویان مرا دیوانہ کردند
بشمع حسن خود پروانہ کردند

بوقت انعقاد بزم کونین
مہیا ساغر و پیمانہ کردند

ستمہائے بتان ہند بینند
حریم کعبہ را بتخانہ کردند

ناقص ۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص ۔ خواجہ محمد صاحب نام ۔ خواجہ مظفر عرف نہنے صاحب کے فرزند ۔ آپکے نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے ۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۱۸ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما بہی قصبہ مذکور کی آب و ہوا مین ہوا ۔ و تعلیم و تربیت بہی اُسی قصبہ مین ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم حضرت شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف اللہ والے صاحب برہانپوری سے جو مولف فقیر کے جد فاسد تہے ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ فارسیہ تحصیل کین ۔ اور کسیقدر عربی مختصرات نحو صرف مین بہی استعداد حاصل کی تہین فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکہتے تہے ۔ سید عبد اللہ صاحب جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تہے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی ۔ قاضی صاحب کے اولاد مین صرف یہی ایک دختر تہی ۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش و قضات کا مختار کر دیا ۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر سرکاری طور سے ہبہ کر دی ۔ خواجہ صاحب اُسیروز سے ملقب بقاضی ہوئے ۔ خواجہ صاحب اجداد سلف کی طرف سے بہی صاحب انعام و جاگیردار موضع ہیگنہ تعلقہ ملکاپور تہے ۔ اور اب سسرال کی طرف سے بہی صاحب معاش ہوئے ۔ آسودہ حال و فارغ البال ہوگئے ۔ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے ۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار تہے ۔ خوش خلق و خوش گفتار تہے ۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتہ ملتے جلتے تہے ۔ فقرا دوست و غربا پرور نامور و فیض گستر تہے ۔ برار مین آپکی مہمان نوازی اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے ۔ ہمیشہ آپکے گہر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تہے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ گویا تہا مسافرون کے لئے مسافرخانہ تہا۔ اگر اتفاقا کسی روز
مہمان نہین ہوتا تہا تو آپ بیچین و بیقرار ہوتے تہے۔ اُسروز انتظار کرتے تہے۔ کہانا
وقت پر تناول نہین فرماتے تہے۔ ملازمین سے کہتے تہے دیکہو مسجد مین کوئی مسافر
تو نہین ہے۔ ملازم دیکہکر آتے اور کہتے کہ ابتک تو کوئی نہین آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اُسوقت
کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سد رمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تہا۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تہا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تہا۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تہی۔ ہر امر مین
حکمت عملی کو مدنظر رکہتے تہے۔ آپ جو کچہہ کرتے تہے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تہا
آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۲ھ ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین نیابتا برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرماتے تہے
آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
و عہدہ داران کے کام سے خوش تہے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تہا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق و محبت کا تہا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام خاص خلائق مین
اتفاق کراتے تہے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تہا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تہے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تہے۔ علما و فضلا و مشائخ
و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسر نفسی خاکساری
سے ملتے تہے۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تہے ضعیفی
مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تہے۔ جس سے ایکوقت ملاقات کرتے اسکا

لحاظ ہمیشہ رکہتے تہے۔ کبہی آپکی استقلالی مین تزلزل نہین ہوتا تہا متانت وحلم مین
گویا ایک پہاڑ تہے۔ ایسے بردبار و مستحکم تہے کہ جگہہ سے نہین ہلتے تہے۔ کسیکے برا کہنے
سے نہ رنجیدہ ہوتے تہے نہ بہلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر تہے۔ آپ ظاہر مین
امیر تہے مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین تہے صوم و صلوۃ کے پابند۔ صلوۃ خمسہ جماعت
سے ادا کرتے تہے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا و رسول
کے حکم کے کاربند تہے۔ بزرگان دین و اولیاء کرام کے معتقد تہے۔ محمدی حنفی المذہب
چشتی الطریقہ تہے۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تہی
آپ سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز
رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے۔ آپ عزیز و اقارب
سے اسطرح سلوک فرماتے تہے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تہا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب
ہی کو مخصوص تہی کیونکہ انعام دار و جاگیر دار جو قرابتدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی
مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بایکدگر دشمن جانی ہوتے ہین۔ باہم ایک
دوسرے کی تباہی و ہلاکی کی فکر کرتے ہین۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل کے
مفہوم کو باطل کر دیا۔ انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب
مین تہی۔ ہم ناخلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہئے۔ اور اُن کے قدم بقدم چلنا چاہئے
مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تہا۔ نہایت محبت و مرحمت فرماتے تہے۔ میرا
عالم شباب تہا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تہے۔ کبہی حقارت سے
نہین دیکہا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی
ناخوش و کشیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجہتی تہین مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبہی کبہی
ملاقات ہوجاتی تہی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجہسے ناخوش و رنجیدہ
ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم
آپ مجہسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تہے کبہی بہولکربہی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا
پاک طینت و صاف طبیعت تہے۔ اللہ تعالی اُن کو غریق رحمت کرے۔
حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے۔
آپکا کلام فارسی اردو دونون زبان مین درست و بامحاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا
کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ سنہ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین
کو روانہ ہوئے۔ قصبہ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان
یادگار چہوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۲۲ سنہ ہجری
دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۱۷ سنہ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیر الدین صاحب
سلمہ اللہ تعالی تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق ہین۔ صاحب
عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد با جد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو
ہین یہی تینون بزرگ قصبہ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برار مین مشہور و معروف
جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تہے۔ خواجہ صاحب ہوشیار
و تجربہ کار سنجیدہ مزاج شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تہے
دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادری کا
خطاب ملا تہا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تہے۔ مدت سے

کام کر رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے۔ واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے صحبت رکھتے تھے طلبہ کو اپنے بچون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمی فیاضیہ قائم کیا تھا اُسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کھانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تھین اللہ تعالی آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال جو آسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب فائز المرام کرے۔

ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین کمیل درجہ اول سلمہما اللہ تعالے صاحب تحصیلدار درجہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تھی فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بےمثل مہمانداری غربا نوازی مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت و کرم فرماتے تھے سنہ ۱۳۱۷ ہجری مین فوت ہوئے اُن کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب جوان سعادتمند و نیک مخضر ہین خدا اُنکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہین انگریزی مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین اکثر بیمار رہتے ہین مگر فی الحال چاق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لئیق ہین مہمان نوازی اُنکی موروثی عادت ہے۔ جناب قاضی صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق تھے انہین سے ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری مین ہوی حضور بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی مین ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین دولت کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی کا جشن نہایت تکلف و عظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد دانشمند کی خدمت مین بھیجا چشم بددور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تھے تحصیل علم و کسب فضل مین مشغول ہوئے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم و فنون مین لائق ہوئے جب حضور بندگانعالی حسب طلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دہلی متوجہ ہوئے اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام و اہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق مین بڑی جانفشانی و عرقریزی کی خوب انتظام فرمایا اور ملک مین امن و امان قائم کر دیا۔ ادنی و اعلی کو انعام واکرام و جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے جب حضور بندگانعالی دارالخلافہ دلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت مین پہنچ گئے۔ چندروز معتوب رہے۔ پھر حضور نے سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و رحمت مین لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد روانہ کر دیا پھر سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ فی الفور خدمت مین حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ تعبیر بھی

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واکنگرہ و میسور گئے حضور نے نظام الدولہ کو سیرنگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت کیا اور آپ ورنگ آباد آئے۔ پہر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پہر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے نواب آصفجاہ برہان پور مین متوجہ بہشت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب رحمہ مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دار الخلافہ تہا آئے بارش کی موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن مین واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور دادہونی کی حکومت پر مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر تہے کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب نوابط ہدایت محی الدین سے ملگیا اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر نور الدینخان ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۲ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر انور الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار و ایک لاکہہ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلچری جو اورنگ آباد سے پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ قریب پہلچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین فرانسیسی فوج سے مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الآخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیرخواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکہنا مناسب نہین مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بہی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی اثنا مین جنچی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پہر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ ہجری ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک درویش کامل سے ملے اور اُسکے ہاتہہ پر منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تہے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تہے مگر باطن مین یہ ناحق شناس مالک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکرکے نصاری فرانسیس سے ملگئے تہے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ ہجری مین زیر قلعہ جنچی لڑائی شروع ہوئی اگر افاغنہ نصاری کے شریک ہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تہی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجہتے تہے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً سلام کے لئے ہاتہہ اُٹہایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پہر نواب نے گمان کیا کہ شاید مجکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پہر افاغنہ نے نواب کا سر تن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھہ کیا - انا للہ و انا الیہ راجعون - دوسری اہل فوج نے سر کو نیزہ سے علیحدہ کرکے اورنگ آباد روانہ کیا - شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا - شہادت قریب قلعہ چینچی واقع ہوی - میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت کہی ؎

نواب عدل گستر عالیجناب رفت | فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد | تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے - بندہ نواز و غریب پرور - الوالعزم عالیہمت ذی مروت و جرأت تھے - فصاحت و بلاغت مین جید عصر - سخن گوئے و سخن فہمی مین فرید دہر تھے - مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے - کلام کو ایسے درجہ پر پہنچا یا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے - نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے ہمطرح کہنا محال ہوتا تھا کلام مین صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھہ لاتے ہین اجنبی شخص یکبتے ہی صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کرسکتا ہے - آپ صاحب الدیوان ہین آپکے تین دیوان اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آقا نصر اللہ المخاطب نواب لطیف یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہین - فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کرکے ذیل مین لکھتا ہون - من اشعارہ الفارسی

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما	ہست اقبال خدا داد مقیم در ما
طالع ماست ز انوار جلالت روشن	فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

وله

شرف آدمی از یمن ارادت باشد
دست تسلیم او نگاه بود افسر ما

ناصر از یاوری همت شاه مردان
شاهد فتح و ظفر جلوه کند در بر ما

وله

بدست تا زافشاندی چو زلف عنبرافشان را
بروئے خاک افگندی چه دلهائے پریشان را

زقدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر
زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را

ارسطو شد ز فطرت با ارباب بزم اسکندر
بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاهان را

وله

گر تو خواهی بقائے دولت را
به ادب نه بنائے دولت را

از کرم هر که دام گسترده است
صید سازد همائے دولت را

گل خلق ست خوشنما ناصر
چمن دلکشائے دولت را

وله

امید ها ز وصال تو در دل ست مرا
ازین خیال بهاری مقابل ست مرا

ز حال من مگذر غافل اے شکار افگن
که از طپیدن دل رقص بسمل ست مرا

وله

هر که رنجے میکشد آخر بگنجے میرسد
میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا

میدهد بادے ز زلف خط و رخسار کسے
گر در آیم در گلستان سنبل و ریحان مرا

وله

فشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را
فگنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را

شمار شوق تو از وسع خامه بیرون نیست
که در سبو نتوان کرد آب دریا را

وله

از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر
سینهٔ خود ز خنجر آب میدانیم ما

صبر و دوری از رخ او گرچه باشد کار نفس
بیشتر از محنت توبه میدانیم ما

وله

دل ز زخم تیغ جانان بوستانے شد مرا
جوش زد خون در نظر جوئے روانی شد مرا

همسفر در راه عشق او مرا در کار نیست
حرف با هر کوه کردم همزبانی شد مرا

وله

کهنه رندیم و نظر بازیم ما
باده نوشی و کیسه پردازیم ما

طائر صحرائے غربت بوده ایم
از پر خود خانه می سازیم ما

سیرها بے بال و بے پر بوده است
همچو بوئے گل بپرواز ایم ما

وله

تشنه ام با وجود سیرابی
آب شمشیر کرده اند مرا

بت پرستی نمیگذارم من
گرچه تکفیر کرده اند مرا

وله

هر بهارے را خزانے لازم است
گر برنگ گل گهے خاریم ما

وله

گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا
میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا

میریزد از جوش خجلت مهر خاموشی بلب
گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا

وله

نگاهش را ز شوخی سبق وحشی غزالان را
قدش آموخت آئین نزاکت نونهالان را

مده آن زلف نازک را بدست شانه هر ساعت
پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را

وله

خداوندا الها کردگارا
رحیما جرم بخشا بردبارا

بده امن و امان و تندرستی
نظام الملک آصفجاه ما را

وله

غمے دارم که پایان نیست او را
چه پرسی از دلم جان نیست ورا

دلے دارم بدرد و غم سرشته
که هرگز فکر درمان نیست ورا

وله

شد از فروغ چهره او ساغر آفتاب
آئینه دار از رخ او دربر آفتاب

وله

شاه و گدا بدیده روشن گهر یکیست
یکسان کند نگاه بخاک و بزر آفتاب

وله

وصف روئے کیست یارب بر زبان عندلیب
چشمهٔ خورشید رخشان شد دهان عندلیب

از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشته است
پرتو حسن که زد آتش بجان عندلیب

وله

جام می از عکس او شد آفتاب
ساقی امشب طرفه نقشے زد بر آب

می کشد عاشق ز خون دل شراب
باشد از لخت جگر بهرش کباب

نام احمد گر رسد در سمع او — آتش دوزخ نشیند زالتهاب
کرده ام چون نام احمد را رقم — از گل حرفم دمد بوی گلاب

وله
شمع جانسوز که ما را در جگر آتش زده — بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخته
هر که در لجت دل خود چاکها انداخته است — بی تکلف همچو زلف سخن را شانه ساخته است

وله
آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست — سینهٔ شب از کواکب داغدار زلف کیست
خاکساریها بخود لازم عروجی داشته است — برسر پا اوفتادن افتخار زلف کیست

وله
نوبهار آمد جهان را پر گل عشرت نمود — در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
تا که روی آتشین او برآمد از نقاب — شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت

وله
دیدهٔ مور من از فیض قناعت سیر است — ورنه در خندان سلیمان شکری نیست که نیست
در خور حوصلهٔ هر کس ثمری می چینند — ورنه در باغ سخاوت ثمری نیست که نیست

وله
ما را هجوم داغ به پیکر برابر است — اقلیم دل بملک سکندر برابر است
دریا دلان تمیز به بخشش نمی کنند — کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله
ابرها امسال بر بستان ز رفتار آمده است — از شگوفه شاخها آشفته دستار آمده است
دامن هر آرزو پر شد ز گوهر چون صدف — ابر دریا دل به بخششهای بسیار آمده است

وله
کعبهٔ صدق و صفا خلوت درویشان است — سجده گاه دو جهان حضرت درویشان است
سنگ را آنکه کند لعل به یک چشم زدن — کیمیای نظر رحمت درویشان است
خادم خواجهٔ شیراز بجانم ناصر — مایهٔ محتشمی خدمت درویشان است

وله
بی نیاز است دوائی که نظیرش نبود — فکر اسباب جهان مایهٔ صد درد سر است
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است — سهل چون میوهٔ خودرو پسر بی پدر است

هیچکس یاری نمی‌پرسد ز حال یکدگر — دوستداری‌ها ز طبع دوستان برخاسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اهل عرفان میدهد — هر کجا گردی ز راه کاروان برخاسته است

وله

نوبهار خجسته بنیاد است — روزگار خجسته بنیاد است
سلسبیلی اگر بعالم هست — جویبار خجسته بنیاد است
هر متاعی که هست در عالم — در دیار خجسته بنیاد است
دولت آباد قلعهٔ بی‌مثل — در جوار خجسته بنیاد است

وله

قیمتش جوهری نمیداند — آب هر قطره بی‌بها گهر است
در صدف نیست قیمت گوهر — در وطن خوار صاحب هنر است

وله

سرزمین عشق را آب و هوای دیگر است — سبزهٔ این خاک را نشو و نمای دیگر است
سر بصحرا دادگان عالم تجرید را — کاروان دیگر و بانگ درای دیگر است
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق — داغ درد بی‌دوا را کیمیای دیگر است

وله

سیر دیر و حرم هر که ز حق بیخبر است — بت‌پرستی دگر و یارپرستی دگر است
گرچه رنگین‌سخنان مشق مضامین کردند — آب و رنگ سخن از فکر تو ناصر دگر است

وله

نخل بار آور خورد سنگ و عوض بخشد ثمر — در تلافی بدی از شخص احسان خوشنماست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش — خدمت پیران شما را ای جوانان خوشنماست

وله

سیر عشرتکدهٔ گبر و مسلمان کردیم — جای آسایش دل محفل درویشان نیست
نیست ربطی بهم [illegible] — نسبت ناصر با شاغل درویشانست

وله

در معرض تلف همه اسباب دنیوی است — می‌بین که مه بعین کمالش زوال داشت
بوی ثبات نیست درین تیره خاکدان — هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

وله

ناتوانان را ز فیض عجز زوری دیگر است
انتظام ملک را از نیرو فتوری دیگر است
تخت شد دست سلیمان مور را از آه ضعف
پاسبانان زمانرا خواب غفلت برده است

وله

بیحد و حصر و صفت کمال محمد است
صلوٰة بر محمد و آل محمد است
روشن جهان ز مهر جمال محمد است
ناصر جواب آن غزل است اینکه گفته اند

وله

شائسته خلافت صدیق اکبر است
از حب و از صداقت صدیق اکبر است
فاضل ترین امت صدیق اکبر است
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود

وله

فرقی کنون میان قیامت نمانده است
افسوس شرم چشم مروت نمانده است
در دوستان نشان محبت نمانده است
از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم

وله

بی خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث
میبردم پرواز برای دیدن بستان عبث
می کشیها در گلستان بی رخ جانان عبث
بلبل پربسته در کنج قفس افتاده ام

وله

هست تیری روی ترکش آه سرد احتیاج
باشد از برد خزان هم سخت برد احتیاج
از دعای خیر حقا جان بر آید کارها
نخل را تا شاخ یکسر زرد می سازد چو برگ

وله

بلکه بگوشش کجا صبح شنیده است صبح
دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح
همچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح
مصرع صهبائی است سیلی ناصر برخ

وله

نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ
درین بهار بود قطره های باران سرخ
اگر بهار کند چهرهٔ گلستان سرخ
ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر

وله

ز روی لطف و هم جانب من دیدنی دارد
بخلق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد
نگاه شوق من از روی او گل چیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کردست در طبعش

وله

کوه صبر و شکیب باید دید
دلم از سیل غم نرفت ز جا

آتش گل چه داغها که نکرد — جگر عندلیب باید دید

وله

فقرا بادشاهان می باشند — افتخار دو جهان می باشند
عاشقان سوخته جان می باشند — شمع شان شعله زبان می باشند

وله

کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا — هلاک چشم تو گشتن سرای دل باشد
سعادت دو جهان رو بسوی او آرد — کسی که بر سر دولت سرای دل باشد

وله

تا که در معرکه عریان نشود — جوهر تیغ نمایان نشود
جوهر ذاتی هرکس دگر است — مور از تخت سلیمان نشود

وله

ابر دریا دل بدست گوهرافشان می رسد — گنجها در دامن امیدواران می رسد
خاکساریها ترا براوج رفعت می برد — تا بدامن هرکرا چاک گریبان میرسد
فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن — در دکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد

وله

رنگ و بوی ز وفا نیست درین گلرویان — عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد
معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید — ناصر ما چه قدر فکر رسائی دارد

وله

رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است — هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند
عجز را نازم که دارد این بزرگیها بخود — مور بر دست سلیمان کامرانی میکند
خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد — دُر بتاج پادشاهان کامرانی میکند
غنچه آسا هر کسی با گوشهٔ دل ساخته است — در بهشت جاودانی زندگانی میکند
گوهر شاهوار آخر از صدف آید برون — راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند
خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی که بحر — هرزه گردیهای کشتی را تحمل میکند
خسروا عشرت جاوید مبارک باشد — بزم آرائی جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی ز مه عید نمود
ز فیض بی ثمریهاست سرو در چمن آزاد
بزیر چرخ نشستن به تیز بان زیبد
محو کن نقش غیر را از دل
هر که نا صر ز عشق گفت سخن
رافت و عدل هر که پیشه کند
گرم و سرد زمانه میداند
قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر
بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد
خواهی که ترا گرد جهان نام بر آید
آرایش ظاهر نشود زینت باطن
بایک رشتهٔ زنار موی یار بس باشد
چون گل شگفته روی درین باغ میشود
مانند برق زود فلک تاز می شود
یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز
گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر
نیست اکسیر دیگری به ازین
اعتباری ندارد این دنیا

اختر عیش درخشید مبارک باشد

وله
فراغتست کسی را که او عیال ندارد
قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد

وله
عارف نقشبند می گوید
سخن ارجمند می گوید

وله
صاحب چتر و تاج زر گردد
همچو ما هر که بجز و بر گردد

وله
روشنان همچو گهر کی بوطن پروازند

وله
ز برق چهرهٔ دل را کباب می سازند
خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند

وله
این نام چو خورشید ز انعام بر آید
از قند کجا تلخی بادام بر آید

وله
بکار زار بدان این سبحهٔ صد دانه می آید
کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
از خود سفر کسی که ببال شرر کند

وله
تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
طبع کریم منت احسان نمی کشد

وله
خویش را خاکسار باید کرد
حرف ما اعتبار باید کرد

بس خود را ز خاکساریها	وله	زر کامل عیار باید کرد
گر رضای خدا بود مطلب		راستی را شعار باید کرد
گمنام چنان شدم که عنقا	وله	راهی بسرای ما ندارد
دامان و دست آرزویش پر گهر شود	وله	دریوزه هر که از در شاه دکن شود
عیسی صفت بطارم خورشید جا کنند	وله	آنها که ترک خلق برای خدا کنند
حدوثش زین تصور می توانی کرد ای عاقل	وله	که اوضاع جهان گاهی چنین گاهی چنان باشد
کرم گستر بفرق بنده ناصر حضرت آصف		الهی در جهان باشد سلامت در جهان باشد
زهرآب داده ناوک مژگان خویش را	وله	زخمی زند بسینه و ناسور می کند
آنها که دل بحلقهٔ زنجیر بسته اند	وله	تار نگه بزلف گره گیر بسته اند
مطعون خاص و عام همه مسلمین شوند		جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند
بخاکساری او رتبهٔ فلک نبود	وله	کسی که بر در دلها دمی گدائی کرد
شمار درد من خاکسار ممکن نیست	وله	حساب ریگ بیابان که می تواند کرد
از طپیدنها دلم تاثیر دیگر میدهد	وله	طائر جانرا ز شوق وصل و پر می دهد
یادش بود ز شربت جان در دهان لذیذ	وله	نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ
آن شربت فنا که ز تیغ تو می چکد	وله	ما را بود ز آب خضر بیگمان لذیذ
الهی شرم رای من نگهدار	وله	مکن رسوا حیای من نگهدار
چه دیروز و چه امروز و چه فردا		مرا باشد خدای من نگهدار

از بسکه لازم سر دارست هشیاری
مرو بخواب تو ای میر کاروان زنهار

بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر
مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار

وله

هرچند من ز هر دو جهان درگذشته ام
هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار

وله

از خاکساری است بدل روشنی نصیب
آئینه صاف میشود از صیقل غبار

وله

گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر
سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر

وله

ترا صفائی دل از مطلب است پاک بسوز
برای آئینه خاکستر است چون اکسیر

وله

با وجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق
میکنم مشق جنونی در دبستان بهار

نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان
ابرها امسال آورده است طوفان بها

وله

قرب آتش خانمان پنبه سوخت
الحذر از قرب سلطان الحذر

خرمن پروانه یکسر سوخته است
الحذر از شمع خندان الحذر

وله

زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم
در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر

وله

هر درختی که شود خشک ز تاثیر هوا
غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر

وله

نهد سلسلهٔ عشق سر بدست عمر
از آن ز بند تعلق مجرد است عمر

رفیق همدم و یار محمد است عمر
ز ما سوای محبت مجرد است عمر

وله

منکه از آدم بسا نام چه کار
با شراب و بزم و یارانم چه کار

وله

هرچه باشد عاقبت وارد باصل خود رجوع
میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر

موج پر زور سر شکم تا سر کیوان رسید
از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر

وله

مرا که هست دلم گرم با نوا دمساز
کباب شعلهٔ حسن است و شعلهٔ آواز

وله

بیا ناصر از راه صدق و یقین
بشو بندهٔ شاه گیسو دراز

هر خسیسی بسرش دعوی شیخی باشد
حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

هر کرا می نگرم هست بدنیا مشغول | وله | دل وارستهٔ بیکار نمانده ست امروز

زراه و رسم محبت اگر خبرداری | وله | زخویش بگذر و با یار آشنا می ساز

سر بسر دشت جنون دیوانها بیموده اند | وله | عاقل پابند را از سیر آن صحرا مپرس

مینخانها کشاده و شرابی ندید کس | وله | برخاست بر باد هم آبی ندید کس

گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس | وله | زسر گذشت سیه بختیم هزار افسوس

بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن | | بغیر یار بود ماندن دیار افسوس

اخلاق نیک حاصل کس میشود ز کسب | وله | در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش

شاد کردی تو خاطر ما را | وله | ای پریرو همیشه شادان باش

کار عالم از و نمی آید | وله | هر که باشد بفکر راحت خویش

چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش | وله | راست ربود تاب دل بدین کج ستادنش

بنزم بی غرضان سرنگون توانی شد | وله | خط نوشته اگر میدهی بخون غرض

ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل | وله | ساقی رسید طرفه بسامان انبساط

پروانه وار ساغر می رقص می کند | وله | افروخت شیشه شمع شبستان انبساط

چهرهٔ گلگون او را شد خط اخضر محیط | وله | گشت این دریای حسن و ناز را عنبر محیط

خاک و زر یکسان بود در دست صاحب همتان | | میکند از خویش بیرون همچو کف عنبر محیط

شبنم نه همین دل نگرانست درین باغ | وله | گل نیز زغم جامه دران است درین باغ

لب بسته سیه پوش زماتم شده سوسن | | با آنکه سراپای زبانست درین باغ

تیر باران حوادث بسکه دیده گشت و هر | وله | صورت پیکان هر سبزه چو برگ خلاف

گردن تسلیم کی پیچم من از شمشیر او | | گر زند بر فرق و بشگافد ز سینه تا بناف

تا گشته ایم از سر الفت فنائے عشق | ولہ | دانسته ایم عمر ابد در بقائے عشق
دل را ز ما گرفته بجائے سپرده است | ولہ | زین بیشتر بما چه بود مدعائے عشق
گل گل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک | ولہ | در جلوه گلعذاران بر عاشقان مبارک
آتش بس خسار او سازد دل ما را کباب | ولہ | لعل شیرینش فشاند بر کباب نمک

شد مسخر دیار کرناٹک | نظم گشت کار کرناٹک
میکشد دل دیار کرناٹک | میتوان گشت یار کرناٹک
بشکند قیمت زمرد را | جلوهٔ سبزه زار کرناٹک
خاک او حکم کیمیا دارد | حبذا اعتبار کرناٹک
زر و سیم است همچو ریگ روان | جا بجا در دیار کرناٹک
طعنه زد بر طلائے خالص مهر | زر کامل عیار کرناٹک
در خور تاج پادشاهان است | گوهر شاهوار کرناٹک
از حساب محاسبت برون | شجر میوه دار کرناٹک
هست در ظرف آبهائے لذیذ | شربت خوشگوار کرناٹک
دشت در دشت سبزه زار است | دیده ام کشت و کار کرناٹک
خال رخسار هفت اقلیم است | حسن سبز دیار کرناٹک
برده فوقیت از جلال آباد | در حلاوت انار کرناٹک
مقدم فتح تو آمد ناصر | باعث افتخار کرناٹک
پادشاها همائے همت تو | زیر پر کرد فتح کرناٹک
بال بکشاد تا به تسخیرش | هر سر کرد فتح کرناٹک

نامهٔ فتح بادشاهی را — تاج سر کرد فتح کرناتک
نونهال مراد را ناصر — پر ثمر کرد فتح کرناتک

وله
بباغ جهان من گلے را ندیدم — کز و نکهت مهر و الفت شمیدم

وله
رمد هر که از من ز او من رمیدم — ز دامان او دست خود در کشیدم

وله
عشق بازی ز ازل کار من است — من کجا در کار دیگر مانده ام
گرچه گشتم خاک سوزم باقیست — زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

وله
بسے سیر کردم بهار و خزان را — زبان گل و خار را می شناسم

وله
داغ عشقم کباب را مانم — تلخ کامم شراب را مانم

وله
بسکه آئینه دار او گشتم — صفحهٔ آفتاب را مانم

وله
هر قدر رنگ خودی باخته ام — خویش را محرم او ساخته ام

وله
ناصر از فضل الهی فتح است — هر کجا من علم افروخته ام

وله
نوبهار ملک میسور ست و ما و باده ایم — بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم
تا کمر در خدمت بنت العنب بربسته ایم — بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

وله
نوبهار آمد بصحرا میروم — از میان شهر رسوا میروم
خاکساری عاقبت آید بکار — تا بچشمش سرمه آسا میروم
هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد — شمشیر تو ز آب بقا کرد فارغم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سرست — ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم
چو درد هجر آزارے ندیدم — ازین دشوار تر کارے ندیدم
بود هر خوب را زشتے مقارن — گلے در باغ بیخارے ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر — وله — امیر تازه گفتاری ندیدم

گر ندارم هنری شکر خدا را عمریست — وله — مجلس انس با رباب هنر داشته‌ام

بال پروازی گر آئین شعر رسید استم — وله — پائے خوزین وادهی خونخوار رسید استم

قد آن نونهال را نازم — وله — پایهٔ اعتدال را نازم

بخشش جان تازه می‌بخشد — اثر این مقال را نازم

ارتفاع جاه دنیا پست‌تر باشد ز چاه — وله — در تلاش منصب سنجر نمی‌باید شدن

افراشت هر طرف که لوا لشکر دکن — وله — منصور شد بفضل خدا لشکر دکن

از بهر دفع سحر سیه مار و کفر و شرک — دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن

عندلیب آسا بیک منقار نالان نیستم — وله — با نوا چون بند بندی بود اعضای من

زانکه در راه طلب نگذاشتم هرگز قدم — تو بیا شهر بندگی دار وز خاکپائے من

خونین دلست غنچه ز رشک دهان تو — وله — گر دید سرو بندهٔ سرو روان تو

چنانکه آب بطوفان گذشت از سر پل — وله — گذشت از سر من اشک آنچنان بی‌تو

ای کائنات جمله نظر بر رضای تو — وله — تا مهر و ماه ارض و سما در ثنای تو

ای که خورشید صفت جلوه طراز آمده — وله — چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده

بنوازش سر من بر سر افلاک رسان — بر سر لطف چرا ای بنده نواز آمده

از لعل لبت بر سر گفتار رسیده — وله — از جیب صدف گوهر شهوار رسیده

دل را اسیر زلف سیه فام کرده — وله — این آهوی رمیده چسان رام کرده

ز دنیا گر دلت بر کنده باشی — قبول مردم دل زنده باشی

بهار زندگانی گل کند گل — برنگ ابر گریا زنده باشی

بمطلب مہر سی بوزے یقین است	وله	بسوئے او اگر بو بندہ باشی
گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے	وله	قربان شدم بناز خرامیدن کسے
شرمندہ کرد سرو و گل و غنچہ را بباغ		خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے
تانہ نشین چو خاک بدریا نمی شوی		جوہر شناس گوہر و لہا نمی شوی

من رباعیاته

در بزم تو اے مایہ ناز آمدہ ام		مشتاق تو اے بندہ نواز آمدہ ام
از تابش خورشید قیامت چہ غم است		در سایۂ گیسوئے دراز آمدہ ام
من در حرم بندہ نواز آمدہ ام	وله	ز صدق و صفا وقت نماز آمدہ ام
از صبح بود کلام من روشن تر		از روئے ارادت بہ نیاز آمدہ ام

نامی۔ مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص۔ تراب علی نام۔ عباسی الاصل ہیں آپکا وطن خیرآباد ہے۔ سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت میں ختم کیں۔ اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت میں کیں تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں کلکتہ گئے۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کر کے مدراس میں آئے۔ کمپنی کے مدرسہ میں مدرس ہوئے چند مدت بسر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ مراجعت کے وقت مقام پٹن میں ۱۲۴۱ھ ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے۔ آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے۔ نیک محضر و نیک سیرت تھے۔ خوش تقریر خوش تحریر تھے۔ شعر و شاعری سے

دلچسپی رکھتے تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے خوب و مرغوب ہوتا تھا

من اشعار ہ لفارسی

سحر از جنبش شمشاد گلگشت چمن	یادم آمد روش قامت دلجوئی کسے
ہر زبان دست کشان می برم جاذبہ عشق	از پے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے
نیست از بخت بدم چشم امید آنکہ بود	دست و دامن و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی۔ سید اصغر حسین

ناجی تخلص۔ سید اصغر حسین نام۔ آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر امور رہے ہین۔ جاگیرات و خطابات و صلات سے سرفراز۔ آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تھے اور خاص علم محاسبہ مین کمال مہارت رکھتے تھے۔ اور انتظام مہمات ملک سے خوب ماہر تھے ریاست حیدر آباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تھے۔ منیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و راجہ راو رنبہا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام اُنہین کے تفویض کیا تہا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بہی اُنہین کے اہتمام مین زمانہ دراز تک رہا۔ خوش اخلاق و نیک نیت تھے۔ اقربا و احباب کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ سادات و زائرین کی بہی خدمت کرتے تہے۔ آپنے ایک مسجد چادر گہاٹ مین موسیٰ ندی کے کنارے بنائی اور اُسکے تحت مین ایک دوکان بہی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آوے۔ آخر عمر مین حج

وزیارت سے مشرف ہوکر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تہی ۱۳۰۷ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب ترجمہ مصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ بہ از پدر۔ اہل مناصب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق رکہتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات و کرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہگئی کہ معاصرین واقران
آپکو استاد سمجہتے ہین آپکے کلام مین سحر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے۔ اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین۔ بعض احباب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زماننا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فرش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوار معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہوجائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام ہمدست نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سر برہنہ بر فلک
گر دچون سفر سوئے عدم سالار جنگ

گفت ناجی عیسوی سال وفات عم فزا بش
شد سوے خلد روح پاک سر سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسینم شد
از لطف ولی اللہ وز امداد رسول اللہ

بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش
قربان حسینم شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

رہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت کی محفل
قبا پہنے کوئی زرین ہے اور کوئی ستارونکی

بصد حسرت فلک دیکھے نہ کیونکر چشم انجم سے
کہ بزم عیش امیرونکی ہے محفل نامدارونکی

ہوا کرتے ہین عشرتین بسبرن عیش ہین اتین
کبھی مجمع عزیزونکا کبھی صحبت ہے یارونکی

خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دائم
فزون ہو خضر کی بھی عمر سے عمر انکے پیارونکی

یہہ دو نو نونہال گلشن زہرا و حیدر ہین
رہین خرم برآئین انسے امیدین ہزارونکی

بنے ہر ایک دولہا اور دولہن کو بیاہ کر لائین
رہے سہرون مین چہرے چاند سے چھاؤن تارونکی

خیال سال تاریخ آیا جب اس رسم نیکو کا
کہا ناجی نے بسم اللہ ہوئی دو گلعذارونکی
۱۳۰۶ھ

نعمانی۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص۔ محمد عبد الجلیل نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الراس ریاست مصطفیٰ آباد عرف رامپور ہے۔ آپنے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی
عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی - اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین - اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رام پوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا - وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت رہے اور دہلی سے
ضلع بیلی بہیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے - ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا - آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامہ
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے - ۱۳۰۸ھ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ھ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بسنتی جملہ آیات
احکام قرانی کا وعظ شروع کیا - شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا - تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے - اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا - اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا - مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے - یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی - دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی - مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی۔ تفسیر ناتمام رہگئی۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے بذریعۂ نواب افسرالملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تھا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاد دہانی کرے۔ سنہ مذکورہ مین نواب افسرالملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد مدرسۂ آصفیہ واقع ملک پٹیہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مدرسہ مین دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے گوشہ نشین و متوکل تہے۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے سمستان نارائن پور مین امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا مغتنمات سے ہین آپکو درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع ہو چکے ہین۔ آپکے مولفات کی تعداد اسی سے زائد ہے۔ فی زماننا بہی تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس و تدریس و تالیفات شعر و شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہین۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی تفصیل مع شرح لکھنا طوالت سے خالی نہین تھا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسمائے رسائل بدون شرح ہر ایک کا لکھنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معذور سمجھکے معاف فرمائینگے منجملہ اسی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہوچکی ہین انمین ۱۳ رسائل منظوم ہین۔ اب مین آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد	جو سب سے ہو بد مین ایسے بد سے زائد
مانا کہ یہہ سب ہی مگر سچہ بھی نہین	بخشائش رحمت ہے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے خیر مقدم مین ایک رباعی لکھی مقبول خاص و عام ہوی۔ ھو ھذا

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے	اِس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے
جان کرکے نثار خود رعایا نے کہا	دہلی سے حضور اپنے گھن مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شد + پندرہوان جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل مدراس مولوی مہدی علیخان محسن الملک کانفرس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔ ہمیشہ کے لئے یادگار ٹھرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا دکنی الاصل ہے

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لیے گیا۔ خطاط تھا۔ خط نسخ مین متوسط الطبع تھا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکھتا تھا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

زہیم آنکہ دوران تنادیم ازوی چارہ سازد	بروبش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ	سخت وا ماندہ ام اے خار بیابان مددے

نوائے۔ سید عزیز

نوائے تخلص۔ سید عزیز نام۔ مجمع الفصحا نے لکھا کہ ۱۲۲۹ھ ہجری مین ہند سے ایران بغرض زیارت آیا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہادا ز سر وفا	ما را چو دید سستی پا را بہانہ ساخت

واصف۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص۔ محمد مہدی نام۔ آپ محمد عارف الدینخان رونق کے فرزند ہین تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ آپ نے نشو و نما بھی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپ نے اولاً کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اور آپ کو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ سے بھی فراغت حاصل کی۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے دل مین زبان انگریزی سیکھنے کا بھی شوق ہوا۔ انگریزی شروع کی تھوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتھ باہم مکالمہ مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی مین مستعد ہائے گئے اور ایام خورد سالی مین والد ماجد کے ساتھہ وطن سے برآمد ہوئے اضلاع مدراس مین سیر و سیاحت کرتے رہے پھر سترہ برس کی عمر مین وطن مالوفہ مین آئے۔ بذریعہ مولوی تراب علیصاحب نامی مدرسہ کمپنی مین نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم کے لئے ملازم ہوئے۔ درس و تدریس مین تخمینا سترہ برس تک مصروف و ملازم رہے آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذرا وقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تہی بس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ اسی اثنا مین ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان مولوی سید جام عالم واعظ سے ملاقات ہمدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ ہوئے۔ قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین میر مجلس شعرا کے توسل سے مشاعرہ اعظم مین شریک ہوے اور سرکار اعظم جاہی مین معزز و مکرم رہے آخر محکمہ عالیہ مین مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے۔ **من تالیفاته** ۔ دلیل ساطع۔ دلیل الشعرا۔ گلزار عجم۔ مختصر برہان قاطع املا نامہ واصفی۔ تذکرہ معدن الجواہر۔ ترجمہ اول جلد درمختار۔ ترجمہ داب الصالحین خلاصۃ التکمیل در عقائد۔ تحسین اخلاق مطلوب الاطبا ترجمہ موجز۔

آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تہے۔ سخن گو و سخن فہم۔ کلام کے نقاد و جوہری تہے شعرائے قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تہے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست ہوتے ہین اور بعض بیجا و نادرست۔ **من اشعاره الفارسی**

بسکہ کاہیدہ شود مانند خارے تن مرا	تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگندہ ام	بادبانے گشتہ موج چو پیراہن مرا

گردش چشم سیاهش سرمهٔ آواز شد	وله	چون ستمہائے رقیبان کرد فریادی مرا
نامہایم را کز آب چشم من گردیده تر		یاد کن غیر از جواب خشک کے وادی مرا
چو آن سرو چراغان کز ہوائے شعله می باشد	وله	نہال قامتم بالیده شد از گرمی تب ها
دیدم چو صبح تیغ جگرگون آفتاب	وله	دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق که شکرین دہنت را چو پسته گفت	وله	تشبیه تازه بزبان شکسته گفت
حیف باشد چاره عریانی مجنون نکرد	وله	آمده با این فراخی دامن صحرا عبث
جذبهٔ عشق نظر کن که پس از مردن من	وله	خاکم آویخته با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن ایدوست ہوس شد	وله	ذکر تو بپا کی گہر تار نفس شد
خواب بخت من نخواہد دید روئے انقطاع	وله	رشتهٔ آمال صرف پرده ہائے خواب شد
در شوق بوسهٔ لب او خوردن قلم	وله	باشد برنگ شیر و شکر در جہان لذیذ
کسیکه از تو سپرده ره عدم بر تیغ	وله	نہاد اساس حیات خود اے صنم بر تیغ

حرف واو

ولی۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص۔ محمد شمس الدین نام۔ خاندان مشائخ قادریہ سے تھا۔ اُسکی تخمیناً ولادت ۱۰۷۹ سنہ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن میں واقع ہوئی نشو و نما بھی اسی میں کی آب و ہوا میں ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر میں تحصیل علوم کا شوق دل میں پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہوکے سفر اختیار کیا۔ اُس زمانہ میں احمد آباد گجرات دار العلم تھا۔ وہاں مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی ۹۹۹ سنہ کا مدرسہ مشہور تھا

ہند مین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے
مدرسہ مین داخل ہوکے علم وفضل سے کامیاب ہوتے تہے۔ ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک
علوم ظاہری وباطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد
ولیاقت حاصل کرکے علوی خاندانہین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقۂ قادریہ شطاریہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ واحبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا۔ آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب رکہتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند ومتوکل مزاج تہا۔ دنیا ومافیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی وتنہائی کو
پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین ومثنویات کو اوراد ووظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی
خداداد تہی۔ زور طبیعت وقوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوئے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پر
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل تاریخ
اسی ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت وعزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم دکنیون کو ولی کے نام پر
فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل مین ہندمین دلی اور دکن دوہی مقام کی زبان ریختہ درست تہی۔ ہان تلفظ و لہجہ مین مابہ الامتیاز تہا۔ دلی کی زبان ہمیشہ خراط پر چڑہتی رہی اور اہل زبان اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی۔ اور دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان صاف و درست نہین ہوئی۔ اتبک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل ہے دکن کی استادی دلی کے نام لکہی گئی۔ دلی والے دکنیون پر بڑہ گئے جیسا کہ ابتدا مین اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ و افریقہ مین علوم و فنون کی نہرین جاری کین۔ اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے۔ مدارس مین طلبۂ اہل اسلام و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تہے مابہ الامتیاز نہ تہا۔ تعلیم و تربیت مین بخل نہ تہا اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کی فیض بخشی سے سیراب و شاداب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کو اُستاد مانتے ہین۔ یہ اُن کی اولوالعزمی اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری اُستادی کا اقرار کرتے ہین۔ نہین تو ہم تنگ خاندان فی زماننا اس خطاب کے لائق نہین ہین۔ واقعہ مین جو شاگرد تہے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو اُستاد تہے شاگردی کے بہی لائق نہین رہے۔ زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین اور آیندہ بہی ہوتے رہین گے یہہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے مصداق تلک الایام نداولہا۔ تو ایسی حالت مین کسی پر لعن و طعن نہین کرنا چاہیے۔

دلی شاعر پر گو تہا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبہی قصیدہ لکہتا اور کبہی غزل و مثنوی موزون کرتا۔ کبہی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبہی رباعیات و قطعات مین جولانی طبیعت دکہلاتا کبہی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تہا متواتر اسی شغل مین

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہو گیا۔ پہر اُسکو اسبات کا خیال
ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہیے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیے
اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندہنا چاہیے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تہوڑے
ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ و معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے
دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکہا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکہا۔ پہر ولی دوسری
مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بہی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا
دیوان کو دیکہکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکہون پر رکہنے لگے۔ معاصرین مین
ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف
وجوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے
بعض نے لکہا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا
شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین
لکہے۔ سب معاصرین نے اُسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اُسکا نام اول
لکہا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین
اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت
قطب شاہیہ کا دیوان اور اُسکے برادرزادے محمد قطب شاہ کا بہی دیوان مرتب ہو چکا ہے
دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تہے افسوس موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب
ہو گئے۔ دیگر فی زماننا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتب خانہ مین وہی دو دیوان
خوشخط دیکہے موجود ہین۔ اِنْ کُنْتَ شَائِقًا فَارْجِعْ اِلَيْه
ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابوالمعانی سے نہایت محبت رکہتا تہا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی مدح و تعریف مین گویا رہتا تہا۔ ہر وقت اُسکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ جدائی کو گوارا نہین کرتا تہا اتفاقاً انہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلّی و و سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بہی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تہا ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تہا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلّی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ بہی ہمراہ تہا۔ ولی کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصر نے بہی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تہے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتبہ کو بڑی عظمت و شان سے دیکہا۔ کثرت محبت سے سر و آنکہون پر رکہا۔ پہر دلّی مین ولی کے دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی۔ سب نے کمال شوق سے عزت کے ہاتہون پر لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکہون پر رکہا۔ ولی کے ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹہانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بہی انہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین شعراء موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز پر غزلین مرتب کرنے لگا تہوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہو گئے۔

اُس زمانہ مین دلّی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ تہے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپ سے فیض باطنی بہی پایا اور آپ کے فرمانے سے اپنے کلام کو دلّی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے۔ انہین اکثر اشعار بالکل گر مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین
ٹھیٹ دکنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان
دلی کے محاورہ مین نہین لکھا متفرق غزلین لکھی ہین۔ اسوقت ہندوستان مین دو ہی
مقام تھے یعنی دلی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجھی جاتی تھی۔ دکن کی زبان کو دلی کی
زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تھا۔
دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تھا۔ اکثر علما تورآن
و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب عجم سے دکن مین آئے ہین
سلاطین بہمنیان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ علما و شعرا کو معززعہدے
عطا کرتے تھے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسہ تھے اکثر
طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تھے۔ اب تک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کھنڈر باقی ہین۔
بیدر کا مدرسہ موجود ہے اسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے
باہر لنگر حوض کے قریب تھا مسمار ہوگیا۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ
بھی اب تک قائم ہے۔ اب اسمین محرم مین علم ٹھہرایا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے
علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین لی از در و دیوار شکستہ
آثار پدیدست صنادید دکن را کے یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ مرکر اٹھے
متوطن ہوگئے تھے۔ اور دکنیون کے ساتھہ شیر و شکر کی طرح مل گئے تھے اور ایسے تعلقات
پیدا کئے تھے کہ سب انکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تھے۔ ان کی اولاد اسی ملک مین
پیدا ہوئے اور یہین کی آب ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بھی لائق و فائق ہوئے
ہین۔ اب تک اکثر یہان انہین خاندان کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہم نے ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلّی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان ۱۱۴۱ھ ہجری مین کتاب دہ مجلس شہداء کربلا کے بیان مین تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا۔ تخمیناً دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ٹھیٹ دکنی زبان مین ہے۔ ولی کی دہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کر دیا۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی دہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہو گئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے۔ واقع مین اس اولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے دہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال تھا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بھی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین دہ مجلس کے بھی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرینگے۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین۔ دہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی ۱۱۴۱ھ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہہ آخر سفر تھا۔ علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹھا کہ مر کر اٹھا۔ کہتے ہین کہ ۱۱۵۵ھ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل اورنگ آبادی المولد ہے اور ولی بھی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بھی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمدآباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین انکا قول اعتبار کے
لائق نہین ۔ کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا ۔
شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق
مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے
اور اُسکے نسب کا سلسلہ بہی وجہ الدین علوی سے ملا یا ۔ اس امر کی بہی کچھہ اصل نہین واقعہ مین
مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تہا ۔ ہمنے وجہ الدین
کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر اُن کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا ۔ علویہ کے انساب کی
خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے ۔ آور ولی کے نام مین بہی اختلاف کیا ہے ۔
ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے
کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب و ولی تخلص ہے ۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے
مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکہی ہے جرمنی عالم متردد ہے
دونون روایتین نقل کرتا ہے ۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا ۔ جناب مولانا محمد حسین
آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقیناً لکھدی کہ ولی احمدآبادی گجراتی ہے اور نسب کا
سلسلہ بہی وجہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس ہو لا ولی اللہ لکھدیا ۔ ہان اس نام و تخلص کا
شخص احمدآباد مین تہا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہوگیا ۔ علاوہ اِین طرفہ یہہ ہے کہ
صاحب نجات نے نام گجراتی کا لکھا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لا یا ۔ حضرت آزاد نے
خلط ملط کر دیا ۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین

یہہ نکہہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس	ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکہن بہتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور
اگرچہ شاعر ملک دکہن ہے

دکہنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اے ولی
لیکن نہین بولا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب لہجہ سے بہی خاص دکہنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو
غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکنی لایا ہے۔ اور یہہ حرف نہی ہے اُسوقت سے انتک اس ملک مین مروج ہے۔

ایضاً مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز
مہوا ے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز

ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین

بجاے سرمہ اگر خاک اُس قدم کی لے
نین مین دلکی سٹین تیز رو جگت کی نگ

ایضاً لفظ و ہانچہ ۔ بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام
یو تنکا و ہانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات ۔ بمعنی ہمراہ

تب سون اُٹھیا ہے دلسون سب غیر کا خیال
تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان ۔ بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون تجہہ لب کی ہین باتان لذیذ
حرف تیرا اُسکی ہین جیسین حلوہ سوہان لذیذ

لفظ اپس ۔ بمعنی اپنے

کیا ہون بر مین اپس کے لباس عریانی
ولی برہ دیا یو قبا مجھے تشریف

لفظ بیگی ۔ بمعنی جلدی

گر اُس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھ		بیگی آ پس کے دل کے سنوار آرسی کیتین

نفظ سٹ

عالمان دیکھ تجھ فصاحت کون		سٹ دئے دعوی سخندانی

نفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انبان کے جہاڑان۔ نوآبان کے باغان۔

مجھ دل کی آ چمن مین کر یک نظر تماشا		داغان کے ہے گلانسون روشن یو باغ میرا

نفظ دستا بمعنی دیکھتا

کتاب الحسن کا یو دیکھ صفا تیرا صفا دستا تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول تر دماغ تہا آخر کو اُس فراق مین کہنچا خمار تہا

سیر کے نفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکھتا۔

ولی رند مشرب حسن پرست تہا۔ نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا۔ پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا۔ صوفی زندہ دل صلح جو تہا۔ درویش دوست جگت گرو تہا۔ وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا۔ محبت کی راہ مین چلنا پڑا تہا۔ اور آگرہ مین لالہ کہیمداس سے محبت رکہتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا۔ پہر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابوالمعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا بمرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دلّی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تھا اور احسن الخالقین کو یاد کرتا تھا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تھا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین۔

کھیمداس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب رنگ حیا کھیمداس مین — آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین
ہے اُسکی مکھہ سون جلوہ نما موج آفتاب — موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابو المعالی کی تعریف مین

ہوا مجھہ دل کی جنّت مین سو ہر اک آہ جیون طوبی — لٹک چلنا جو دیکھا بسکہ مین سیّد معالی کا
تیرا قد دیکھہ اے سیّد معالی — سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال — سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز — اس سبب کم نما ہے امرت لال
لعل تیرے بھرے ہین امرت سون — نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال — دستار چال سرو ہے چال گوہر لال
بر جا ہے اُسکی دلکو کہون گلشن بہار — آتا ہے جسکے دلمین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہوے عشق سون آباد سب ہندوستان	حسن کی دلّی کا صوبہ ہے بہار خان
ہیچ و تاب سے لان اسوقت مین بیجا نہین جب	لٹ پٹی دستار سون آیا ہے نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر و سیاحت کا مشتاق تہا۔ چند روز سورت مین رہا۔ وجد و سماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بہرتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط و خال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پرنور یک شہر	بلاشک وہ ہے جگ مین مقصد دہر
رہے مشہور اُسکا نام سورت	کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
بہری ہے سیرت و صورت سون سورت	ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ختم ہے امردان پر وصفائی	ولی ہے بیشتر حسن بنائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک و صاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام و نشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط و خال کی تعریف مین اور حسن و جمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ و معانی کا باہم ربط و ضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ جہا یا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدھا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دلّی و دکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی دو مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر باعتبار چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تہے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہین بتر بطور نمونہ مذکور کئے ہین
اہل زبان تمیز کر سکتے ہین - ولی کے اشعار کے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق
و محبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تہا - حسن اعتقاد مین پورا تہا - سنت جماعت کے زمرہ مین تہا
اہل بیت پر جان نثار تہا اکثر اُن کی محبت کا دم مارتا تہا - اصحاب کبار کے نام پر فدا تہا
اولیاء کرام کو بہی حسن ارادت سے یاد کرتا تہا مستغنی المزاج و وضعدار تہا - اہل دنیا سے
غرض و تعلق نہین رکہتا تہا - مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے
انعام و اکرام کا خواہان ہوا - جو کچہہ کہا خدا اور رسول کی حمد و ثنا مین کہا - اہل بیت و اصحاب
کرام و اولیاء عظام کو بہی نہین بہولا - جو کچہہ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا
سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تہی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے - یہ خاصان خدا کے لئے
مخصوص ہے - اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بہی شاعرانہ تعلّی و تفاخر تہا - اکثر اشعار
مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے
ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین -

وہ اشعار جو شعراء متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

برجا ہے اگر جگ مین ولی پہر کہ دوجی بار
یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین
تجہہ حسن کی تعریف مین جب ریختہ بولے
تیری تواضع دیکہہ کر برجا ہے بیجان ولی

رکہہ شوق تیرے شعر کا شوقی حسن آوے
مشہور جیون کر سخن اس بلبل تبریز کا
سنے اسکون یقین ہے جان و دلستان عجم آکر
گر بو علی سینا لکہے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کرسن ولی
ڈوبا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہوں یہہ مصرع مناسب	جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی	کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جبکہ ظالم	کمر سوں کھینچتا خنجر چڑہاتا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے عجب	الفت ہے دل و جان سوں مجھے سیم بگر سوں
پڑے سنکر اچھل جیوں مصرع برق	اگر مصرع لکھوں ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکھی رباعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی	در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی	زان سانکہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخ مین بجائے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ۵

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ	ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کون

من اشعارہ الہندی

تجھہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا		جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشاہی حسن نگر کی		یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجھہ تیری پلکون کی انی نے		یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا
دیکھنا صبح تجھہ رخسار کا	ولہ	ہے مطالع مطلع انوار کا

ولہ

یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا … ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا

آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں … تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا

بلبل و پروانہ کرنا دل کے تئیں … کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر … حرف حرف اُس مخزن اسرار کا

گر ہوا ہے طالب آزادگی … بندبند ہو سبحہ و زنار کا

مسند گل منزل شبنم ہوئی … دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہوتا سریجن پر نثار … مدعا ہے چشم گوہر بار کا

ولہ

بیوفائی نکر خدا سوں ڈر … جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر

ہے جدائی میں زندگی مشکل … آجدائی نکر خدا سوں ڈر

اُس سوں جو آشنائی ٹک کری … آشنائی نکر خدا سوں ڈر

آرسی دیکھ نہو مغرور … خودنمائی نکر خدا سوں ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار … جبہہ سائی نکر خدا سوں ڈر

ولہ

جب صنم کوں خیال باغ ہوا … طالب نشۂ فراغ ہوا

فوج عشاق دیکھ ہر جانب … نازنین صاحب دماغ ہوا

پان سیں تجھ لباں کے سرخ ہوا … جگر لالہ داغ داغ ہوا

دل عشاق کیوں نہو روشن … جب خیال صنم چراغ ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ … دل صدبرگ باغ باغ ہوا

ولہ

جس وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا … ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

مت جا چمن ہوں لالہ بلبل پہ مت ستم کر … گرے سوں تجھ نگہ کی گل گل گلاب ہوگا

ولہ

ہت آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن — تجھ مکھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہوگا

نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کوں لیکر — سینے پہ عاشقاں کے اب فتح باب ہوگا

رکھتا ہے کیوں جفا کو مجھ پر روا اے ظالم — محشر میں تجھ سوں آخر میرا حساب ہوگا

مجھکوں ہوا ہے معلوم اے مست جام خوبیاں — تجھ انکھڑیاں کے دیکھے عالم خراب ہوگا

ہاتف نے یوں دیا ہے مجھکوں ولی بشارت — اسکی گلی میں جا تو مقصد شتاب ہوگا

ولہ

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا — ہر خوبرو کے حسن کے جلوہ سوں بے پروا ہوا

سینہ میں اب محشر تلک نیں کو بسرے وہ — جو تجھ نین کے جام سوں مے پی کے متوالا ہوا

پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلی مقصود کوں — جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن سودا ہوا

ولہ

لیا ہے جب سوں موہن نے طریقہ خودنمائی کا — چڑھا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت افزائی کا

ولہ

بہت دل تجھ مکھ کے کعبہ میں مجھے سو حجر دستا — زنخداں میں ترے تجھ چاہ زمزم کا اثر دستا

ولہ

کیوں کرے آلودہ زر جگ منی صید مراد — ہے علم او پر معطل صورت شہپر طلا

بلہوس کہتے ہیں دائم فکر رنگ عاشقاں — ہے مہوس کی صدا سینہ میں تدبیر طلا

بو کناری مکھ پہ تیری نے زلیخا وش نہیں — سورۂ یوسف کو لکھا گرد تحریر طلا

ولہ

خمار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجکوں — رکھوں نشہ نمن انکھیاں میں گر وہ مست ناز آوے

عجب نیں گر گلاں دوڑیں پکڑ کر صورت قمری — ادا سوں جب چمن بھیتر وہ سرو سرفراز آوے

ولہ

تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے — جس بزم منے یکبار وہ گل پیرہن آوے

سایہ ہو مرا سبز رنگ پر طوطی — گر خواب میں وہ نوخط شیریں بچن آوے

کھینچیں اپس انکھیاں منے جوں کحل الجواہر — عشاق کے گر ہاتھ وہ خاک چرن آوے

ہرگز سخن گولاوے نہ زباں پہ — جس بزم میں یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام وہ بندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی اولاد مین تہا۔ بلدہ چارہ کارمین پیدا ہوا۔ صغرسنی مین والد یا جد کے ہمراہ دلّی مین آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا مدت تک میرزا عبد القادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ پہر دلّی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر شہید کا مرید ہوا حضرت باباشاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اسوقت تکیہ مین باباشاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تہے۔ حضرت بابا مرحوم نے تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی جب زمین کو کہدوایا اسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکہنے سے حیران ہوتی تہی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمۂ آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد + مسجد اقدس خلیلے باصفا اتمام یافتہ + خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین۔ نہایت خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل دریا تیار کرایا گیا۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتہہ ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اُسکا فوّارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا نام صحن گلہائے رنگا رنگ سے سرسبز ہے اور درخت بہی فیض بہار سے کم نہین ہین۔ نہایت پرفضا مقام ہے اُسکے دیدار کا شوق زیادہ تر ہوتا ہے اور دل اُسکی سَیر سے سیر نہین ہوتا۔ تکیہ کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تھا نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تھا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب کہتا تھا سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوا اور نگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسی

وارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما — خود بخود بشکند از موج صفا شیشۂ ما

ہمت ز مکافات عمل مستغنی است — گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما

صاف نیرنگی ما نشئہ دیگر دارد — جام جمشید بود دُرد تہ شیشۂ ما

ما درین باغ نہال چمن تصویریم — ہست در خامۂ نقاش رگ و ریشۂ ما

وحدت از ساغر حیاتت می باقی دوام — میتراود می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز تھے۔ امرا مین معزز و مکرم تھے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ یہین کے علما کی

خدمت مین استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ و قدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پھر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ موزون الطبع و خوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بھرا ہوا ہے۔ لطف و مزہ سے خالی نہین۔ نیک سیرت و خوش خصلت تھا یاران ہم صحبت کے ساتھہ خلاق و اشفاق سے ملتا تھا۔ آسودہ حال تھا۔ سرکار سے معاش معتدبہ و منصب برقرار و بحال تھا۔ دوست پرور و فقیر نواز تھا۔ سنہ ١١٨٨ ہجری مین فوت ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

آرسی کو دیکہہ حورون نے درخشان کردیا	ذرۂ بیقدر کو خورشید تابان کردیا
نامۂ درد جدائی لکہا دلدار کو	خون کے شنگرف سے آنکھون نے افشان کردیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنیٔ رنگین لعلون سے بدخشان کردیا
رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا ہے مین

واضح - مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص - مرزا علی اصغر نام - وطن اصفہان ہے - بقدر ضرورت استعداد و لیاقت علمی کہتا تھا - فارغ التحصیل نہین تھا مستعد طالب العلم تھا - شعرگوئی مین لائق شعر خوب کہتا تھا - وطن مین پیشۂ زرکشی کرتا تھا - آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر بامید کامیابی ہند مین آیا - سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا یکایک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا - یہہ واقعہ سنہ ١٢٠٣ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پس از ریزش ندارد روے ماندن ابر نیسانی	قرارے میکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن نہید از بس ریزش سحاب	اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہین - عالم وفاضل وشاعر کامل ہین مولانا محتشم کے شاگرد ہین - آپ سنہ ۹۹۹ ہجری مین شیراز مین تھے - ابوتراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع مرا کہ نیز وصل ابوتراب ستان بہ غزلگوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی - کلام نمکین و شیرین ہوتا ہے - وطن سے ہند مین پہنچا - متفرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبد اللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا - ناظم تبریزی کہتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۳ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ - صاحب ریاض الشعرا نے مدفن اسکا گولکنڈہ دکن لکھا - من اشعارہ الفارسی

فشاند از عرق هرگاه زلف عنبرافشان را	وله	برون آرد ز ظلمت چشمهای آب حیوان را
ندارد آسمان هم در خور امید من کامی		ازان هرگز ندیدم بر مراد خویش دوران را
ز آسیب بوسه دیدیم بر پای ار نشانی		یارب دگر که بوسید آن خاک آستان را
گر سرشک آتشین نیز دل من دور نیست	وله	شعله نتواند نگاه دارد شرار خویش را
دور از و چشم در نظاره راسیماره کرد	وله	هر نگاهی خنجری گردید و در دل کار کرد
از شوق سوختن دل من هوا گرفت	وله	باغی که چرخ نامزد جان لاله کرد
گشتم چنان ضعیف که در گلشن وصال	وله	هر دم مرا نسیم بسوی دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار	ولہ	خاک سیہ بکاسہ چشم غزالہ کرد	
شب گزارہ بدل بیخوروخواہم کردی	ولہ	آنقدر گرم گشتنی کہ کباہم کردی	

واصل - مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص - مرزا ترک علی بیگ نام - اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تہے - باوجود استعداد علمی بمصداق شعر جامی

فلک بمردم ناداں دہد عنان مراد تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بست

دنیوی جاہ وثروت ومال ودولت سے کچہہ نفع نہین اٹہائے - درویشی کے رستہ مین ثابت قدم ہوئے - مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ہمیشہ ذکر وشغل مین مصروف و مشغول رہتے تہے - حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تہے - مسائل توحید وتجرد مین وحید تہے - شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تہے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تہے ذکر وشغل کے طریقے سیکہتے تہے - میان واصل کے دل مین محبت الٰہی کا جوش وخروش تہا - کثرت محبت وعشق مین ہوش سے بیہوش تہے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تہی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تہے - اکثر پر وجد وحال کی کیفیت طاری ہوتی تہی - کثرت رقت وجوش محبت سے ہر ایک کے آنکہون سے گنگا وجمنا جاری ہوتی تہی علی المخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تہے آپکی کیفیت وحالت سب سے نرالی تہی آپ عالم محبت کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے - خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوتے تہے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تہی - آپ عارف کامل

وصوفی واصل تھے۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے۔
شاعر خوش فکر و موزون الطبع تھے۔ شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہوگیا۔ آپکے شاگردون نے کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرکے اور گلہائے منتشر کا شیرازہ باندھکر گلدستہ بنادیا۔ دیوان کامل مرتب ہوگیا۔ ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے۔ ترجمہ کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین آپکا کلام توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے۔ آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند و دلاویز ہے۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تھے۔ آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا۔ ہر ایک دیوان کا رنگ نرالا ہے۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است انتہی۔ دوسرے دیوان کا انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمین سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد لکھینگے۔ تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہوجائے۔
کسی تذکرہ نویس نے آپ کی نسب و ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکھی۔ مگر ہمکو تحفۃ الشعرا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے۔ اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین اس دار فانی مین موجود نہین تھے۔ اپکا انتقال سنہ ۱۱۷۸ ہجری کے قریب مین ہوا ہے پیر و مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلۂ دال منڈی اورنگ آباد مین واقع ہے۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے۔ یزار و یتبرک۔
صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی۔ اور ایک نصاب ترکی۔ اس کتاب مین

اٹھائیس قطعات ہیں ہر ایک قطعہ میں اسامی اشیا و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکھے مثلاً قطعۃ البرد و ما یتعلق بہا۔ و قطعۃ الاطعمہ و ما یتعلق بہا و قطعۃ البحر و ما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

ازدل ما روشن چو مه جام صفا داریم ما — یک طریق از ابتدا تا انتها داریم ما
کارها بگشاید از امداد پیران بیشتر — قامت خم گشته محراب دعا داریم ما
راست بر سرو قد ما جامهٔ عریانیست — هستی خود عقدهٔ بند قبا داریم ما

وله

زود زورق از سبکسری بساحل میرسد — این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا
تازه گردد روح من از رشک و آه و عشق او — راحت افزای دل این آب و هوا باشد مرا
زجوش گریهٔ شوق تو رقص من پیداست — بود حباب صفت خانه بر آب مرا
از در گفتار تو در دل گره دارد صدف — معدن از لعل تو دارد در جگر خون بها

وله

از ره دل چه عیش کند از نشاط دهر — شاخ گل شکسته نه بیند بهار را
پروانه یافت خلعت رنگین ز سوز عشق — زنیسان شد امتیاز زه عاشق نواز ما
بنازم از فروغ حسن آن داغ محبت را — که نور از مهر رخشانش بود صبح قیامت را
نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاران را — چه باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را
سالک از جنس نفس مقصود حاصل میکند — ره بود پر گوهر مطلب هم غواص را
نکته گوهر صفت را نفس صالح لازم است — گوش باید چون صدف تا بشنود [illegible] ما
واصل بیان ماست سراپا فن بدیع — پیداست از معنی ما اختراع ما
بهر فروغ دل ز ضعیفان مدد طلب — امداد حسن بست بروشن چراغ ما
در سینهٔ ما گوهر ذاتی چو گره بست — جز گوهر یکتا نبود در صدف ما

تا ہست گرم بررخ تو اشتیاق ما	افتد بجان سرا زرام فراق ما
دل چون آزاد از علائق شد بہ نیرنگی	شتافت شیشہ ہرگز نبینی رنگہا
صبحدم آن مہر تابان تا کہ بردارد نقاب	در تماشا گاہ حسنش سربر آرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے - قافیہ الف و ردیف الف - قافیہ الف و ردیف با علی ہذا القیاس - ہر حرف کا بلحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے -

وفا محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص - آقا محمد امین نام - آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہین آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ مین اصفہان سے ہند مین وارد ہوئے مدت تک آصفجاہ بہادر کی رفاقت مین رہے - خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے - نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - اور آپ برار کی نظامت پر متقرر تھے - دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات مین عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہین - آقا محمد امین سنہ ۱۱۱۱ ہجری مین بلدہ ایلچپور مین پیدا ہوئے - والد ماجد کے سایہ عاطفت مین پرورش و تربیت پائی - کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کین - اور شعر و سخن مین بھی انہین دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی مین رہے - حدیث و فقہ و معقول مین بھی کامل تھے - درس و تدریس مین زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہین کی - توکل و قناعت کی جاگیر مین جاگزین و گوشہ نشین ہوئے - جو کچھ

یومیہ برار مین حکام سے ملتا تھا اُسپر قانع تھے۔ زائد کے طالب نہوئے۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تھے۔ مزاج مین تواضع وخاکساری بیشیار تھی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف و سرور ہوتا تھا۔ بزرگ باکمال تھے فرشتہ خصال وپاکیزہ خیال تھے۔ طبیعت موزون تھی نظم کلام مین لآلی آبدار ودرر شاہوار پروئے تھے معانی تازہ کا جلوہ دکھاتے تھے۔ آخر آپ سنہ ۹۳ا ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوئے۔

بلدۂ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبدالرحمن دولہ شہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت وشان سے ہوتا ہے۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفائے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکہے **ھو ھذہ**

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلۂ بیان روشن نمی تواند نمود۔ واگر تقریر سراپا غرق لجۂ چرب ونرمی گردد چربرسامان خشک مغزے نتواند افزود۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشائی شعلہ زیبسر۔ واز فیض بے پرواخرمی بر سطح تن زلال چیز توار نیست از موج لباس زتار در بر واز حباب تاج یاقوت بر سر۔ از ہجوم نگلہ ہائے چراغان کار روشنی چندا ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ وماہ عیار دستگاہ رنگ ریزدہی نپید وختہ سے

تعالی اللہ کہ از جوشش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گرد دول پرافشان

زسیر این چراغان پر فسون — شود پیرایهٔ نظارہ گلگون
ببین عکس چراغان در نم آب — بہار آتشی در عالم آب
صفا از بس گرفت آفاق یکسر — خرامد ہر نگہ آئینہ در بر
تماشا محو انداز سرور است — کہ اینجا شش جہت لبریز نور است
ضمیر این چراغان باشد از برق — کہ روشن می کند از غرب تا شرق
شد از جوشش ضیا نزدیک تا دور — بلند از ہر طرف فوارهٔ نور
مگر بحر خور آرد در تلاطم — کہ شد نظارہ ہا را دست و پا گم
ازین سیر بہار عالم آرا — کہ ہست از قدرت حق معنی انشا
بود گر بہرہ ات آگاہ بودن — چراغ دل توان روشن نمودن
ببین گر دولت شمع شعور ست — چراغ دیدہ را روغن ز نور است
بہر حال اندک از ظاہر سفر کن — ز دل در معنی ہر شئے نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ حاسدین نے نواب صفجاہ بہادر کی خدمت مین میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجھکو معتوب کئے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدردانی سے مجھکو اپنی سرکار مین بخشی مقرر فرما کر ایلچپور مین ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور ایکروز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرمائے اپنی طبع زاد سنائے اور سُنے۔ دیر تک خوب لطف رہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تھے اللہ تعالی غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا کہ جناب وفا صاحب نے جمعہ ۱۱۸۱ ہجری مین حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور سے یہان

آئے تھے ایک سال تک قیام کیے ۱۱۸۲ھ ہجری مین ایلچپور مراجعت کی - اقامت کے زمانہ مین اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے مکرر سہ کرر ملاقات کا اتفاق ہوتا تھا - بزرگ سیرت و صاحب کمال تھے انتہی کلامہ -

بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجکو خط لکھا کہ اس غزل کے چودہ شعر ہین مین نے چودہ برس مین موزون کیا - فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم مین ایک شعر کرم خوردہ ہوگیا برابر پڑہا نہین گیا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکھے گئے انتہی کلامہ **وھو ھذہ**

بادۂ عشرت وہد جام لب جانانہ ام ‌‌ گل کند چون غنچہ موج خندہ زین پیمانہ ام

کان یاقوتم ز دل ور زدیدہ ام گوہر شمار ‌‌ بحر و بر در آستین دارد جواہرخانہ ام

باشرر ہمچشمی پرواز دارد اشک من ‌‌ خاک تا گردیدہ میگردد ہوائے دانہ ام

فرصت از برق است و سرعت سبک پرواز تر ‌‌ گشت از پیری دوبالا بازی طفلانہ ام

دامن دشت جنون از کف ندادن عاقلیست ‌‌ گر کشم از گوشۂ زنجیر پا دیوانہ ام

بر چراغ رسم ظاہر ہمتم دامن فشاند ‌‌ روشن از دل کرد شمع سوختن پروانہ ام

ہست کیفیت پذیر از گردش چشم تو دل ‌‌ نے بسوئے شیشہ بخشد نشأئی پیمانہ ام

کیست تعمیرم نماید مہر عشق پاکباز ‌‌ تا فلک چیدہ است ناہمواری ویرانہ ام

داشت در بر دفتر بال و پر از تعلیم شمع ‌‌ کرد شب روشن سواد سوختن پروانہ ام

گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدرم بجاست ‌‌ پیش این جہل آشنایان معنی بیگانہ ام

می کند غواص بحر معنی روشن گہر ‌‌ از سخن معلوم استعداد استادانہ ام

رنگ پابوسش وفا آسان نمی آید بدست ‌‌ چون حنا عمریست باخون جگر ہمخانہ ام

خواب شیرینم نمک ریزد بچشم از اشک شور		از خموشی گر بگوش خود رسد افسانه ام

من اشعاره الفارسی

سیه کاری نماید سنگدل از غرو شان پیدا		نگین را رو سیاهی گردد از نام و نشان پیدا
نشان زان کم دقت شناسان را نشد حاصل		ز تصویر عدم گردد بحرفی در میان پیدا
ز جام خون جگر سرخرو چگونه شود	وله	چو لاله هر که درین باغ داغدار نیست
در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست	وله	بر سر خوان کرم پیوسته دل مهمان کیست
قرب هر جانست با جانان چو ربط تن بروح	وله	زین معیت نیک آگاهی نصیب جان کیست
خاموشی به گر ندارد مستمع فهم درست		در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست
بوی خلق خوش علاج دردناکی میکند	وله	کار آب زندگی این عطر خاکی می کند
نگرد و چشم خاکی سد راه سیر روحانی	وله	سبکروحان برنگ نکهت گل زین چمن رفتند
شبی روشندلان جا گرم اگر کردند از صحبت		سحر از سرو مهر پا چو شمع از انجمن رفتند
ز جبین چو موج نگویم که صورت گله شود	وله	تو از گشاده جبینی محیط حوصله شود
عشقت ز بس یگانگی اتحاد میکند	وله	ما را کسی که دید ترا یاد می کند
شبی بخاطر گلشن گذشت مژگانت	وله	زند ز خون رگ گل بهار جوش هنوز
تبسمی مگر از غنچهٔ لبت وا شد		صدای خندهٔ گل میرسد بگوش هنوز
بیا که بی می وصل تو چون سبوی تهی		نگه بدیدهٔ من هست بار دوش هنوز
در انگاه یادت پنهان خود نشینم	وله	تا میتوان ترا دید خود را چو [illegible] ببینم
قناعت پیشه کن بگذر ز حرص بد معاشی هم	وله	بعالم عالمی دارد تلاش بی تلاشی هم
چو شد از شوخی چشم سیاه پر داغ من		دل پر خون برنگ لاله می پیچد بداغ من

نسیم ہر نفس مے آرد از دل نکہت الفت　　مگر گلہائے داغ سینۂ شب بوئے باغ من

ولہ

دیگرے را بکرم گر کنی از خود سہل است　　ہنر آنست کہ خود بنمائے دگرے

وحشت ۔ شیخ عبد الواحد تہانیسری

وحشت تخلص ۔ شیخ عبد الواحد نام ۔ تہانیسری الوطن ۔ شاعر خوش فکر و پر گو تہا ۔ الفاظ شوخ و رنگین معانی دلچسپ و دلنشین کو استعمال کرتا تہا ۔ ضعف تالیف و تنافر کلمات سے کچہہ پروا نہین کرتا تہا اولاً میر ناصر علی سرہندی سے اصلاح لیتا تہا ۔ ثانیاً میرزا عبد القادر بیدل کی خدمت مین مشق کرتا تہا ۔ ہند سے دکن مین آیا ۔ شہر اورنگ آباد مین عالمگیری لشکر مین پہنچا ۔ امراو اہل مناصب کے توسل سے منصب مناسب و خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعد اللہ گلشن اورنگ آباد مین آئے وحشت کے مکان پر فروکش تہے اسوقت اکثر شعرا کا باہم جلسہ ہوتا تہا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بہی جلسہ مین شریک ہوتا تہا یہہ واقعہ صحبت مشاعرہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین تہا ۔ بعد ازان درہم و برہم ہو گیا وحشت نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اور اورنگ آباد مین مدفون ہوا من کلامہ

باکمال اوج در پستی ہلاکم کردہ اند　　آسمان وقت خود بودم کہ خاکم کردہ اند

ولہ

تصویر خود بنامہ نوشتن ضرور شد　　اظہار حال بے قلم مو نمی شود

چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است　　آرزو در سینہ نشکن جلوہ آرا نازک است

صد بیابان نالہ پرداز خموشی گشتہ ایم　　سرمہ میداند کہ فریاد دلہا نازک است

شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست　　شیشہ از حیرانی دل کن کہ صہبا نازک است

بمحفلے کہ حریفان وحدت آہنگ اند　　بہم چو دیدۂ تصویر محو یکرنگ اند

فغان ز بیخبری ہائے این خودی مستان | کہ کعبہ در بغل و رہ ہزار فرسنگ اند
جوابم بر لبش گرد خط نارستہ را ماند | بقدر آرزو بر خویش باشد گر سوال من
ز بس وحشت مرا بر دشمنان ہم رحم می آید | تپ آئے اعضار شیران میسر آب لال من
بسکہ از یاد تو حیرانی قیامت شور بود | جوہر آئینہ فریاد دل رنجور بود
در بیابانی کہ چشم بیخودی وا کردہ ایم | ہر کف خاکی تجلی خانہ منصور بود
خانمان پرواز می ہمت تماشا کردہ ام | صد بیابان عالم از ویرانہ من دور بود

وفا۔ ابو العلی حیدر آبادی

وفا تخلص۔ ابو العلی کنیت۔ عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہین آپکے والد ما جد و جد امجد اس ریاست مین شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہین۔ آپکے بزرگ ریاست مین معزز و مکرم تہے۔ آپکے جد مجد وعظ و نصیحت مین ضرب المثل تہے اور جد موصوف نے ایک نبی خانہ عمارت نہایت عالیشان و باعظمت تیار کرائی اور اسمین ہزارہا روپئے کے جہاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول مین اُس مکان کو روشنی و فرش وغیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تہے اور اسمین وعظ کرتے تہے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سننے کیلئے جمع ہوتے تہے۔ بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تہا اور اقسام اقسام کے کہانے بہی تیار کرتے۔ فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تہے۔ ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب مین لکہین گے۔ آپکے جد کا اصلی وطن

سورت تہا۔ وطن مالوہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد مدرسہ دارالعلوم مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تمام کین مستعد و لائق ہوئے شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا میر اختر تعلیخان سنجی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف و شستہ ہے ابہام و استعارہ سے پاک ہے۔ آپ خوش خلق و نیک سیرت تہے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تہے فقیر مولف کو آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی۔ **من اشعارہ الہندی**

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی	جان کہانیکو شب ہجر ہماری آئی
کبہی گلشن مین جو اس گل کی سواری آئی	ہو گیا سب کو یقین باد بہاری آئی
سر کو ٹکراتے ہے سنگ لحد سے پیہم	بعد مردن جو نہین یاد ہماری آئی
پہر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو	شد الحمد کہ پہر باد بہاری آئی
وہ بہی خود رونے لگا تہام کے ہاتون جگر	کوچۂ یار مین جب لاش ہماری آئی
آج بہجوایا ہے خط شکر خدا کرتے ہین	یار سے اس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدر آبادی

واقف تخلص۔ غلام علیم نام۔ حیدر آباد دکن کے باشندہ ہین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت و خواند مین بقدر ضرورت مہارت و لیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمت مین مشق کرنے لگا۔ استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین و با مزہ ہوتا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

یاس و امید مین ہے شب عدہ کشمکش — دیدہ نہ بند ہے نہ کہلا انتظار کا
اسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی — ملتا ہے مفت ہر مین نافہ تتار کا
برباد ہوکے دیکہین پہنچے ہین ہم کہان — پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا
موسی تو دعوی ارنی کرکے غش ہوئے — اب ہمکو دیکہنا ہے مآل انتظار کا
واقف کو آج دیکہہ کے آنسو نکل پڑے — کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ - میر سید محمد

والہ تخلص - میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا خراسان ہے - آپ سن شد و تمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور علم ادب کی بہی تکمیل والد ماجد سے کی - شباب کا عالم تہا - مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تہی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تہی - شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا - موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑہ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے - چند روز ہند مین قیام پذیر رہے - پہر ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے - بادشاہی منصبدار تہے انور الدین خان کی ہمرکابی مین متعین تہے - خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدر آباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدر آباد مین شادی بہی کرلی تہی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجہ سے حیدر آباد کو وطن قرار دیا تہا - اسیوجہ سے اولاً میر مفضل فاقشالی اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدر آبادی لکہدیا - اور

میر افضل آپکا معاصر ہے۔ اور تذکرہ تحفۃ الشعرا سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین تالیف ہوا ہے
مولف تحفہ نے آپکو باعتبار سکونت دیتا ہل حیدر آبادی لکھدیا۔ اسی وجہ سے
بعض تذکرہ نویس متاخرین مغالطہ مین پڑے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے ٹہیک
و درست لکھا۔ ہم بہی آپکے ساتھہ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش
کرتے ہین کہ تذکرہ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا
فرمائے والد کی ولادت حیدر آباد مین کیونکر ہوی۔ فتامل ولاتکن من المغالطین۔
صاحب گلدستہ نے لکھا کہ پہر آپ مدت درازہ کے بعد حیدر آباد دکن سے تہڑنگر مدراس
مین رونق افزا ہوئے۔ اُسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تہا وہین سکونت اختیار
کرلی۔ پہر مدراسی الوطن مشہور ہوئے۔ آپ عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ سخن دان
و سخن سنج تہے۔ شعرگوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکہنے مین نقاد تہے مدراس مین
اکثر شعرا آپکے چشمہ فیضان سے فیضیاب ہوئے ہین۔ مدراس کے اطراف و جوانب مین
اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوی ہین۔ آپ صوفی مشرب زندہ دل تہے درویش دوست
و کامل تہے۔ خوشمزاج و خوش خلاق کیا امیر و کیا فقیر کیا ہندو و کیا مسلم سب سے
اتفاق تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر سالک تہے۔ پاکیزہ خیال و شیرین مقال تہے تحریر و تقریر
مین سحر البیان تہے۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ۔ نازک خیالی و رنگین معانی
پر فریفتہ تہے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر
کا مزہ آتا ہے۔ آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ و ورق مین قسم قسم
حلوے اور انواع انواع شکرپارے دکہلائی دیتے ہین۔ شائقین دیوان کے مطالعہ سے
خوب لطف و مزہ پاتے ہین۔ ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکہتے ہین

تا کہ شائقین لذت پائین - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ مین بھی موزون کرتے تھے
آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف سے یادگار
ہین - رسالہ عروض و قوافی - رسالہ تصوف - فن انشا مین قانونچہ ہین - آخر بقضائے
کل من علیہا فان ۱۲۸۴ سنہ ہجری مین شہر نگر مدراس مین اس عالم ناپائدار سے دست بردار
ہو کر بہشت برین کے طرف متوجہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الفارسی

بزم امشب گر آن دلبر طناز می آید — کہ مہتاب از تمنا بہر انداز می آید

بگلگشت چمن نازک نہالم سیر سر آیا — کہ در گوش از شکست رنگ گل آواز می آید

ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزمم — کہ امروز از گل پیمانہ بوئے ناز می آید

گر مطرب شنید از نالہ ہائے والہ آہنگی — کہ با آہنگ دل طپیدن بہار تار ساز می آید

ولہ

ز بس از نگاہ وحشی سر در بیابانم — داغ آشفتہ ام ساغر کش چشم غزالانم

نیم صید گر انجا نی نسیم گلشن شوقم — ہوا خواہ بہار جلوۂ نازک خیالانم

خیابان شمع بزم دل تماشائی گل حسرت — بہار شعلہ سوزم گلستان چراغانم

ولہ

خیال زلف تو امشب کہ راہ خواب گرفت — چو مار تار یک رنگ شہاب گرفت

ز برگ لالہ حسنش نہ شبنم از عرق است — نظارہ ام ز گل آتشین گلاب گرفت

ولہ

ہر کہ ہمچو لالہ در دل سوخت داغ عشق را — ساخت لبریز از می سودا ایاغ عشق را

لالہائے داغ را پیچیدہ ام از تار آہ — دستۂ رنگین بستم گلہائے باغ عشق را

ولہ

روشن ز بنا گوش تو شد چشم تر ما — ہمت نکشد از صدف آب گہر ما

آئینۂ دل مشرق انوار تجلی است — تا مہر رخت سایہ فگن شد بسر ما

والہ از نکشد نخل ہنر منت خورشید
وله
از شاخ سخن پختہ بر آید ثمر ما

صاف طینت را بود در خاکساری آبرو
وله
منت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را

سینه صافان را دل از فیض خموشی روشن است / جلوه آهی نماید پر غبار آئینه را

والہ شکست توبه بجا شد که چشم عیش
وله
روی بهار در آئینه هوا

تا سایه رخس تو افتد بر آفتاب
وله
هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب

والہ نداشت طاقت نظاره جمال / روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب

مریز ای ساقی ظالم گل مستی بجیب دل
وله
که خواب خوش بپای سر و مینا می برد ما را

قرار از واله شیدا بود این مصرع صائب / همان بیطاقتی صحرا بصحرا می برد ما را

رشته عشقم مرا شمع مزار گل کنید
وله
پرده فانوس شمعم از پر بلبل کنید

تا کند جولان بگرد چشمه کوثر بحشر
وله
جان واله را نثار کاکل کنید

طبع روشن ز بس آئینه گریبوش منست
وله
صورت معنی رنگین در آغوش منست

کیست قمری و چه پروانه که نازو بر شمع / شعله قد نظر سرو زری پوش منست

بسکه شوق کشد بسوی شراب
وله
رودم از خود ز گفتگوی شراب

ز داغ عشق تو تا گشت شاخ گل دستم
وله
نمود و کوچه باغ است آستین مرا

بسکه شبها آهوی چشم کسی آید بخواب
وله
می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما

رقص بسمل کند از نالهٔ زنجیر دلم
وله
ای پری شوخی دیوانه مبارک باشد

این چنین کز غنچهٔ لعل لبت خواهد شگفت
وله
بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود

گرد دل را ابروش بیتاب ایمای لطف / زخمی این تیغ می گردد ز مرهم خسته تر

تا خیالش بدلم جلوه فانوسی ریخت / چون حنا خون جگر دیده بپابوسی آید ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک | شمشیر بدوش و بدمستش دوش
با زلف تو دل چه کارها داشت | من حلقه بگوش و بدمستش دوش

وله
برنیاید نگه از ضعف ز چشمم بے تو | با بشارات تو وابستهٔ شفائے تنم

وله
غلطد از شوخی عشق تو ز گهوارهٔ چشم | اشک چون کودک خو کرده بدامن گستاخ

وله
لاله خون مین دل گل زخمی نرگس بیمار | در چمن دل بچه تقریب شود وا بیتو

وله
غمزه بیباک و نگه مست و تبسم لبریز | شوخ جادو فن من طرفه بساز آمده

وله
قلم اے قاصد از شوق قلم ساز و چسان حرفی | که دل حرفی نویسا ند نگه حرفی زبان حرفی

وله
ز بس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت | مرا هشیار یم خواب فراموش است بیداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قدیر کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے - آپ سادات کاظمی المشہدی ہین - آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی - اور تربیت و پرورش بھی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین - چند مدت وطن مالوفہ مین رہے پھر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے اُسوقت یہان مدرسۂ انجینیری جاری و قائم تھا - آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تھے - اور طبیعت کا تعلق بھی قدرتاً اسی علم کے ساتھہ زیادہ تھا فن انجینیری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے - آپکو سرکار سے بیس روپیہ یاہوار وظیفہ مقرر ہوا - مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان دئے تب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر وامیدوار تھے کہ سرکار سے صیغۂ انجنیری مین کوئی
خدمت پر مقرر ہوجائین اُسوقت جناب نواب مکرم الدولہ بہادر معتمد مال نے
مدرسہ اعزہ حیدرآباد مین امراو شرفازادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین
مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسہ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے
آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرارپائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی
نہین ملیگا۔ آپکو مدرسہ انجنیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہئے
یہہ امر قرارداد ہونے کے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ
لکہا کہ آپ محمد وصل صاحب سندیافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُن کو وہی تنخواہ
دینگے جو محکمۂ انجنیری مین ملیگی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی
منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسہ اعزہ مین بہیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری
مین مدرسہ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑہ سو روپیہ
قرارپائی۔ پہر آپ چند سال تک مدرسہ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتہہ
اداکرتے رہے ہرسال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے
اراکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تہی کہ مدرسہ مین آیندہ کسقدر ترقی
ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات وموانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب
یہہ واقع ہوا کہ مدرسہ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی
مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تہی
مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر
نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش وجستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین سرکار عالی کے
محکمہ صفائی مین مساوی ماہوار پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ مین خدمت
مددگاری پر مامور رہکر سرکاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔
جب سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین بندگانعالی عرش آشیانے حضور پر نور میر محبوب علیخان نظام الملک
فتح جنگ آصفجاہ ششم شملگنڈہ مین تقریب شکار رونق افزا ہوئے تھے آپ بھی محکمہ
صفائی کے طرف سے اہتمام وانتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے
جو کام صفائی کے متعلق تہا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اور ملازمان سامی
خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانی اور ایک شکارنامہ جو اردو نظم مین
تصنیف کرکے مطبوع کردیا تہا وہ بہی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے آپکو اجازت
دی کہ اسمین سے چند اشعار پڑہو آپنے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔
آپ موزون الطبع وصائب الفکر تھے شعرگوئی وسخن کے فریفتہ مضمون رنگین معانی
شیرین کے آشفتہ تھے۔ روشنی طبیعت وصفائی طینت سے شعر موزون فرماتے تھے
آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت نمایان اور ہر ایک مصرع سے عذوبت عیان ہے
آپ ہمدردی قوم مین جان ومال تک دریغ نہین کرتے تہے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تہے
کہ کوئی ایسی بات کرنی چاہیے کہ جسمین قوم کی بہلائی ہو۔ عیدالضحی مین قربانی کی
کہالون کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی ہمدردی کا
ثمرہ تہا مدرسہ کے لئے علاوہ کہالون کے چندہ بہی سالانہ جمع کرکے بہیجتے تہے۔ آپکی
توجہ وہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی اعانت پہنچی تہی۔ مدرسہ کو کیا بلکہ
ہند کے مسلمانون کو آپ اسی ہمدردی کی تحریک سے ایک یا دو مرتبہ دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہاں جہاں اس قسم کے مدرسے تھے وہاں بھی گئے ہیں - غرض کہ
آپ فنا فی القوم تھے - صفائی کی کچہری مین جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن
منعقد ہوتا ہے اس جلسے کے آپ ہی موجد ہین - جلسہ مین شہر کے معززین شعرا
وامرا و عہدے دار جمع ہوتے ہین - شعرا حضور کے مدح وثنا و دعا مین قصائد پڑہتے
ہین - حاضرین سنکے تحسین وتعریف کے ساتھہ داد دیتے ہین - اسی جلسہ مسرت افزا
کو دیکہہ کے شہر کے امرا بہی کرنے لگے - شہر مین متعدد مقام مین جلسے منعقد ہوتے ہین
۱۳۰۹ھ ہجری مین حضور غفرت منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا - ہندو دکن کے
بلاد مین بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچہے پڑی ہے)
شعرا نے اسی طرح مین غزلین لکہین - اخبارون مین مطبوع ہوئین - آپ نے بہی بتاریخ
۲۰ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ ہجری کمپٹ شاہی واقع مانکوٹہ مین اسطرح مین غزل سنانے
اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب مین اس غزل کے چند اشعار ذیل مین
گزارش کرتا ہون - آپکا کلام خوبی وخوش اسلوبی سے خالی نہین ہے پاکیزہ وشستہ
ہوتا ہے - آخر آپ نے ۱۳۲۳ھ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی -
انا للہ وانا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے
نکالی (واصل حق داخل جنت) بیرون دروازہ چادر گہاٹ مسجد کے صحن مین
موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے - مولف فقیر کے مخلصین تہے اللہم اغفرلہ
آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی ومحمد اکرم ومحمد مکرم وحشمت علی وغیرہ
یادگار ہین سلمہم اللہ تعالی - **من اشعارہ الہندی**

کہین سے شہ نے دیکہا اک پری کو	کہ چٹ پکڑے ہوے در پہ کہڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے
چمن مین کسکی آمد اس گہڑی ہے
کسی جا گوش بر آواز گل ہین
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی

ولہ

یہ چوٹی کس لئے پیچہے پڑی ہے
نگہ با ہمدگر جب سے لڑی ہے
کہ خلقت پیشوائی کو کہڑی ہے
کہین نرگس بہی در تکنے کہڑی ہے
کہین قمری کی کوکو ہر گہڑی ہے

وزیر - میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص - میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین - نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد - آپ خاندان آصفی کے نور بصر و دودمان نظامی کے لخت جگر ہین - ریاست کے رؤسا مین ممتاز - اور سلطنت کے عائدین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی - تربیت و پرورش بہی اسی شہر کی آب ہوا مین ہوئی - نشو و نما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے - آپ ذہین و ہوشیار تہے دو ڈہائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پہر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بہی پڑہنا چاہئے - چند مدۃ عربی کا بہی شغل رہا - چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پہر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آیندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تہی - فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تہی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تہے آپ بہی اپنا کلام میر موصوف کو دکہلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی ورامراء دکنی مین اس فن ہانت و نطاقت
کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آتا ہے آپ صاحبزادون مین فریدا ورامرامین وحید ہین
مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور اُستاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت
کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے۔ اُستادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے
شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع
برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس با محاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ
ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے
آپ خوش خلق و حلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ اعزہ و احبا
کے ساتھہ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہین علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال و جوہر کے
جوہر شناس ہین۔ اعزہ و احبا کو اسبات کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے
دینا چاہیے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہیے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہو جائین
آپ خوش اعتقاد ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی
کامل و صاحبدل کے جویا ہین۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے
ہین مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہین ہر ایک مدعو کی مہمان داری و خاطرداری پوری طور
سے ادا کرتے ہین۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین۔ اور ہر ایک کی
تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ بندگانعالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے
ہین۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین۔ معاش لائق و جاگیر
فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہوگی۔
فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال ۱۳۲۹ھ ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ

و۲ نا الیہ راجعون من ۲ شعارہ الهندی

ہمسر کیا جو آپکو گیسوے یار کا	منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا
قاری ہوا ہے مصحف روے بتان نہو	حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا
کب ہاتھہ مین ہے باگ میرے اختیار کی	ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا
پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم	پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح - میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص - ارادت خان خطاب ہے - کشمیری المولد - جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادتخان شرفاء ساوہ سے تھا اور میرزا محمد جعفر اصفہان کا داماد - اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تھا - شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا - بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا - اور کبھی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا - کسی وقت بیکار نہین رہا آخر بادشاہ نے اسکو اجازت دی جہان چاہے وہان کی حکومت کرے - اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہان چندروز حکومت کرکے ۱۰۵۸ھ ہجری مین فوت ہوا - اُسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تھی اُس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا - اور اُسکا چھوٹا لڑکا میر اسحق ارادت خان عالمگیری زمانہ مین دارا شکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اور اُسی سال مین اس دار فانی سے رحلت کی - اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا - اور ۱۰۸۰ھ ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز اور

سنہ ۱۱۰۰ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا
اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چار ہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے
زمانہ مین دلّی مین سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ
واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد۔ اور تصوف مین میر سنجر
نقشبندیہ کا مرید تہا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بہی تہا۔ میر کی نسبت ساقی نامہ
کے دیباچہ مین لکہتا ہے { راہ اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی
تفریط از شاہ سنجر بتوان کشید۔ صراط مستقیم طریق وست و نعمت غیر مغضوب
تحقیق او در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرم
جمع بود۔ آن جوش فزایئے خم دیر سالہ و صاف پیمائے صراحی و پیالہ ثلاثہ غسالہ
شست و شوی باطن من چنان نمود کہ لوث کج فہمی مزاج و موا داعوجاج اصلا نماند
انتہی } اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکہا ہے۔ ہم ایک بند ناظرین کے
ملاحظہ کے لئے لکہتے ہین سے

اے فلک اے بیوفا اے ظالم اے بیداد گر	اے رسوز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
نے گریبان میدری نے خاک برسر میکنی	زینچنین شور قیامت از چہ ماندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر داد ہی بیداد ہی
خاک بر سر ریخت در ہجرت دل ناشاد ہی

لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکہا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان
بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری ملا۔ دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح مین اور
اُسکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے { فاتوا بسورۃ من مثلہ } اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت قمی دوسرا مسمی بفخر دارین دونو قصیدونکا کلام سرسری ہے۔ ہم فلک المعارج و فخر دارین سے دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکہتے ہین ؎

کہ گیرد از عزیمت من سست نیم تار	نہ گنجنی فلک کہ لاند اگر مہار
از موج بحر ہمتم اول قدم بود	نہ کشتی فلک چو بیابند بر کنار

قصیدۂ ثانیہ فخر دارین مین اولاً تشبیب کے بعد ازان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتاہے۔ منہا ؎

ولیک شکر عنایات لطف ہمت خان	کہ فخر می کند از ذات پاک و خانی
چگونہ شرح دہم کان ستودہ قدرشناس	کہ باد دولت ہر دو سرش ارزانی
مرا خرید بنرخے کہ لا نقش بودم	ازین منت اویم ز انسی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکہے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکہا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تہا۔ مہر کا نقش (الحق واضح) تہا۔ منجملہ رسائل۔ مثنوی مرات دیدارہ + کمند وحدت + نغمۂ و شیون (مقابل مخزن اسرار) (مقابل سلسلۃ الذہب) (مقابل ہفت پیکر)

آئینۂ رازہ + تاب زنارہ + ساقی نامہ + اسرار معنوی (مقابل محمود ایاز) (مقابل سبحۃ الابرار) (ہم بحر سکندر نامہ) (در پیروی مثنوی مولوی)

یہہ ساتون مثنویات کو ۱۱۷۵ہجری مین شروع کیا او ۱۱۷۸ہجری مین تمام کیا یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنی۔ مرات دیدارہ کے پچپن اشعار ہین نغمہ و شیون ایک جزو۔ کمند وحدت کے ایکانوے اشعار۔ آئینہ راز کے ۵ جزو

وتاب نار ایک جز + ساقی نامہ دو جز + اسرار معنوی ایک و نیم جز۔
ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات وغیرہ اشعار پر
شامل ہے۔ صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے
اپنے تذکرہ مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر
اکتفا کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

پرواز چون کند ز چمن مرغ جانِ ما — در پائے گل بخاک سپار آشیانِ ما
دل از طپیش ز رفتن خود میدہد خبر — آواز پا بود جرس کاروانِ ما

وله

ز مقراض فنا نورست شمع زندگانی را — بود آب دم شمشیر صندل سرگرانی را
با اسیرے چکند معجزۂ یوسف حسن — ہفت در واشد و نکشود در زندان را
بزخم دل نمک ما ہتاب مرہم نیست — سواد سرمہ شبہائے تار را در یاب
گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند — چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب
باسکندر نداشت صحبت بزم روشنان بلد — خق بدست خضر باشد گر خورد تنہا شراب
واضح از شور جنون صبح قیامت شدہ ام — انچہ انجام دو عالم بود آغاز نیست
داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است — رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است
تا بے حجاب بوئے گل آید بزم دل — در نو بہار چاک گریبان غنیمت است
میرود دل بیخبر سوئے جنون تدبیر نیست — اینقدر دانم کہ الفت میکشد زنجیر نیست
بوئے خون از نفس باد صبا می آید — شاید از گلشن داغ دل ما می آید
سنگین مشو کہ زود فرو می روی بخاک — دیدم بلوح تربت قارون نوشتہ اند
راحت و رنج بود خواب پریشانی چند — یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسے می آید — که مرا یاد ز کنج قفسے می آید
بے نوا را اے نسیم غمزدا فریاد رس — گرد غربت بست بر بار رخنۂ چاک قفس
سیر کردم گرمی ارباب دنیا سوختیم — در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختیم
جنگ ہفتاد و دو ملت را سپر انداختیم — تیغ کین بر ما مکش اے خصم مردی مکن
بره جنون دویدم خبرے خود ندارم — نگہم کجا فتادہ دل من کجا نشستہ
بکاغذ ابر خگرے پیچیدہ ام یعنی دل خود را — صبا دا گر بہ بر حالم کنی اے نامہ بر رحمے
آرزو جوش طپش زد در دل ناشاد ہستی — صید ما در بیضہ دارد چشم بر صیاد ہے
ہستی ما خاکساران نقش پای بیش نیست — چشم بر راہ خرابی دارد این بنیاد ہے
الٰہی کعبہ میخانہ بادا انقدر باقی — کہ مینا سجدۂ ساغر کند من سجدۂ ساقی

رباعی منہ

دنیا کہ در و دل بہوس پیچیدہ است — رنج است مآل و راحتش فہمیدہ است
غوغاش تمام حسرت و بیمزگی است — چون صبح عروسی و چو شام عید است

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہیں - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیار سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسباً جعفری مذہباً شافعی - قوماً نائطی مولداً مدراسی ہیں - والد یا جد کے ہمراہ کم سنی میں حیدر آباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوی - سن شعور وتمیز کے ابتدا مین فارسی و عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد
اساتذہ سے ختم کین - آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین مقرر ہوئے - درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج
کرتے گئے - عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے - ہر ایک محکمہ مین
امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے - ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری
ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے - حسن خدمات کے صلہ مین (۱۴۱) روپیہ ماہانہ وظیفہ
خزانہ شاہی سے پاتے ہین - چند مدت سر وقار الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد
و صدر تعلقدار رہے - پائگاہ سے بہی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے - آپ دو سال
تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدر آباد مینو سپالٹی کے
رکن اور ایک سال نائب صدر نشین - اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زمانا
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوشیٹسٹ ممبر ہین - آپ سرکارین یعنی سرکار نظام
و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین - آپکی عزت و عظمت مسلم ہے
آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزازاً نظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا
اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی - اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند
مین قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہین - آپ علم دوست و ہنر پسند ہین - علما و فضلا
شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرتہً و فطرتہً موزونیت واقع تہی
بنا بر علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن
ہے - سخن سنج و سخن فہم ہین - فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
جو کچھہ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

معنی تخلص ورمولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام دونون زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے۔ فی زماننا مطبوع ہو کے شایع ہو چکا ہے۔ آپ اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا۔ آپکو تاریخ گوئی مین ملکۂ تامہ حاصل ہے فی البدیہہ کہتے ہین۔ فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین۔ غرائب الجمل کے دیکھنے سے آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمیناً پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین تو اپنی و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ اڈیشنس نظام فنانس رونیولورڈ اس شایع ہو چکا۔ سرکار سے انعام صد ہزار سے زیادہ ملا۔

مندرجۂ ذیل کتب مطبوع ہو کے شائع ہو چکے ہین۔

فن فلاحت مین ۔ فلاحۃ النخل ۔ کاشت انگور ۔ کاشت ترکاری ۔

فن سیاق مین ۔ سیاق دکن

فن تاریخ مین ۔ تاریخ النوائط ۔ محبوب السیر ۔ عطیات سلطانی

فن جمل مین ۔ غرائب الجمل ۔

فن طیور مین ۔ حیوۃ الحمام

فن لغت مین ۔ آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھہ رہے ہین۔ چار جلدین شایع ہو چکی ہین اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہند نے

پانسو روپئے سکۂ کلدار انعام - اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپے سکۂ محبوبیہ منظور فرمایا ہے - ہر چہہ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک کے لئے وقف کردین - اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر تالیفات کے خالص نفع سے کتب قدیم نادرالوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف فرماتے ہین اسوقت تک سنہ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ اکزامنرس کلکتہ محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بہیجے ہین -

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید - عقل و فراست و تدبیر مین ذات و حید ہین صایب الرائے و مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین - معاملات دنیوی مین راست بازی سے کام کرتے ہین - ناجائز طور سے کسیکی عایت نہین فرماتے - جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے اُسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی راست بازی و صاف گوئی دیکہہ کے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب تند مزاج و سخت گیر ہین - جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف کرتے ہین - چنانچہ فقیر مولف بہی سُنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپسے بہت کم ملتا تہا لیکن فی زماننا مجہے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا - نہایت محبّت و اخلاص سے پیش آئے اور آتے ہین - خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم مین لمین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا مین سچ کہتا ہون کہ جناب والا صاحب جمیع واقع مین عزیز الوجود ہین - مغتنمات سے ہین خدائیتعالے آپکو سلامت رکہے - آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیر خواہ ہین - آپ کی ذات بابرکات سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے - آپ ان دنون نفع عام کی غرض سے تالیف و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین - ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کر رہے ہین اور کتب و لغات طبع کر کے خلائق کو
بلا قیمت ہدیۃً و تحفۃً تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زماننا نادر الوجود ہین اللہم سلمہم بالخیر
والعافیہ - فقیر مولف آپ کی تالیفات کو سورخانہ محققانہ دیکھتا ہے - درست
ولائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھی ہے
اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے
اتبک اس فن مین جامعیت کے ساتھہ ایسی کتاب نہین دیکھی گئی - اسیطرح دیگر رسائل
بہی ہین - فی الحال آصف اللغات لکہہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین
ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے -
اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین
اور مولف کے کلام کی داد دین - **من اشعارہ الفارسی**

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا		وے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض و لبجویت یک صفحۂ صد دیوان		یک شعر دو ابرویت بیت الغزل آنہا
بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را	ولہ	کہ بر آتش نشاند آب تابش آب و آتش را
ز چشمم خاست سیل خون بجوش آب آتشگون		بہم آوردہ در مضمون جہانش آب و آتش را
قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب	ولہ	در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آب و جار و من از مژگان کشم در راہ عشق		گر بود چشمے کہ او از دو در برمی دارد آب
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او و لے		ہر زبان زخم دل عشاق برمی دارد آب
دل من گر بدست دلربا نیست	ولہ	بدستم اختیار من چرا نیست
گرت سیل سر شکم رہنما نیست		چرا در دیدہ ام نقش پا نیست

برزده چون آفتاب سر ز گریبان صبح
آئینه حیرت است از رخ تو آفتاب

وله

پیش تو گردش نقاب شرم پر دامان صبح
سرمه کش غیرت است دیده حیران صبح

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند
عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر

وله

آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
نازت را یک نظر در دلم ارمان نماند

دوش با پیوسته ابرو اتفاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمدم وصالت زنده کرد

وله

اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
در من و جان من یجان افتراق افتاده بود

برنگ ابر نیسان بخت مینا آب در ساغر
بتابید شب نف تو هشیاران غافل را

وله

ز جوش باده خیزد صد درّ نایاب در ساغر
نماید عکس مست نیم خوابت خواب در ساغر

در چشم آبدار تو آبی ندید کس
جز روی بی نقاب تو از تاب حسن او

وله

در جویبار تیغ حبابی ندید کس
عشاق را بدست حجابی ندید کس

دود آهم بر لب گلنار می من همچو شمع
سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم

وله

سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع
تو ده خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ
بر آب دیده من (حالیکه در من وست)

وله

بجوهرش سر تسلیم کرد خم دم تیغ
پلی است بسته تیغ نگاهت از خم تیغ

پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه
تند بر آید ز چشم باز در آید به چشم

وله

برون جان مشکل است حیف ز چنگ نگاه
لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه

بدیده مست خوابی بی خواب و نیم باز تو خوابی
ز حسنت چو نیمی نقاب گیرد به نیم قرص آفتاب گیرد
چو مهر و مه با تو شد مقابل بمهر و شد آفتاب حاصل

وله

بجام مست نیم مست کرشمه سازت شرابی
ز رخ گر نقابی ربود ز مهر آفتابی
رسید نیمی بماه کامل بقسمت آفتاب نیمی

انتخاب رباعیات

باشد بہ دلم حرمت نام حافظ
در چشم من است احترام حافظ
او خواجۂ شیراز و ولا بندۂ او
این نظم کجا - کجا کلام حافظ

ولہ

ابروے تو کرد عاشقے را نہ تیغ
تیر نگہت جفا کند ہمرہ تیغ
کافی است گرہ برابروت بہر ولا
مشتی بمحل بہ بود از حربہ تیغ

ولہ

خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست
حرفے تو آگہ کند از دشمن و دوست
آید بزبان ہر آنچہ باشد در دل
از کوزہ ہمان برون تراود کہ دروست

ولہ

دود دل ما کہ بر سما خواہد رفت
در بارگہش شکل دعا خواہد رفت
ابر کرمش نجیر دہد زین کہ ولا
آخر آبے بہ جوے ما خواہد رفت

ولہ

حاسد ز حسد بہر چہ خواہد نرسد
نیکوئے خواہ را گہے بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب
بدخواہ کسان ہیچ بہ مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر
صد گوہر اشک ریخت از چشم پدر
از تخرجۂ لطیف گفتم تاریخ
این شمع شد از قطع زبان روشن
۲۱۷۸ - ۳۰۰ = ۱۸۷۸ ع

ولہ

پیشکار رکن کشن پرشاد
شد وزیر حضور شاہ دکن
اے ولا سال سرفرازی اوست
دل ما شاد و چشم ما روشن
۱۳۲۰ ھ

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی
اقلیم سخن کی ہے یہہ بد اقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل نہ رہا
استاد سے ہو گیا زمانہ خالی
۱۳۱۲ ھ

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل مینائی

جس روز یہ چھپا ہوا وہ مقبول جہان
کیا خوب کہی ولاؔ نے اسکی تاریخ

دیوان سخنور جلیل ذیشان
سلطان قلم و سخن کا دیوان ۱۳۲۸ھ

ولا - سید ابو سعید المخاطب سید ابو طیب خان

ولا تخلص - سید ابو سعید نام و کنیّت ہے - آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان امامی کے فرزند ہین - آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تھے - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی ظہیر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین - اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ نائطی عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے - موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے - درجۂ کمال کو پہنچے - فن خطاطی مین بے نظیر تھے - مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولا تخلص عطا کرکے یہہ بیت لکھی

خط وافی بہر از سبزہ چو بلبل والا　　　اولین جوش بہارست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے - مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تھا آئے - مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین اولاً طریقۂ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کر کے واپس آئے - آپکے بہائی عمادالملک سید محمد یحییٰ خان بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکہا - پہر آپ اُسی زمانہ مین حافظ یار جنگ کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہو کے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کئے گئے - نواب موصوف اپنے تذکرہ مین لکہتے ہین کہ سبحان اللہ کیا شان والا ہے - اُستاد کامل دریا دل ہین - آپکے نیسان فیض سے ہزار ہا طلبہ کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے ایک عالم کا جیب دل مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجۂ استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تہے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے تہے - نظم کو ایسی ادا سے پڑہتے تہے کہ دل مسخر ہو جاتے تہے - اور نثر کو بہی ایسے لہجہ سے ادا فرماتے تہے کہ قلوب تازہ ہوتے تہے - تاریخ دانی مین بے نظیر تہے - مثنوی معنوی و کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تہے - اور متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تہے - صاحب تالیف و تصنیف تہے - مثنوی بحر عجم - و مثنوی آیۂ رحمت و رسالۂ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد عرفی - و چند رسالۂ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیہا فان ہشتم ماہ صفر سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضہ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع متیال پیٹہ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین اور نواب اعظم جاہ نے یہہ لکہی ھوھذہ

نکتہ سنج رموز دان سخن	رخت بربست چون سوئے عقبیٰ
بیدل شاد گفت ہاتف غیب	رفت ہیہات زین جہان والا
سہر خوش عصر ابوطیب خان	ولہ گروزین دار فنا چون رحلت
راقم از سپہر خرد سالش خواست	گفت ہاتف بخلد در جنت

آپ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کردیتے تہے۔ محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تہے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکہہ کے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ھوھذہ

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن	سر و قامت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ہے

خارج ز بیانست کمال والا	مفقود زبان ست مثال والا
گر شمہ بخاطر ز ثنایم داری	این نظم نشانست ز حال والا

من ۲۰ اسعارہ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را	کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را	کرامت کن اثر برگ حنا آسا زبانم را

شدم زہجو کمان یک استخوان پہلوان والا
سیہ پوش است یارب در غم تو حرف حرف من
مداد اعنت و بود بسم اللہ عنوان ما
ہست دور از خلل آمیزش صافی گہران
نرم خوئی سبب امن بود از ظالم
گر پسر شد بہ از پدر چہ عجب
اہل بصیرت از سخنے رنج می برند
مس را چو زر بروئے محک کس نمیکشد
گشت حسن از پردہ ظاہر صورت جانانہ شد
خاست دود از شعلہ حسنے گیسو نام یافت
صاف طینت را شود عرفان فزون بعد از دفن
جان کند تعجیل رفتن چون شود قامت دوتا
دل بعشق خال او خواہد ز لعلش بوسہ را
دائم آفت دان مکن بر نعمت دنیا ہوس
نمی افتد بغفلت ہم نگاہ چشم فتانش
جز سیاست نبود کار ریاست جاری
بنگر از چشم بصیرت رفعت والائے شرع
ہست زینت بلندی جملہ دیوان از شرف
کے بود در لکنت او ہیچکس را جای حرف

وله غم ابروئش زبس کاست جسم ناتوانم را
وله کرامت کن اثر چون بت خود پرست دیوان را
وله ہست بیت ابروی مطلع دیوان ما
وله نتوان ساخت جدا چونکہ فتد شیر در آب
نشود زخم نمایان چو زنی تیر در آب
وله لعل از سنگ می شود در نایاب
وله مو در میان دیدہ کم از نوک خار نیست
سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست
وله عشق در جوش خروش آمد دل دیوانہ شد
چاک زد عشق جنون انگیز در دل شانہ شد
وله این سخن از ہمہ ہنگام شغل مل رسید
سر عیش یارب بجا باشد کہ او بر لب رسید
وله شخص تریاکیست کز رنجت آید تنگ شکر
وله می شود زنجیر آخر شہد بر پائے مگس
مگر سخنم رقم کردند زان سرگشتہ مژگانش
وله نشود خامہ روان تا نزنی آن را قط
می نہد عرش برین بر زبر خود پائے شرع
می شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ
دم مبادم شیرینی لعلش بگیرد پائے حرف

ایکہ بہ سائل از لب ممسک جواب خشک	ولہ	از جیب خشک سال برآید سحاب خشک
اصلا از گرم جوشی خوبان مخور فریب	ولہ	کز جیب آفتاب برآید سحاب خشک
عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز	ولہ	میرسد شبنم افتادہ بہار زبر گل
چون درخت نو کہ سر بر میزند از جیب تخم	ولہ	ہر دو دست خود ز رنگ پے بہم سودہ ایم
کردہ ایم از سرمۂ ابروئے ترا دنبالہ دار		حسن این بیت بیند از مستزاد افزودہ ایم
دستگیر عاجز واماندہ شمشیرست و من	ولہ	خاک گشتن بہر دلگیر کار اکسیرست و من
دل من از گل داغش بہ بستان میزند پہلو	ولہ	ز جوش اشک چشم من بعمان میزند پہلو
زاہد کجا شناسد رمز سیاہ چشمش	ولہ	ہر کو وے نگردد از بحث کحل آگاہ
از رخنۂ دل گوہر آہستہ بمن گوید		صدا من نہان باشد در گوشۂ تنہائی

وفائی ۔ سلطان اسمعیل عادل شاہ

وفائی تخلص ۔ اسمعیل عادلشاہ نام ۔ یوسف عادلشاہ والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا ۔ بادشاہ حلیم و کریم و سخی تہا ۔ علم دوست تہا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تہا ۔ اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تہا ۔ نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا خیرات بیشمار کرتا تہا علما و شعرا کو خوب دیتا تہا ۔ ظلم و ستم کا روادار نہین تہا مجرمین کے ساتہہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکہتا تہا ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تہا ۔ نیک سیر و شیرین زبان تہا ۔ زبان سے کبہی فحش نہین نکالتا تہا سخندان و سخن فہم تہا ۔ اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تہا ۔ فقیر مولف نے آپکا حال

محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتھہ لکھا ہے۔ ان کنت مشتاقًا فارجع الیہ فرشتہ نے لکھا کہ علم موسیقی وشعر مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور وفائی تخلص کرتا تھا سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی مین لطیف ومتین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا۔ انتہی کلامہ۔ آخر وفائی صاحب ترجمہ بمعرکہ محاصرۂ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا۔ بیماری کے سبب پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا۔ اور چارشنبہ بتاریخ ۱۶ صفر ۹۴۱ ہجری مین فوت ہوا قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان ز قید بہر آزادست پنداری ۔۔۔ ما ار دلبری بر جور و بیدادست پنداری

مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد ہر دم ۔۔۔ دل ویران عاشق محنت آبادست پنداری

ز عشق قامت سرو سہی مانند پا در گل ۔۔۔ دلش صد پارہ وز بار دل آزادست پنداری

ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش ۔۔۔ نصیحت ہائے سرزاہدان باوست پنداری

دل ریشِ وفائیم آن چنان خود کردہ باتیرش ۔۔۔ کہ پیکانش بجائے مرہم افتادست پنداری

ولہ

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم ۔۔۔ بجز دیدہ اشکباری ندارم

شبے بگذرد کز فراق تو چو شمع ۔۔۔ پر از اشک حسرت کناری ندارم

من و عشق و رندی کوی ملامت ۔۔۔ براہ سلامت گذاری ندارم

ازان با غمش خوگرفتم وفائی ۔۔۔ کہ غیر از غمش غمگساری ندارم

ولہ

دل ز لفش حکایتے دارد ۔۔۔ از شب غم شکایتے دارد

تا کے آزار اہل دل طلبی ۔۔۔ بیوفائی نہایتے دارد

خون دل میخورم ز غصۂ یار ۔۔۔ با رقیبان عنایتے دارد

دل سختش زآہ من شدرم — آہِ عاشق سرایتی دارد
اے وفائی منال از ستمش — کہ ستم نیز غایتے دارد

وحدت ۔ محمد امان اللہ

وحدت تخلص ۔ محمد امان اللہ نام ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ قاضی سراج الدین قدس سرہ کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۳۲ ہجری مین قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بہی وہان کی ہوا مین پایا ۔ والد یا جد و دیگر اساتذہ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی ۔ ذوی استعداد تہا ۔ آپکے والد قندہار کی قضا پر مقرر تہے ۔ اور آپ پرگنہ نرمل کی قضا پر مامور تہے ۔ شعر و شاعری سے مناسبت رکہتے تہے ۔ کبہی کبہی موزون فرماتے تہے ۔ صرف آپکا ایک شعر ملا ۔ **ھوھذہ**

انجام انکسار بود اوجِ اعتبار — تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی است

ولا ۔ سید حمید الدین

ولا تخلص ۔ سید حمید الدین نام ۔ مستعد خان خطاب ہے ۔ آپ سید ابو الطیب خان والا کے فرزند ہین ۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی ۔ ابتدائے شعور مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی ۔ مختصرات عربی تا کافیہ پڑہ چکے مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی و مولوی تراب علی خیرآبادی محمد حسین ہالی کے حلقۂ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم مین مصروف ہوئے ۔ ذکی الطبع و تیز فہم تہے ۔ تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسہ کمپنی

مین بہی شریک ہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آئے جو رحمت آباد
کے قریب تہا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت تند مزاج و شوخ طبع
تہے۔ جب مشاعرہ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والد ماجد
کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب سے سرفراز ہوکے
مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن مالوفہ مراجعت
کی۔ وطن مین مدۃ العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۶۹ ہجری مین اس
جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والد ماجد سے اصلاح لیتے تہے۔
فصیح البیان و شیرین زبان تہے۔

من اشعارہ الفارسی

یافتم از فتنہ کاریہائے خال روے یار — عقل بالادست باشد قامت کوتاہ را
الفت مال تیرہ سازد دل — دیدہ باشی خریطۂ زر را

ولہ
چون ذرہ راکشد رخ گلگون آفتاب — از خود روم چون شبنم مفتون آفتاب

ولہ
محفل بادہ کشان بیتو خموش است امشب — قلقل شیشۂ می سر فروش است امشب

ولہ
دست و بازوئی کہ گاہے عقدۂ کس وا نکرد — پنجۂ مریم صفت سر تا قدم پیدا عبث

ولہ
نیست مژگان کہ باطراف دو چشمش پیدا — صف آراستہ بر میکدہ رندان گستاخ

ولہ
بہر او نقش قامت او تا جبین کشد — بنید چو بینیش الفے بر زمین کشد
نام آوری اگر طلبی سر بسجدہ باش — کین خط سر نوشت جبین نگین کشد
تا از سواد زلف کسے کامران شدم — فرمان روائے کشور ہندوستان شدم
عمریست ہمچو جادہ براہے فتادہ ام — اے من فدائے رہ تو گاہے گذر بکن

رباعی
جان نثار است بادشاہ آفاق — بر سبزہ سرش رفت چو مصحف بہ طاق

یا احمد مرسل است بر پشت براق	جبریل ابر رہ یا سلیمان بر تخت

وفا - مرزا عبد الباقی

وفا تخلص - میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام - گلزار اعظم کے مؤلف نے لکہا
آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپائگان کے فرزند ہین - ملک عجم آپکے بزرگان
سلف کا وطن اولاً عراق عرب ثانیاً خراسان و صفہان تہا - آپکا مسقط الراس
بغداد شریف ہے ۱۲۱۲ھ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت
مین تربیت و تعلیم پائی - والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے
وہان علمائے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے
علما سے سند علوم و فنون کی حاصل کرکے محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی
خدمت مین شعر و شاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے
لگے - نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے
ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے - حیدرآباد دکن مین پہنچے - مدت دراز تک منیر الملک
بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے - چندے وزیر کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے - پہر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین بتقاضائے
آب و خورش مدراس مین پہنچے - سرکار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر
مقرر ہوئے - ذی استعداد و لائق تہے قصائد گوئی مین استاد تہے - غزل کم کم کہتے تہے
خوشنویس تہے - ہفت قلم تہے - فن خطاطی مین استاد مانے جاتے تہے مشاعرہ مین شریک
تہے - آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوئی - **من اشعارہ**

غنیمت گر بار رقیبان ہمنشین اے بیوفا
مسکن خوبان دل از وفا بود و کنون
بر تن از غیرت خاد سرموئے چون سوزن مرا
بخت وا ژون بین کہ شود در پئے مسکن مرا

خورشید را بجنس تو سنجیدہ ایم صبح
ہر نکتہ کہ بود نہان در دلم ز عشق
دیدیم چون ستارہ مقرون آفتاب
یکیک سرشک بر رخ من جستہ جستہ گفت

خور بے کسب فروغ بر در ما ہم مدام
ز وصل یار جدا او فتادہ می گویم
ہست بدریوزگی ہمچو گدایان صبح
سرنیاز بہر و نہادہ می گویم

صبح چو طغیان کند اشک جہان پیمائے من
آسمان گرد و زمین از چشم انجم زائے من

وصفی ۔ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص ۔ سرفراز علی نام ۔ آپ شاہ نجیب بخش ساکن قصبۂ امیٹھی ضلع لکھنؤ کے صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق جد ملا جیون شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت ۱۲۵۷ سنہ ہجری مین واقع ہوئی ۔ نشوونما کے بعد مولوی علام امام شہید کی خدمت مین تعلیم پائی ۔ موزونی طبیعت خداداد تھی ۔ شعروشاعری کے طرف متوجہ ہوئے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے ۔ تھوڑی ہی مدت مین مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے ۔ فارسی اردو دونون زبان مین موزون فرماتے ہین ۔ آپکا کلام فصاحت وبلاغت سے خالی نہین ہے ۔ شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے ۔ آپکا حسب دیوان مین ۔ ترانۂ بلبل و نغمۂ عندلیب ۔ و گنج تواریخ ۔ و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین ۔ آپ ۱۲۷۹ سنہ ہجری مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے ۔ صدر محرافعہ مین منشی گری پر مقرر ہوئے ۔ مدت تک عہدۂ مفوضہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوفہ گئے ۔ وہین

فوت ہوئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے
منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدرآباد مین موجود ہین۔ نواب خانخانان نظام یار جنگ
بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔ من اشعارہ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است	داد خواه کدام صیاد است
سر شوریده را دو اجستم	گفت سنگ مزار فرہاد است
بیدار شو و یار روش نرم نگرد	ور آه من خسته اثر هست و اثر نیست
بسکه دیوانهٔ آن نرگس فتان گشتم	می شدم جام شدم گردش دوران گشتم
از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد	دیوانه چو با مست در افتاد بر افتاد
بیمار تو دمساز سپند است درین بزم	بنشست چو برخاست چو استاد بر افتاد
گریم چنانکه اشک کباب جگر شوم	سر تا بپا گدازم و شمع سحر شوم
وصفی اگر بدار کشندم بجرم عشق	من هم ز کشتگان غمش نامور شدم

وصفی۔ میرزا وصفی

وصفی تخلص۔ میرزا وصفی نام ہے۔ عراقی الاصل تھا۔ خوش طبع و خوش وضع تھا
علم و فضل سے آراستہ تھا۔ سخن سنجی و شعر گوئی سے زیادہ رغبت رکھتا تھا۔ پرگو تھا
ولایت عراق سے حجاز گیا۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہو کے ہندوستان کی طرف
روانہ ہوا۔ سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے۔ صرف وصفی صاحب جریدہ
نجات کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کے علاقہ مین
آیا سکونت اختیار کی۔ علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تھا

زور و قوت مین بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رہنے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کئے۔ یہہ واقعہ ۱۲۷۶ھ ہجری مین واقع ہوا۔ من کلامہ

دل فریبا نہ برہ میرود و می ترسم	کہ صبا دا بودش دل نگرانی ازپے
نگار من تو چنان تندخو بر آمدہ	کہ کس بہ تندخوئی تو بر نمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابو تراب کے فرزند ہین آپکی ولادت ۱۲۰۵ھ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خوردسالی مین والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان مین لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما	تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت مین کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم مین مدرسی پر مامور اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

فائز المرام ہوتے تھے ۔ من اشعارہ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا — سایہ سان کاے نباشد با غم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا — حضرت منصور وقف تا بود ہادی مرا

ولہ

تا بقاے نفس سان نے — شور ما غیست اختیاری ما
کرد مارا چو نقش پا واقف — ہادی خلق خاکساری ما

چشم ہجر یار ہمہ سر سپید شد — اشکم مگر بشست بصابون آفتاب
آید یاد مگر روے زرافشان کسے — دلم ز دیدن انجم سحر روشن است امشب
بند از ہستی تو حجابی ست در نظر — ورنہ بروے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی ۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص ۔ شیخ نور العین نام ۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور مین منصب قضا پر مسلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے ۔ واقف صاحب جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تھے ۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی مین مصروف رہے ۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہین کہ واقف نے مجھسے بیان کیا کہ ایک رات خواب مین یہ مصرع میرے دل مین گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزون کیا ع در خندہ اختیار نداری برنگ گل ۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصرع دلمین آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا زود بیا ۔ چھ مہینہ تک

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ؎

دل زدستم بہ شبستان غمت گم گردید - انتہی کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت و اتحاد روحانی تہا - دونون باہم اتفاق کرکے سیر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے - بتاریخ ۲۹ ماہ رجب سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے - میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے - حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا - اور واقف بسبب بیماری و ضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہوگیا - عذر خواہی مین کہتا ہے ؎

گرچہ جان ہمچو لب نزدیکست   دور بودن یارب نزدیک است

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تہے - کہ شرف زیارت و حج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانیکی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے - جب حاکم نے زیارت و حج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی - دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے - ۱۵ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۵ ہجری اورنگ آباد پہنچے - شاہ محمود خلیفہ بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریباً ایک سال تک رہے - اسی مدت مین چند روز حیدرآباد بہی گئے - پہر سال مذکور یعنی سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے - راستہ مین مابین بالاپور و اورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان و اسباب لوٹ لیا - بے سر و سامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے - بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہہ کے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا - اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

عینکی دو پارہ سیماب با ما ماندہ است   چشمم بجواب دل بیتاب ما ماندہ است

کردند غریب غارتے راہزنان ‏— سہ ماند و نماند ہیچ چیز از سامان
بردند ہر آنچہ بود الا عینک ‏— وا ماندہ بما ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونون بالاپور سے کہولاپور گئے پہر وہان سے لکہا کہ خرچ کافی نہین ہے پہر آزاد نے دوبارہ اعانتہً خرچ بہیجا۔ آخر دونون بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب مین داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ مین اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

میان چشم او در بند دارد جان محزون را ‏— پے پائے غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نیست می در کار رنگ آن رخ پرنور را ‏— حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ بر کرسیٔ ناز آرد نشست ‏— عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامۂ داغ است گرم ‏— سر و بازار بست اینجا ہم کافور را
چون نے نساخت ہمدمے ہیچکس مرا ‏— نالم اگر بتیغ شود ہمنفس مرا
گفتم کرا ہم دل ازین دلبران شہر ‏— خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
قربان آن لبیم کہ بخشش نکرد میل ‏— با آنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس را ہر چہ ممکن بود داد ‏— با وجود حسن یوسف نغمۂ داؤود داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند ‏— بیمار را زیادتی خواب گران کند
حسن در پردہ محال است کہ ماند پنہان ‏— غنچہ گل گردد و گل ہیز بہ بازار آید
مقبول نیست جز بہ تیمم نماز عشق ‏— مائیم و خاک کوئے گو ابرو مباش
بسیار دلبرانہ نگہ میکنی مگر ‏— دانستہ کہ دل ز تو امی بایہ میکنم
شب فراق چراغی ز دل فروزم و گریم ‏— چون شعلہ قسم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

بگلشن وصف دہنت کردم گل را خجل کردم — حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم
ز من شرح پریشان حالی ہشت بیتش واقف — نبوعی شد اداکان لفظ کاکل را خجل کردم
نمیکند بدمے کار زخم کاری من — بگو کہ جمع کند دل ز من نگاری من
بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم — کہ از جفائے تو بیش است امیدواری من
ور حنا کس نہد دست باین رنگ کہ تو — پنجہ در خون جوانان زدہ پیر شوی
ایکہ پیوستہ زنی تیر و نداری سپرے — نخوری تیر دعائے سحری از جگری
سزاواری بزندان قفس بلبل چہ بینائی — تو خود کردی چرا قدر گل و گلشن ندانستی
نفس شد قطع از بے ہمد میہا رو بگو آرم — مگر آنجا کنم پیوند فریادی بفریادی
دم مزن اے تیغ با ابروئے یار از ہمسری — بخت کج باشد دلیل قاطع بے جوہری

وازع - حکیم شاہ زین العابدین قادری

وازع تخلص - شاہ زین العابدین نام - نسبًا و نقبًا و قومًا قادری نائل نا عظمی ہین
گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ غلام محمد نائل نا عطی المخاطب بہ رضا حسین خان کے
فرزند ارجمند ہین آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت مند خان بہادر کے
ہمراہ دہلی سے محمد پور ہین آئے - سکونت پذیر ہوئے - وازع صاحب کی ولادت
سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین واقع ہوئی - عقل و شعور کے عہد مین کتب فارسیہ اپنے برادر بزرگ
شاہ حسن علی قادری نائل و محمد اسلم خان شایان سے ختم کین - اور شعر و سخن کی مشق بہی
بزرگان مذکور کی خدمت مین کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمت مین کتب طب کی سند حاصل
کرکے مطب مین مشغول ہوئے - اور علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمت مین

پٹرہ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی - اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر مین بھی لیاقت و استعداد حاصل کی - علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطاء اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے - اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے - اور اخلاق و عادات پسندیدہ مین بے مثل - جامع علوم و فضائل تھے - ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے - آپنے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا - افادہ و افاضہ مین کوتاہی نہین فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ - رسالہ لیلۃ القدر - و صدقۃ الفطر - و تکمیل المہام فی الصیام - و تبصرۃ الواہب - و تکمیل الحجہ - فی بیان السنۃ و البدعۃ - و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین - و مراۃ الحق وغیرہا چند روز مشاعرہ اعظم کی محفل مین باریاب رہے - ملازمت سرکاری سے فائز المرام ہوئے - آخر مقام ویلور مین عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے - آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا بعض احبا سے سنا گیا - کہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے ہین واللہ اعلم بالصواب - **من اشعارہ**

سادہ لوحان را تحمل از جفای خلق نیست	یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
ہوشیاری ظلمت افزائے نگاہ باقیست	بیعت و سنت سبو کشف العطا باشد مرا
در شہود آن پری شبہا مرقب بودہ ام	بیخودی ما گہ جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا
کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد

برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او
چو صیاد دیدہ دامے گستر د آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز۔ شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص۔ شیخ عبدالقادر نام۔ قادر علیخان بہادر خطاب ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہین آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے آپکے والد ماجد محمد پور مین سکونت پذیر تھے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین بلدہ نیلور مدراس مین واقع ہوئی۔ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت مین کتب مختصرات سے فارغ ہوکے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کین استعداد کامل حاصل کرکے شاعری کے میدان مین قدم رکہا۔ سید ابو طیب خان والا۔ و محمد اسلم خان جوہری و مسعد خان ولا وغیرہم کی خدمت مین اپنا کلام پیش کرتے تھے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ پختگی کو پہنچا۔ معاصرین مین معتبر شمار کئے گئے۔ اوائل حال مین آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تھے۔ چند روز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے۔ پہر سرکار انگریزی مین ملازم ہوئے۔ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ آخر درجہ تحصیلداری ضلع نیلور مین فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تھے۔ امانت و دیانت کے ساتھہ امور مفوضہ کو انجام دیتے تھے حسن خدمات کے صلہ مین خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے۔ سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوئے

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوی۔ من نتائج طبعہ

بیطاقتی چو راہ سنا می شود مرا
نازم بضعف خویش کہ مانند بوئے گل
آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا

ولہ

چہ پرسی اے پری رو حالت دیوانہ خود را
گریبان چاک و بر سر خاک در جان حسرتے دارد

ولہ

چمن را اعتبار تازگی از پایہ افتادے
دلت ہمراز شد محو ہوائے گلشن دنیا
بیاد لعل لبہایش چو لالہ خون دل شم
صبا شوخی مکن با طرۂ زلف نگارینش
در حجاب زلف روئے خویش پنہان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن
گر آید بر مزارم آن بت نیرنگ ما لوسے
نہی جستی گر از رخسارہ گلگونش تو سل گل
وے بر بیوفائیہاش خندد بے تامل گل
بہر پا آتش چون آتش یاقوت خاموشم
چو بوئے گل ز تحریک نوا زسر می پرد ہوشم
بہر با صبح وطن شام غریبان کردہ
چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
بر آید از نئے پر استخوانم بانگ ناقوسے

ہمدم۔ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خانخان کا خلف الصدق ہے۔ مرزا محمد خانخان مورخ کے بنائرین ہیں۔ آپکے جد اعلیٰ نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے ہمدم کی ولادت برہانپور میں واقع ہوی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تھا۔ آپ بھی بائیس سال

کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے ۔ مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تہی فتوحات مکیہ و فصوص رات دن مطالعہ مین رہتی تہی یکایک دلمین محبت آلہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و ما فیہا سے تارک ہوئے ۔ ہر وقت دیدۂ گریان اور دل بریان رہتے تہے ۔ آخر برہانپور سے حیدر آباد آئے حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق و سجادہ نشین تہے ۔ اُن کی خدمت مین بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے ۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حضرت نے دیکہا کہ ہمدم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے ۔ بناءً علیہ آپ کے دامادی سے سرفراز و ممتاز فرمایا ۔ چند مدت بسر کر کے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رخصت لی ۔ اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے ۔ مرشد کی درگاہ مین مقیم ہوئے ۔ انتہی کلامہ ۔ عالم فاضل و منشی بے نظیر تہے طبیعت مین ذکاوت ترقی پر تہی شعر گوئی کا خیال ہوا ۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہنے لگے میر سید محمد والہ حیدر آبادی سے ابتدا مین اصلاح لینے لگے ۔ خود استاد آپکی کلام کو دیکہکر کہتے تہے کہ اُستادانہ کلام ہے اصلاح کی ضرورت نہین چند روز اصلاح برائے نام لی پہر ترک کر دی ۔ فارسی کلام بہت ہی شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بہی لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہوتا ہے ۔ آپ مدۃ العمر حیدر آباد مین رہے آخر سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین فوت ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

در ملک عجم عشق تو شاہ است دل ما	با فوج سرشک اہل سپاہ است دل ما
تابوت بسازید ز شاخ گل نرگس	جان دادہ شمشیر نگاہ است دل ما
گشتہ است نقرہ آب بیابان ز ماہتاب	ز جوش بحر شیر بمیدان ز ماہتاب
رنگین شدہ است تا کہ ترا از نگار دست	بردہ ست رنگ دست تو از نو بہار دست

دل بگیسوی پریشان تو بیخبری نیست	وله	گوی من وزخم چوگان تو بیخبری نیست
حاصل آب بی تابی بود دانه اشک	وله	چشم گریان دل بریان تو بیخبری است
کی حق نمک کند فراموش	وله	عاشق اگر لبت مکیده باشد
یوسف که بچاه گشت پنہان		حسن تو بخواب دیده باشد
ساخت باسوز ہر آنکس ہنری پیدا کرد	وله	سوخت بر شمع چو پروانه ہنری پیدا کرد
نیارد تاب رؤیت ماه چون سوی تو می آید	وله	بنازم آفتابی را که بر روی تو می آید
دل دیوانه ما را فسون بستن و کشتن		تکلف بر طرف از زلف و ابروی تو می آید
دل ہسیپاره می آرد نیاز مصحف رویت		چو ہمدم با وضو از اشک خود سوی تو می آید
بجا ہیکرد ما را مست و مدہوش	وله	تہی ساغر بکف مینا در آغوش
شاخ سنبل را قلم کن گر نویسی وصف او	وله	مصرعی از قطعه خوش خط ریحانست زلف
قطعہای باغ حسنش سیر کن از چشم سیر		نرگستانست چشم و سنبلستانست زلف
با زخم دل خویش بمرہم نفروشیم	وله	شادی بستانیم و عوض غم نفروشیم
شاه مردان بود امام من	وله	گرچه باشد کسی امام کسی
تو حرفی خط آن خوشدہن چه میدانی	وله	ز نقطه ہیچ نخواندی سخن چه میدانی
ز مخموری بمیخانه فتادم بر قفا جامی	وله	عصای گردن مینا کف صہبا سبو دستی
مبادا بشکند موی کمر از بار میترسم		منه از ناز ای نازک میان زنار مو دستی

من اشعار الہندی

جان بر لب رسیده باقی تہا		مجہہ مین اور عشق مین حساب ہوا
کرو تم جور یارا کہو گلابی جان پہلو مین	وله	تمہین ہم دلکا شیشه بر مینای سر نثار دیتے ہین

نہ شب ہجر مین آتا نہ دن مکھہ دکھاتا — ولہ — نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا

تڑپتا ہون روتا ہون جلتا ہون ہجران سے — ولہ — دل خون ہوا میرا دلبر کے ہاتون

آرائش حسن کون جب وہ بیٹھے گا کر روبرو آئینے کو مصاحب — ولہ — دلے جا کہیا ان میری شانہ زبانی تو سب بھید زلف و کاکل کا کہنا ہے

تاریک راتون مین بارہ تارے وو نین — ولہ — زلفون کی بالون مین الجھا میرا دل

ان ماربچھون سے اس منگی مہری کو — ولہ — افسون گری سے فسونگر پہر آ جا

ہجران کی تلخی سے دل بیزار ہیگا — ولہ — میرے سلونے سے کوئی جا کے بولو

کڑوی کسیلی رقیبون کی باتون سے — ولہ — ہون ترش لب سے میٹھا چکھا جا

قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجہ پاس ظالم — ولہ — شہادت کا رکھتا ہے خواہش

ظالم تغافل کا اب وقت نہین ہیگا — ولہ — یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبد الہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص۔ عبد الہادی نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ سامی کے تلامذہ مین سے ہے۔ علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ سامی اسکو کہدیتے تہے۔ لچھمی نرائن تذکرہ چمنستان مین کہتے ہین کہ مجکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع مین ہادی کچھہ نہین تہا کیونکہ جسوقت مین حیدرآباد آیا اُسوقت میان ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل مین ہم صحبت ہے کئی مرتبہ بینے مصرع ریختہ طرح کئے مگر اُس عزیز سے ایک مصرع بہی سرزد نہوا۔ کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجہے ثابت ہوا کہ یہہ بیچارہ بے بہرہ مایہ ہے۔ ہان حسن صورت جمال سے آراستہ تہا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تہے۔ حسن مجازی سے احسن الخالقین کے طرف پہنچتے تہے انتہی کلامہ

مین کہتا ہون کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل لکہنا اسبات کو نہین ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعرگوئی کے کوچہ سے ناآشنا ہو شاید اول کہتا ہو - اب کسی وجہ سے ترک کردیا ہو اکثر شعرانے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی ورسالک اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تھے ابتدا مین خوب کہتے تھے - آخر مین جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات وممنوعات سے توبہ کیئے از انجملہ شعرگوئی بہی یک لخت ترک کردی تہی - یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہیئے - ہادی صاحب دیوان ہے - دیوان کم وبیش پانسو ابیات ہین - ہادی حیدرآباد مین سکونت پذیر ہو گیا تہا سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین زندہ تہا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہین ہوی اس وجہ سے قلم انداز کیا -

من اشعارہ الہندی - مدح شاہ سامی

سمجھے ہے ورد زبان بسکہ نام سامی کا
رہون مین کیون نہ ثنا خوان مدام سامی کا

سہیح وقت اگر مین کہون تو ہے برجا
جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا

بہری بہری کیا ہے زبان کو اہل سخن
نہین یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا

شرف ہے مجکو جہان کے سخنورون پہ تمام
ہوا ہون جب سے مین ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر مال کی شان مین

جلکین ہے دلچسپ از بس حاجی اکبر کے سخن
سنکے اسکے شعر مین گلشن مین سب بلبل خموش

نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹھی بات سین
یہہ ہین تیرے ظالم کیون نہو حلوا فروش

کیون نہو آنکہو کو میرے تیرے دیدے وستی
دل ہیرے ہے شیفتہ گر انکہین تیرے ہین بادہ نوش

ولہ

یقین مین تم بتاو جنکو ہرگز بوجتا نہین ہو
حبیب اپنا شفیق اپنا نگار دلربا اپنا

جہان فانی مطلق ہے عبث دل بستگی اسین
یہ اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجھ پر مہربان ہوگا مت ہو بیقرار	وله	ہادی کامل سے مجکو یہہ اشارا ہوگیا
دلدار پر میرے ہے عجب کچھ بہار آج	وله	ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج
غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہماری دل دیکھ	وله	ہائے جل جاوے گا ڈر تارہ انگارونکو نچھیڑ
سن یہہ قائل ہادی کامل کی یہہ گفتار ہے		ایک کا مائل ہو بلبل ہزارونکو نچھیڑ
ہے سرنگون چمن مین اور زرد رنگ غم سے	وله	نرگس کو جب سے تمنین انکھیاں بتائیان ہین
عشق کی بے تابیان تو دیکھ		کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی - شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص۔ شاہ ہاشم نام۔ بیجاپوری الاصل ہے۔ علی عادلشاہ کے زمانہ مین تھا
نصرتی ملک الشعرا کا معاصر تھا۔ اندھا مادرزاد تھا۔ مگر اُسکے دل کی آنکھہ روشن تھی
نہایت ذکی و فہیم تھا۔ ہندی مین غزلین رنگین کہتا تھا۔ اکثر آپکا کلام ایہام و تلازم
شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ قصۂ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے۔ لچھمی نراین
نے تذکرہ چمنستان شعرا مین آپکا تخلص ہاشم دکنی لکھا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین
شبہ ہوگیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکھہ دیا ہوگا۔
لچھمی نراین نے بھی اُسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا
یا ہاشم کوئی اور ہو۔ اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم۔ سیدی مسعود خان بیجاپوری
ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص کہتا تھا۔ ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو اندر بلایا
تمام اہل حرم موجود تھے کوئی پردہ نہین ہوئے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تھا ہاشمی نے اُس وقت
سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس و زیور اور شکل و صورت کا

ذکر تہا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہ شاعر بیٹہا ہے وہان سے اٹہکر سب پردہ مین
پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے
وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے
اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے
آپکا انتقال سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

رضا گر مجکو دیتے ہی کرون گی گہر مین جا داور	اگر مجہہ ہو دیگی فرصت صبح پہر آونگی چہوڑو
اگر کوئی آکے دیکہے گا تو دلمین کیا کہیگا	مجہے بدنام کیا کرتے کہین مین جاؤنگی چہوڑو

ہاتف۔ میر عاشق حسین خان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین خان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہان پوری
کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلیٰ میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب
ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار
مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب اور منصب مناسب سے سرفراز فرمایا
آپکے جد اعلیٰ سرکار عالی کے نہایت ہی شکرگزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر
ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بہی حکیم صاحب کی
بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپکے والد نے بہی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی
تہی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تہے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تہے۔ بیماری کا
حال خوب استفسار کرتے تہے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تہا تو آپ اسکے
معالجہ سے دست بردار ہوتے تہے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علما شہر سے

پڑہین اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا
خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہین۔ عمر تخمیناً چالیس
برس کی ہوگی۔ آپنے شعرگوئی کا فن میر سرفراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ہجری
سے حاصل کیا مدت تک مرحوم کی خدمت مین مشق بعد ازان حکیم نواب مرزا احمد خان
ہوش بریلوی کی خدمت مین سخن کی اصلاح لیتے رہے۔ فارسی وار دو دونون زبانو نمین
کہتے ہین۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی نغمات توحید اردو مین آپکی تصنیف سے ہے

من اشعارہ الہندی

یاد آتے ہین ترے رخسار اے سرو روان
بھول جاتا ہون چمن مین گل کی رنگت دیکھکر

چھوڑدی خوئی جفا ہی وائے قسمت یار نے
کاوش زخم جگر کا محو لذت دیکھکر

جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہین جو بہت
دل لگاتا تہا کسی سے نیک ساعت دیکھکر

ولہ
اپنی حقیقت اپنی خودی کو مٹا کے دیکھہ
رہتا ہے کون دلمین ذرا سر جھکا کے دیکھہ

ولہ
مذہب ہاتف مسکین کو نہ پوچھو ہم سے
لوگ کافر جسے کہتے ہین مسلمان ہے یہی

ولہ
اٹھ جائے مدینہ کیطرف کو میرا لاشہ
مین خاک رہ کوئے رسول عربی ہون

ہادی۔ ابو الحسن محمد داؤد حیدر آبادی

ہادی تخلص۔ ابو الحسن کنیت۔ محمد داؤد نام۔ حیدر آبادی المولد والمنشا ہین۔
طبیب و حافظ قرآن ہین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و قابلیت رکھتے ہین
سخن سنج وسخن فہم ہین۔ فارسی شعرگوئی مین مولوی عبد العلی صاحب متخلص بہ والہ سے
مشق کرتے رہے۔ اور اردو مین مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے۔ جو کچھ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سلیس با محاورہ ہے۔ آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہے ادام اللہ بقاہ

من اشعارہ الہندی

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا	اللہ نگہبان ہے پھر ارض و سما کا
تاب رخ انور سے بڑا حسن مہ و مہر	رتبہ ترے زلفون سے گھٹا مشک خطا کا
کیا حال کہا کیا کہون فرقت مین شب غم	بیتا ہون نے ارض کا نالون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل داغدار را	یک درد نیست جان من بیقرار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم	پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
من وشت وشت از خودی خود نمیرسم	آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص۔ گیان رائے نام۔ آپکے اجداد کا اصلی وطن جھجر ضلع دلی تھا۔ مگر آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی۔ نشوونما کے بعد والد نے وطن مالوفہ روانہ کر دیا تھا۔ آپکے والد اول وطن سے نواب قلیچ خان بہادر کی رفاقت مین حیدرآباد آئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ حسین قلیچ خان بہادر خسر پورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ۔ اور چند روز رہکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے پھر نیا عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی خدمت پر آئے۔ پھر بدستور چند روز کے بعد دلی جانا ہوا۔ پھر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

ملازمت مین شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے۔ آخر آپکے والد حیدرآباد دکن مین فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے مہر کو وطن سے بلواکر باپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا۔ اور اُستاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ شعر گوئی مین ہوشیار و ذہین تھا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تھا۔ آخر سنہ [illegible] ہجری مین عالم عناصر سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورتگر جمال تو چون اہتمام کرد	وله	رنگہا کہ داشت در قلم خود تمام کرد
سینہ پوشیدہ سنبل و بید چون حال پریشانم	وله	ندانم زلف مشکین کرا یارب نظر کردم
رفتہ ام دیوانہ زیر خاک ہرگز کس نکرد	وله	از شرار سنگ طفلان شمع تربت روشنم
نعرہ باید بعرض جوہر جرأت فلک در خصومت		چو شمشیر اصیل افتادہ ام در دست نامردی

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص۔ یوسف عادلشاہ نام ہے۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکھا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی سنہ [illegible] ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب ترجمہ تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

دعوی کیا تھا کہ مین ایلدرم بایزید کا فرزند ہون قریب تھا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہوجائے
لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تھا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین
سے سوائے ولیعہد کسیکو زندہ نہ رکہے۔ تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بنائً علیہ سلطان محمد
نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب جمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت و اہالی سیاست
مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر لیجائین۔ سلطان محمد
کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تھی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے
نہایت ہی پریشان و حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو
آج کی رات مہلت دیجئے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کردونگی
ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر
کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر
ساکن ساوہ کو بلایا فرمایا خواجہ آپکے پاس کئے غلام فروختنی ہین۔ جوابدیا کہ پانچ غلام
گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک جو
یوسف کا ہم شکل و ہم رنگ تھا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پھر سوداگر
سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجکو زر و جواہر سے مالا مال
کردونگی۔ یعنے یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے
خواجہ مال و زر کی طمع سے اُسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد و روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی
کہ اگر مین شاہزادے کے ساتھہ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہوجاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی
کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح بر آمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے
دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدۂ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بھیجدیا۔ جلّاد نے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو مکفون کرکے دفن کردئے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سرحد عجم مین مع الخیر پہنچا اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مرقد پر نذر معہود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف فرمایا۔ پھر خواجہ اپنے وطن مالوفہ ساوہ مین آیا شاہزادہ کی تربیت وتعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتھہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے کے لئے بھیجا شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتھہ لکھواکے روم روانہ ہوا۔ جب سکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک و نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔ شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بھی دیا والدہ فرزند کا خط دیکھہ کے بہت ہی خوش ہوئی۔ پھر چند روز کے بعد شاہزادے کی انّا کو مع فرزندان انّا روانہ کیا۔ جب شاہزادے کی انّا اور اُس کے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اُسوقت خواجہ عماد الدین سوداگر ہندوستان گیا تھا۔ انّا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل وعیال راز مخفی سے آگاہ ہوئے کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم ہوئی۔ اُس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے اُن سے چارسو تومان لئے۔ انتہی کلامہم

پھر سوء اتفاق وگردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ وحاکم ساوہ کے درمیان مخالفت واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ ساوہ سے قم مین آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ ساوہ مین مراجعت نہین کرونگا بعد ازان قم سے بطریق سیروسیاحت برآمد ہوا۔ کاشان واصفہان سے سیر کرتے ہوئے شیراز مین پہنچا۔ چندمدت شیراز کے باغات سیرگاہون مین عیش وعشرت کے ساتھہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہان سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہوگیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب مین خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کر فائز المرام ہوگا
فوراً اس بشارت کے پاتے ہی ۸۶۴ھ ہجری مین بندر ہرمز سے کشتی مین سوار ہوکے مع الخیر
والعافیہ مصطفیٰ آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہان خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا محسن
و مربی تہا ملاقات کی۔ پہر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اُسوقت نظام شاہ بہمنی
خوردسال حکمران تہا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی و محمود گاوان مین باہم
محبت و اتحاد کا رابطہ مربوط تہا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلون مین شریک فرمادیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
مین باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلون مین شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت مین اکثر کارنمایان کئے اور متعدد معرکون مین کامیاب
و فیروزمند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تہا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تہا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تہا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہوگئی تمام
صوبے خودمختار ہوگئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ۸۹۵ھ ہجری مین یوسف نے
عادلخانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
مین بظاہر سنی المذہب تہا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت مین امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمربستہ ہوا۔ واقع مین یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین کی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ پر سنی المذہب تہا لیکن شاہ صفی کی ارادت
وعقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تہا۔ ۹۰۸ھ ہجری مین ایک مجلس عظیم

منعقد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ مجکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تہی اور فرمایا تہا جب تجکو سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو معزز و مکرم رکہنا مین نے عہد کیا تہا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے کہا ہوشیاری احتیاط کے ساتہہ کرنا چاہیے ایسا ہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب مین۔ اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید وغیرہم سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہرچہ بادا باد مین اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی مددگار ہوگا۔ پس روز جمعہ ماہ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تہی کہ صحابہ کرام و سنیان اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بناءً علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل دور ہوگیا تہا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط و آمیزش رکہتے تہے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تہا۔ اور اس بیت کے مضمون پر کاربند تہے ؎

گر آن بہتر ورین بہتر تراچہ	چون حلقہ ماندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تہے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تہا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہین بنتا تہا۔ بعض امرا مثلاً میان محمد
المخاطب عین الملک و دولاور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پر مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکم دینکم ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک کے جانب سے خبر دیتے رہین انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تہا۔ سخاوت و علم سے موصوف و شجاعت و عدالت و خیرات و حسنات مین معروف
تہا۔ خطاط تہا۔ خط نستعلیق خوب لکہتا تہا۔ علم عروض و قافیہ مین مہارت تمام رکہتا تہا۔
اور علم موسیقی مین استاد۔ طنبورہ و ستار خوب بجاتا تہا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تہا
ہمیشہ اسکی مجلس مین شعرا و علما کا مجمع رہتا تہا۔ قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تہے شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا کبہی کبہی خود بہی شعر کہتا تہا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتھہ رکہتا تہا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہین کرتا تہا۔ ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تہا تاکہ ارا کین کے قلوب مین صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور ان کے اخلاق شائستہ سے ملک مین آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند قوی ہیکل تہا
حسن و خوبی مین گویا یوسف زمانہ تہا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن مین ایسی شہرت تہی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامہ خلائق ہیجاپور مین آتے تہے سواری کے دن راستہ مین صف بستہ کہڑے ہو کے نظارہ
کرتے تہے اور زبان حال سے کہتے تہے ع رہزن کاروان زہد و پرہیز + بدعت نہ

دوستی خصمے آمیز * در کوئے تو از ہجوم نظارگیان * نے جائے ستادن ست ونے راہ گریز

جہانگیری زمانہ مین ایران وتوران وعربستان وروم سے صاحبان علوم وفنون بہادران

کاروان کو خطوط وخرچ راہ بہیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اوراُن کی عزت وآبرو ایسی کرتا تہا کہ

اسکے سایۂ عاطفت مین شکرگزار ہوکر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح

دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمتے تہے کہ مرکر اُٹہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا۔ قلعہ مذکور کی تعمیر گلی وخاکی تہی

عادلشاہ نے پختہ گچ وپتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ مکٹ راؤ مرہٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے

امرا کی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن وجمال مین حور وپری سے کم نہ تہی اُسکا نام

پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا۔ اس عفیفہ سے

چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک مریم سلطان

منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجۂ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی

زوجۂ محمد شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس و ماہ نہایت شان وعظمت کے ساتہہ

سلطنت کی۔ اکثر راجگان دکن کو خراجگذار بنایا ۹۱۵ھ ہجری مین بندر گوا کو دوبارہ مسخر

کیا تہا۔ آخر ۹۱۶ھ ہجری مین بقول[ھ] بعض ۹۰۶ھ ہجری مین سوء ہضمی مین مبتلا ہوکر بعمر

۷۵ سالہ بہشت برین روانہ ہوا۔ قول اول معتبر ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ

کہی ع ہو ہذہ بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل * حسب الوصیت قصبۂ گوگی مین

۹۱۶

شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکہتا تہا

یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصۂ دوم طوائف الملوک مین بیان کیا گیا ہے

ان کنت شائقا فارجع الیہ۔

ھ تاریخ نظامی ۱۲

من اشعاره الفارسی

تا بار غم عشق کشد قافلهٔ ما		گلها شگفد هر طرف از مرحلهٔ ما
با آنکه بجان با تو نکردیم بجلے		پیش دگران بهر چه کردی گلهٔ ما
تبخاله به لب آمده برپارهٔ عشقت		رفتیم که شد بادیِ ره آبلهٔ ما
ما مسئله فقه ندانیم چو یوسف		آسان شده از عشق بتان مسئلهٔ ما
گرد ارسی بدرد دلِ ناتوان من	وله	کے می برد بمرگ کسان رشک جانِ من
درد دل خود ار نکنم کار مشکل است		ظاهر که میکند بتو درد نهانِ من
با آنکه صد رهم بجفا آزموده		تیغے کشیدهٔ ز پئے امتحانِ من
اے گل رسیده است بگوش تو قصه ام		بلبل نخواند وقت سحر داستانِ من
گویا که بلبلان چمن نقل کرده اند		حرفے ز بیوفائی گل از زبانِ من
یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد		کو بخت آنکه گوش کند نکته دانِ من
مرا ز بادهٔ جامی فراغ یعنی چه	وله	سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چه

رباعے منه

دوشینه بر آستان یار از سر درد		می نالیدم سرد و دو دست برخ زرد
بر حلقهٔ در دست زدم گفت چرا		بیهوده بود کوفتن آهن سرد
اے آمده دیدن رخت وقت صبوح	وله	آثار هزار گونه اسباب فتوح
انوار نکوئی از رخت می تابد		زان روست که رویت شد آئینهٔ روح
آنکس که علم به نیکنامی افراشت		در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زنده جاوید اند		مرد آنکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا الف بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین - آپکے جد امجد و والد شاہ عالم بہادر شاہ ہند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے - منصب مناسب پر ممتاز ہوئے -

یار صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۱۴۶ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی - نشو و نما بھی شہر کی زمین مین ہوا - عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تھا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تھا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تھا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد دکن مین رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت مین پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا - حضرت بلیغ نے آپکے اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا - آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے لکھے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام مین ہر ایک قصیدہ سے چند اشعار ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - وہ یہہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن	می زند جوش نو بہار سخن
سنبل زلف و سبزۂ خط را	میکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان ہمان	ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ	کہ برو آمدہ مدار سخن
ہست جز او بقدرت و شوکت	اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از نکہ صابش معنی	معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح | صید معنی کند شکار سخن
از بلاغت بلیغ شد نامش | گرد در عالم اشتہار سخن

ایضاً اسی ردیف مین باختلاف قافیہ

وصف زلف کاکل آید از پریشان خاطران | خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن
از خمار بیدماغی خاطرم افسردہ است | لغزش مستانہ میخواہم زمستان سخن
عمرہا در انتظارش خون دل حل می کنم | تا کشم بر صفحہ جدول ز دیوان سخن
خانمان چون ہشت حسن برباد حسرت دادہ ام | آشیان داری ہمی خواہم زبستان سخن
شد مسلم ملک معنی مر ترا زیر نگین | ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
اے ترا لفظ و معانی ہمچو من حلقہ بگوش | خامہ ات نشان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش خلاق وعمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیدہ وصفات ستودہ سے موصوف تھے۔ احباب واصحاب کے ساتھہ نہایت نیازمندی خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چندر بدن و مہیار کے قصہ مین لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے۔ **من ابیاتہ**

قلم در خون کش افسانہ عشق | پروانہ عشق
بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید | مہرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے مگر جابجا کرم خوردہ تھا

پا بر خار می رفت | قدم منصور سان بردار می رفت
سر شک او متاع کاروان بود | قدم با نالۂ دل ہمعنان بود
روان شد نونہال سرو پامال | فغان قمریش فریاد خلخال

در خرام چندر بدن

من اشعاره الفارسی

گرچه صد محشر ز شور ناله ما رنگ ریخت — آشنای گوش نمکینش نشد پیغام ما
آنکه نازش بر رخ آئینه مژگان وا نکرد — کی بکام او شود وصل بهت خود کام ما

وله
ز حسن خویش ور عشقم نداشت آگاهی — کرد داد آئینه در دست نوبهار مرا

وله
وسعت صحرای وحشت تختگاه عاشق است — بود آه نارسا چتر سیاه عاشق است
بی شکوه سلطنت نبود سر دیوانگان — سنگ طفلان دورباش بارگاه عاشق است

وله
از خلوت آئینه چو بنشست — فریاد ز نوبهار برخاست

وله
سرمه آلود نگاه که بدادم نرسید — ناله خون شد بدل و گفت صدا را عشق است

وله
ز دیده بی تو خون ناب میریزد — نمک بر زخم دلم ماه تاب می ریزد

وله
چشم مستش تا بخواب ناز غلطان فتنه بود — فتنه بیدار را آغوش مژگان خفته بود
برگ برگ این چمن آئینه دار حیرت است — محو رخسار تو شاید در گلستان خفته بود

وله
تا فرق تیر آره جا نگاه نکردیم — چون شانه دران زلف سیاه آه نکردیم
در حسرت فریاد همه بال و پرم سوخت — تنگ است قفس ناله دلخواه نکردیم

وله
در دل ز بیاد چشمش میخانه می تراشم — از گردش نگاهش پیمانه می تراشم

وله
یادی از کاوش مژگان درازی کردیم — سینه را پیشکش ناخن بازی کردیم

وله
بگسلاند تار تارش چون گریبان از جنون — نوبهار گریه ام طاقت گزار آستین
سیل اشکم چون گذشت از جویبار آستین — موج طوفان خیز شد هر تار تار آستین

وله
آتشی افروخت در دل اضطراب تحفه — سوخت آخر شوق بی پروا کباب تحفه
کرده ام ترک ستمگر انتخاب تحفه — خون ساغر می کشد جای شراب تحفه

نقطۂ صفر است تبخال والف آہ رسا — دفتر دیوانگان دارد حساب تحفۂ
نہ سر زلفش گرفتم من نہ بوسیدم لبش — خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفۂ

وله

دیدہ ام شیرین ادا گلگون شعار طرفہ — تلخ گوئی نیک بد عہدی نگار طرفہ
چشم نرگس زلف سنبل چہرہ گل شمشاد قد — اے جنون نام خدا آمد بہار طرفہ
نو بہار جلوہ آمد آمد انداز کیست — صد چمن گل کردہ می آید غبار طرفہ

من اشعارہ الہندی

مشت پر صیاد اسکو جانکر زندان نہ بھیج — ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب
نوبہار آئی قفس سے کون پہنچاتا ہے اب — گل کو عشق اور ہمصفیرون کو دعائے عندلیب

وله

نین ہوس ہمکو شراب لعل اور ساغر سفید — ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید
یار فرش اطلس و زربفت کچھہ درکار نین — میکشون کو بس ہے اک مہتاب کی چادر سفید

وله

ٹک ایک انصاف کے نظرون سے دیکھہ اے اعتبار نرگس — خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس
نکل گھر سے کہ سیر نوبہار انتظاری ہے — یہان آنکھین کھلی ہین یار کے ظالم وہان نرگس

وله

مت بوجھ حال اسکا جیسا کباب و آتش — اشک و آہ میرا جون شمع آب و آتش
اس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی ہین — یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش
سووے ہے آشیان مین کس نیند وصل گل مین — مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش
ظالم لبون پر تیرے اس رنگ پان کے دیکھے — ہے سر بسنگ حسرت لعل خوشاب و آتش
گرمی سے می کے اسکا چہرہ ہے یار عرقناک — اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

یکدل - میر علیم دانشخان

یکدل تخلص - میر علیم دان خان نام - آپ سید محمد موسوی والا کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے۔ فارسی و عربی کی کتب درسیہ والد ماجد سے پڑہی۔ ذی استعداد کامل ہوا۔ حیدر علیخان کے عہد مین بالا گہاٹ ارکاٹ مین گیا۔ وہان ملازم ہوا۔ اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمد علیہ ہوا۔ چند مدت کے بعد حسب الطلب والا جاہ پائین گہاٹ مین آیا۔ نواب والا جاہ کے دربار مین باریاب ہوا۔ نواب صاحب نے تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا۔ موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے۔ کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے۔ نزاکت و لطف سے مملو۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الفارسی

خواستم ہر چند پنہان عیب خود سازم
طفل اشک از بیقراری میکند رسوا مرا

ولہ

چو آسیا بہ تمنائے رزق سرگردان
نمود گردش این گنبد کبود مرا

ولہ

آئینہ شد ہمہ ز روشندلی خویش
عکس جمال دوست بود در کنار ما

ولہ

کے بہم چشم آساید ز بیتابی ہجر
طفل اشکم از ازل بادامنم خو کردہ است

ولہ

تا خانہ بدوشم بر اہش ز تجرد
چون سایہ شب روز وطن ہمسفر ماست

ولہ

گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند
تا روز حشر نیز بپایان نمیرسد

ولہ

زبیکسی گلہ نیست درد لم بکدل
گہر ز گرد یتیمش آبرو دارد

ولہ

کے تو ان دید بسوئے دگرے کز ہجرش
موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
بر بسلم الیشوخ تو خندان شدہ باشی

یاد۔ مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص۔ خواجہ حمید الدین نام۔ آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین۔ آپکا مولد و منشاء شہر حیدرآباد ہے۔ آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی۔ شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تمام رکھتے تھے۔ جو کچھہ کلام موزون فرماتے تھے پسندیدہ ہوتا تھا۔ آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے۔ اور آپ تاریخ گوئی مین بیمثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تھے۔ اس فن کے اساتذہ کے ساتھہ فرزین اُٹھا کے کھیلتے تھے اور بازی لیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تھے۔ درویشانہ و قلندرانہ وضع رکھتے تھے۔ آپ شاہ عنایت اللہ خلیفۂ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تھے۔ پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تھے۔ قلیل معاش مین گذر اوقات کرتے تھے صابر و قانع تھے۔ زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تھے۔ ایک وقت آپکے دل مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ فوراً حیدرآباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہو کے متبرک مقامات مین پہنچے۔ زیارت سے مشرف ہو کے مدراس مین واپس آئے۔ چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے۔ پھر یکایک بہ خاستہ خاطر ہو کے وطن مالوفہ حیدرآباد مین آئے عزلت نشین رہے۔ آخر سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ مکاو ماہ

ناد علیست درد من حرز جان من دیدہ ام در خواب شاید چشم آہوئے کسے انفتے دارم بچشم مست و ابروئے کسے	وله	یاد علیست درد من حرز جان من ہر کرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت مطرب از اشعار جامی ہلالی ہم بگو

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

جان نجم و دل بدرست یکلے ز قولین	سہ بدر ست حسن ہم دل نجم است حسین

ہم سر نجم و سر سبعۂ سیارہ بدان — کہ طلوع قمرین است و غروب شمسین

آپ نے اپنی رحلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تہی۔ تاریخ سے آپکی روشندلی وصاف طینتی ثابت ہوتی ہے۔ **ھو ھذہ**

جائے تاریخ بہر این عاصی		خوانندہ باشید فاتحہ اخلاص ۱۲۱۶ھ

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدر آبادی

یار تخلص۔ احمد یار خان نام۔ منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے۔ نواب آصف جاہ ثانی کے عہد مین منصب پنج ہزاری سے سرفراز تہے۔ آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلیخان ناظم حیدر آباد کے خلف الصدق ہین اور حیدر آبادی المولد۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین دکن مین تربیت و پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوئے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی۔ طبیعت مین موزونی خداداد تہی شعر گوئی شروع کی۔ ذہن وقاد و طبع نقّاد رکہتے تہے۔ تہوڑے ہی زمانہ مین ہمعصرون مین بڑہ گئے کلام مین پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین خوب کہتے تہے لچھمی نرائن صاحب تخلص چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہین۔ قریب غربیب کمال محبت و اخلاص سے ملتے تہے۔ فقیر پربہی نہایت مہربانی فرماتے ہین۔ غزل کے کسی ایک شعر مین فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر مین جدا ہین — ولے معنی مین ہین یک یار و صاحب

انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تہے۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ ہم نوالہ و ہم کاسہ تہے۔ بعد ازان ۱۱۸۵ہجری مین عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ یار صاحب ترجمہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں بیرون شہرپناہ اورنگ آباد گھوڑے پر جا رہے تھے یکایک گھوڑے سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی میں مبتلا رہے آخر ۲۳ تاریخ ماہ شوال سال مذکور میں فوت ہوئے والد کی مسجد بنا کی ہوئی میں مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ ۔ یہہ قول معتبر ہے

من اشعارہ الہندی

بہار گلشن خوبی چمن میں آیا ہے
ہمارے دلکو نا حق خوبرو ہر دم جلاتے ہیں
چمن میں رنگ اڑ جاتا ہے پہولونکا حجالت سے
نتیجہ اُن کی الفت کا ہمیں آخر کو کیا ہوگا

ولہ

گریبان چاک و مطعون جہان بدنام عالم ہون
مجھے پوچھا کہ کہو تم میں وفا ہے کہ نہیں
یار سے ترش ہو اوروں سے یہ میٹھی باتیں

ولہ

کہاں ہے جام کہاں ہے شراب کا شیشہ
کہیں بتکدہ کے بھی برہمن کو ستاتے ہیں
رنگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل کہلاتے ہیں
عبث سنگین لوں سے اپنے دلکو ہم لگاتے ہیں
پڑی خاک اسطرح کی ہائے رسوائی کے جینے میں

ولہ

میں کہا تم تو کہو تم میں جفا ہے کہ نہیں
کہ ہوں آزردہ تمہارے سے بجا ہے کہ نہیں

کہا میں اُس شعلہ خو کو اک دن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجھکو کہا میں پھر کیا کروں بلا سے
زبان جرأت کو تب تو میں نے دراز کر کر کہا کہ سن تو
کہ یہہ کون ڈھب ہے جواب دینے کا مٹک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کر تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تھا یہ تیری وفا سے
خوشی میں پایا ہے اُسکو میں نے کہا کہ صاحب بھلا سنو تو

جو درد دلکو نہ کہئے تمسین تو کب تلک بیٹھئے حیا سے

صنم نے میرے سخن کو سن سن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو

جو ابتدا کو نہین سمجھتا تو کیا خبر ہو گی انتہا سے

یہ راہین مشکل ہین ایسیا ہو نہین کیون قدم کو رکھا ہے تیئنے

اگر تو واقف نہین ہے جا پوچھہ یار جیسے تو مبتلا سے

یہ عشق کا پنتھہ سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا

خوشی مین بیٹھا رہو تو اپنی تجھے غرض کیا وفا و جفا سے

موسم ہولی مین ہوتے ہین شہید — ولہ — آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے

بلبل کہ سنکے تند فغان چمن چمن لا — ولہ — گل نے کہا کہ کانمین تیرے تڑک اُٹھی

کیا گل کے نام مین بھی ہے اعجاز عیسوی — بلبل موئی پڑی تھی سو سنتے ہی پھڑک اُٹھی

باغمین کہتی تھی بلبل ہائے رے اپنا کپٹ ہی — ولہ — دل جلا میرا تب اُس گل مین ٹھنڈک پڑی

من اشعار الفارسی

چو می بینم کہ جام می بکف دلدار می آید — بلب از توبہائے خویشتم استغفار می آید

برنگ قلقل می تازہ می سازد دماغم را — چو آن مینا دہن ورنگہت گفتار می آید

بادہ کشیم و عصیان کشیدہ ایم — ولہ — بشکن ز جام ساقی کوثر خمار ما

در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر — ولہ — بر رشک طاؤس ہست دیوان مرصع کار ما

گفتیم در خیال رخت رفت خواب ما — ولہ — آئینہ دید آن بت حاضر جواب ما

سگش از راہ وفا از پے ما می آید

سگ او ئیم کہ از راہ وفا می آید

یکدل۔ محمد انور مراد آبادی

یکدل تخلص۔ محمد انور نام۔ آپ شیخ محمد خان مراد آبادی کے فرزند ہین۔ آپکے والد ماجد مراد آباد مین نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مراد آباد مین داروغہ تھے۔ اسوقت نواب غفران مآب وہان حکمران تھے۔ پھر خدمت داروغگی سے چندروز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوئے۔ نیابت دیوانی کے زمانہ مین فوت ہوئے میان محمد انور جوان صالح وذی استعداد ولائق تھے۔ آصفجاہی متقربین کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ آپ صاحب کمال وہردل عزیز تھے۔ پھر نوابصاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا۔ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ جب نوابصاحب حسب طلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بہی ہمرکاب تھے۔ دلی مین پہنچکر ۱۱۵۱ سنہ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا۔ شعرگوئی مین لائق وہوشیار تھے۔ آپکے اشعار مرغوب ودلچسپ ہوتے ہین مضامین شیرین ومعانی رنگین سے آراستہ وپیراستہ ہوتے تھے۔ خوشرو وخوش اخلاق وظریف الطبع صاحب مذاق تھے۔ اور تماشائے رقص وسرود پر فریفتہ وشیفتہ تھے اکثر رقص سرود کے مجلسون مین شریک ہوتے تھے۔ اور خود بہی مکان پر جلسے کرتے تھے۔ آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ رہتا تھا عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتے تھے۔ **من اشعارہ الفارسی**

روئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت ہر کس شنید ذلک لاریب فیہ گفت

عابد ز کعبہ گفت سخن عارف از رخش قربان او شویم کہ وجہے وجیہ گفت

ولہ

از مسلک تمیز رہ عشق دور بود رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

شب جلوہ کرد بادہ وزاہد بدید ہیچ | ولہ | در آفتاب دیدۂ خفاش کور بود
بے شاہ می شود نسق مملکت خراب | • | شب بے تو در قلمرو دلہا فتور بود
صحرا نشین شد از ضرر اختلاط خلق | | مجنون ما بہ بین چہ قدر باشعور بود
ندیدیم راستی ازبس بطبع مردم دنیا | ولہ | وزان رو سلام این کجان از دست چپ کردم

الحمد للہ والمنہ کہ درین ایام فرخندہ انجام حصۂ اول و دوم محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن مؤلفہ والد ماجدم مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خان صوفی الملکاپوری البراری الحیدرآبادی باعانت سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ الی یوم القیام بحسن اہتمام میر وزیر علیصاحب خوشنویس بتاریخ ۱۵ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری مطابق ۲ دے سنہ ۱۳۲۱ ف در مطبع رحمانی مطبوع شدہ مقبول خاص و عام گشت

راقم
محمد صدر الاسلام خان ولد مولانا ابوتراب
محمد عبد الجبار خان صدر مدرس سہ اعزہ
حیدرآباد دکن